امریکہ کی شان دیکھو
امریکہ کی آن دیکھو
نکلی اس کی جان دیکھو
دیکھتے نہ جاؤ، ہاتھ بھی بٹاؤ
گاڑیاں اڑاؤ۔۔۔ آگے بڑھتے جاؤ

جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مارچ 2015ء

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ

سیف اللہ سیدنا خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کا امین الامت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے

''سلام علیک! میں اس معبُود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ سے التجا ہے کہ خوف (قیامت) کے دن مجھے اور آپ کو دوزخ کی سزا سے امان میں رکھے اور دنیا میں آزمائشوں اور مصیبتوں سے......

خلیفہ رسول اللہ (ابوبکرؓ) کا فرمان موصول ہوا ہے جس میں اُنہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام جا کر وہاں کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لوں۔

بخدا میں نے نا تو اس عہدہ کی درخواست کی نا اس کی خواہش، اور نا اُن سے اس باب میں کوئی خط و کتابت۔ آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل کرے (میرے سالارِ اعلیٰ ہونے کے باوجود) آپ کی حیثیت وہی رہے گی جو پہلے تھی۔ آپ کے کسی حکم کو ٹالا نا جائے گا، نا آپ کی رائے اور مشورہ کو نظر انداز کیا جائے گا اور نا آپ کی صلاح کے بغیر کوئی فیصلہ ہوگا۔ آپ مسلمانوں کی ایک برگزیدہ شخصیت ہیں، نا تو آپ کے فضل سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نا آپ کی رائے سے بے پرواہی برتنا ممکن ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اپنی مہربانیوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے اور مجھے اور آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔''

(فتوح الشام ازدی ص ۶۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۳

جمادی الاول ۱۴۳۶ھ | مارچ 2015ء

حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کے راستے میں ضرور ہجرت کرتے رہو کیونکہ ہجرت جیسا کوئی عمل نہیں یعنی ہجرت سب سے افضل عمل ہے''(سنن نسائی)۔

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

مشرق سے مغرب تک اے لوگو یہ جنگ ہماری ہے!

جس جنگ کی ابتدا کرتے ہوئے بش نے اُسے ''صلیبی جنگ'' سے موسوم کیا اور کہا "This crusade, this war on terrorism is gonna take awhile. and the american people must be patient"......بش تو must be patient کی گولیاں کھلا کھلا کر رخصت ہوا لیکن لمحۂ موجود میں واقعہ یہ ہے کہ صلیبی کفار کے لیے ان کڑوی اور زہریلی گولیوں کو نگلتے رہنا مزید ممکن نہیں رہا......اسی لیے نیٹو اتحاد افغانستان میں اپنے مشن کا اختتام کر چکا ہے، ایساف افواج واپسی کا راستہ ناپ چکی ہیں......لے دے کر امریکی فوج ہی ہے جو ۱۰ ہزار کی تعداد میں اپنی موجودگی برقرار رکھنے پر مجبور ہے......وہ بھی پژمردگی، بے دلی اور شکستہ پائی کی حالت میں کیونکہ ہزاروں فوجیوں کو قربان اور کھربوں ڈالر کو برباد کر کے افغانستان میں تیرہ سالوں تک خاک چھاننے کے بعد اُن کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا...... جب کہ دوسرے فریق یعنی مجاہدین کو اُن کے رب نے صبر و ثبات، عزیمت و استقامت اور استقلال و استمرار کے بیش بہا کنز و خزائن سے نواز رکھا ہے......تبھی تو وہ تیرہ سالوں میں پیش آنے والی کٹھن ترین صعوبتوں، مصائب و آلام کے مشکل ترین اوقات اور مشکلات و سختیوں کے سخت ترین لمحات میں ایک لمحہ کے لیے شمہ برابر بھی شکستہ دل ہوئے نہ مایوسی و قنوطیت کا شکار ہوئے......امارت و حکومت کے سقوط، اہل خانہ اور خاندانوں کی شہادتوں، مسلسل ہجرتوں اور دربدریوں کی آزمائشوں، قید و بند کی مصیبتوں، قائدین اور عزیز از جان ساتھیوں کی شہادتوں، حالات کی سنگینیوں کے باوجود اُن کے پایہ استقامت میں ذرہ برابر لغزش دیکھنے کو نہ ملی......اس سب میں اُن کا کچھ کمال نہیں، کمال ہے تو اُس ہستی کا جس پر اُن کا ایمان ہے......کہ اس ایمان کی توفیق کی بھی اُسی کی عطا ہے، اس پر جم جانے کی ہمت بھی اُسی کا کرم ہے اور توکل علی اللہ کی نعمت سے نواز دینا بھی اُسی کا فضل ہے......یہی ایمان اور توکل علی اللہ ہی تو ان خاک نشینوں کی متاعِ بہا ہے جس کی بنا پر اُن کے رب نے اُن پر احسان فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں اور نصرتوں کے خزانوں کے منہ اُن کے لیے کھول دیے......اور انہی رحمتوں اور نصرتوں کی بدولت وہ طواغیتِ عالم کے تمام لشکروں پر غالب آ کر فاتح اور آبرومند کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں!...... ''مہذب دنیا'' کے سردار امریکہ کے پاس اخلاقی جرأت اور عالی حوصلگی کا تو ویسے ہی کال ہے کہ اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے ''بہادر دشمن'' کی طرح گھر کی راہ لے......وہ کامیابی کے دعوے تو کرتا ہے لیکن اس ''کامیابی'' کو دنیا کے سامنے لانے سے گریزپا رہتا ہے اور اسے دنیا کی نظروں سے چھپانے کے لیے جہاں وہ ہزار جتن کر رہا ہے وہیں اپنے آزمودہ غلاموں اور بدسرشت جرنیلوں کو بھی نئی خدمت گزاری سونپ رہا ہے......اسی ساقیاگیری کے لیے پاکستانی جرنیلوں کا آقاؤں کے دربار میں حاضریاں لگانے اور آقاؤں کا غلاموں کی استعداد کا اندازہ لگانے، کارگزاری کے ملاحظہ اور پیٹھ تھپتھپانے کے لیے دورہ جاتی سلسلہ زور و شور سے جاری ہے......ان جرنیلوں نے اُس ''بھاری پتھر'' کو اٹھانے کا ذمہ لیا ہے جسے ان کے چار درجن سے زائد آقا مل کر بھی اٹھا تو کیا ہلا بھی نہ سکے......وہ تو ہانپتے کانپتے اور کٹتے مرتے فرار ہو گئے لیکن ان کے گلے ایسی بلا ڈال کر جا رہے ہیں جس سے نبرد آزما ہونے کا ان میں یارا نہیں......یہ 'خاکی' طالبان مجاہدین کو بھی اپنی زرخرید اور سرکاری ''جہادی'' تنظیموں کی مانند سمجھ بیٹھے ہیں کہ جن کے ''آن آف'' کا بٹن ان کی انگلیوں کے نیچے رہتا ہے......اسی لیے مذاکراتی مکر کے ''نگران'' بننے پر اِترا رہے ہیں، آقاؤں کو راضی کرتے کرتے اِن عقل کے اندھوں اور ایمان سے عاری جرنیلوں نے تیرہ سال تک ساری خدمات 'کفر کے لیے وقف کر دیں لیکن آقا ہے کہ ان کے سروں پر بیٹھ کر Do More! کے احکامات مسلسل صادر کیے جا رہا ہے......یہ تو خود اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ''کوئی گڈ بیڈ طالبان نہیں، سب کا صفایا کریں گے، ملا عمر اور حقانی سمیت کسی دہشت گرد کو نہیں چھوڑیں گے''......اب کیا اِنہوں نے طالبان کو اپنی ہی طرح گُودن، گاؤدی اور گیگلا سمجھ لیا ہے کہ وہ اِن کے ماضی کے جرائم کو سرے سے بھول جائیں گے اور ''صفایا کرنے والوں'' کے لیے اپنی بانہیں پھیلا دیں گے......اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں مجاہدین جنگی چالیں بھی سمجھتے ہیں، حربی امور کو بھی احسن انداز سے سرانجام دیتے ہیں......اس کے ساتھ ساتھ وہ سیاست بھی جانتے ہیں، الجھی گتھیوں کو سلجھانے کے فن سے بھی آشنا ہیں......معاملہ فہم، دقیقہ رس اور زیرک بھی ہیں اور ''وقار'' کی مکر و فریب، دغا و خدع سے بھری تاریخ اور جُل اور جھانسہ دینے کی سرشت سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں!

اُدھر قصرِ ابیض کا سیاہ شیطان کہہ رہا ہے کہ ''یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں!''......جب کہ پورا صلیبی مغرب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اطہر میں گستاخی کرتے ہوئے نعرہ زن ہے کہ ''ہم سب چارلی ہیں''......اس کالے شیطان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ''یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں لیکن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ضرور ہے!'' یہ رزیل کفار اور اُن کے حواری' اہل ایمان کو اُس ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کاٹنا اور بے گانہ کرنا چاہتے ہیں کہ جن پر ہزار بار ہماری جانیں، اولاد، ماں باپ اور دنیا کی ہر شے فدا اور قربان کرنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کیا جا سکتا!!!......یہی کالا شیطان کہتا ہے کہ ''پیرس سے پاکستان تک دہشت گردی کا شکار بننے والوں کے ساتھ ہیں''......یہی الفاظ پینٹاگون کے ترجمان ایڈمرل کربی کے بھی ہیں کہ: "Pakistani people are victims of terror, just like people in paris are this week"......گویا شرق و غرب میں جاری یہ ایک ہی جنگ ہے!!!......اسی جنگ کا ہراول دستہ بننے والے ''خاکی'' کہتے ہیں کہ ''کسی اچھے برے کو نہیں چھوڑیں گے!''......اس صلیبی جنگ کی حقیقت سے ہی پردے نہیں سرک رہے بلکہ ''ایمان تقویٰ جہاد'' کے چہرے سے نقابیں بھی اُلٹ رہی ہیں......جسے اللہ تعالیٰ نے ایمانی بصیرت سے نواز رکھا ہے اُس کے لیے ان کے ''بے پردہ چہروں'' سے اغماض ممکن نہیں! اور جن کے دل و دماغ میں کفر و نفاق کی تاریکیاں گھر کیے ہوئے ہیں اُن کا مقدر دنیا و آخرت میں اہل صلیب اور اُن کے ہراول دستے کا ساتھ ہی ہے!

اصلاح باطن کی اہمیّت

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پوچھ اسماعیلؑ سے کیا لطف ہے؟

اسی پر یاد آیا کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰ والسلام کا واقعہ کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا:

یَا بُنَیَّ إِنِّی أَرَی فِی الْمَنَامِ أَنِّی أَذْبَحُکَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَی (الصافات: ۱۰۲)

''برخوردار! میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ میں تم کو (باذن الٰہی) ذبح کر رہا ہوں، سوتم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟''

اور یہ اس لیے فرمایا کہ اگر حضرت اسماعیلؑ راضی نہ ہوتے، اگر ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہ ہوتی تو ذبح کیسے کیے جاسکتے تھے۔ اس موقع پر اگر کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ ابا جان قتل تو حرام ہے اور یہ تو خواب ہے اس کا کیا اعتبار ہے۔ مگر انہوں نے جو جواب دیا وہ محبت والا ہی جواب دے سکتا ہے:

یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (الصافات: ۱۰۲)

''ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ بلا تامل کیجیے!''۔

ابا جان آپ خواب کہہ رہے ہیں، آپ تو پیغمبر ہیں اس لیے آپ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، وحی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، جو حکم دیا گیا ہے آپ اس کی تعمیل کیجیے...... کیا اپنے آپ کو ذبح کرا دینا آسان بات ہے؟ جان کس کو پیاری نہیں ہے؟ چنانچہ نوجوان حضرات سوچیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ کہ ایسی پر لطف زندگی کتنی مدت تک رہے گی؟ لیکن اسماعیل علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ جواب محبت رکھنے والا ہی دے سکتا ہے، چنانچہ جواب دیا کہ

سَتَجِدُنِی إِن شَاء اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِینَ (الصافات: ۱۰۲)

''ان شاء اللہ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے''۔

آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، چھری چلے گی، گلا کٹے گا، تکلیف ہوگی مگر بھاگوں گا نہیں۔ اسی کو حضرت حاجی امداد اللہ مکی صاحبؒ فرماتے ہیں:

لطف تن چرنے کا زکریا سے پوچھ
سر کے کٹنے کا مزہ یحییٰ سے پوچھ
سر کو رکھ دینے کا نیچے تیغ کے
پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے؟

ارے بھائی حکومت والے نشہ کی چیزیں کھلا کر کے بینڈ باجا بجا کر فوجیوں کو مست کر دیتے ہیں جان دینے کے لیے بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ اکبر کہہ کر آدمی جب جانور کو ذبح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جانور مست ہوجاتا ہے اسے پتہ بھی نہیں چلتا، جسم کو تو تکلیف ہوتی ہے مگر روح مست ہوجاتی ہے، اس کو احساس نہیں ہوتا۔

دل کے بگاڑ کا نقصان:

تو جب تک دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت غالب نہ ہوجائے اس وقت تک معاملہ مشکل معلوم ہوتا ہے، پھر دنیا کی محبت یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے......حدیث میں فرمایا گیا:

حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (الجامع الصغیر ۱/۱۴۶)

''دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے''۔

کسی کا تر کہ کیوں مارتا ہے؟ مال کی محبت کی بنا پر......رشوت لیتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے اور مال کی محبت کی وجہ سے چوری کرتا ہے...... یہ سب چیزیں دل کے بگڑنے کی وجہ سے ہیں......میرے عزیز دوستو! اگر دل بگڑا ہوا ہے تو ساری زندگی تباہ و برباد ہوجاتی ہے۔

اصلاحِ اخلاق اصلی تصوف ہے:

اسی لیے فرمایا گیا کہ دل کو بنالو، دل کو سنوار لو، اسی کا نام اصلاحِ اخلاق ہے جو کہ دین کا اہم شعبہ ہے۔ کیا چیزیں دل کے اندر پیدا کرے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ کی خشیت، صبر و توکل اور رضا بالقضا...... یہ چیزیں ہمارے اندر پیدا ہوجائیں اور کن چیزوں سے بچیں؟ بے جا غصہ سے بچیں، حسد کو دل سے نکالیں، نام و نمود کی خواہش کو دل سے نکالیں......

اصلی تصوف تو بھائی یہی ہے! اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو احکام دیے ہیں ان میں اپنی محبت کو بھی ضروری قرار دیا ہے تاکہ آسانی سے کام ہوجائے۔ محبت بھی اتنی مطلوب ہے جس سے ہم احکام ضروریہ کی اطاعت کرسکیں، اتنی محبت فرض اور ضروری ہے۔ اب اس درجہ اگر محبت ہے تو بہت اچھا......اگر نہیں ہے تو ہم لوگ اس کو حاصل کریں جیسے کسی کو وضو نہیں آتا تو وہ سیکھتا ہے، نماز نہیں آتی تو نماز سیکھتا ہے، اسی طرح محبت نہیں ہے تو اہل محبت سے سیکھنا چاہیے......انہی کو صالحین اور متقین کہا جاتا ہے! لوگ دنیا کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں کرتے ہیں......ہوائی جہاز والوں سے سبق لو، ہر پرواز میں کیا جان کا خطرہ نہیں ہے؟ لیکن مال کی خاطر جان کی بازی لگا دیتے ہیں...... (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

19 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع مارجہ......مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لیے آنے والی کٹھ پتلی فوج پر حملہ......11 اہل کار ہلاک، متعدد زخمی

علاج کبر

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّهٗ يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ۔ وَقَالَ تَعَالٰى وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

وَقَالَ تَعَالٰى :

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

''بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتے''۔

یعنی جولوگ اپنے کو کسی درجہ میں بڑا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہوجاتے ہیں...... بڑائی آئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت ٹوٹ گئی......سارا معاملہ ختم ہوگیا! لہٰذا جب اللہ تعالیٰ متکبر سے محبت نہیں فرماتے تو وہ غیر محبوب ہوا۔ اس قضیہ کا عکس کرلیجیے تو یہ مطلب نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے ناراضی ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا، اس قضیہ کا عکس کیا جائے تو یہ مطلب نکلے گا کہ ناراضی ہے...... پس جولوگ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوجاتے ہیں جب تک کہ توبہ نہ کریں...... اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ......یعنی اللہ تعالیٰ نہ تو محبت کرتا ہے اور نہ آئندہ کرے گا جو لوگ کہ متکبر ہیں اور متکبر رہیں گے یعنی جب تک توبہ نہ کریں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہیں گے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ جو ملفوظات کمالات اشرفیہ میں ہے، اس آیت کی بہترین تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں کہ

''جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے کہ میں دنیا میں سب سے زیادہ نالائق و گناہ گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کسی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو رہا ہے اور سر سے پیر تک میں قصوروار ہوں تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہوتا ہے، بڑا ہوتا ہے۔ جب اپنی نظر میں وہ برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں وہ بھلا ہوتا ہے اللہ کی نظر میں وہ برا ہوتا ہے۔ لہٰذا سوچ لینا چاہیے کہ ہم اپنی نظر میں بھلے ہوجائیں تو فائدہ ہے یا ہم اللہ کی نظر میں بھلے ہوجائیں تو ہمارا فائدہ ہے انسان اپنی عقل سے فیصلہ کرلے''۔

آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اصل بڑائی کا حق بھی تو تم کو نہیں ہے۔ فرماتے ہیں: وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ...... بڑائی اللہ ہی کو زیبا ہے، صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے......لام بھی تخصیص کا اور تقديم ماحقه التاخير يفيد الحصر اللہ تعالیٰ کا یہ اسلوب بیان خود بتاتا ہے کہ کبریائی اور بڑائی صرف اللہ کا حق ہے جس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں......لہٰذا وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ کا یہ ترجمہ صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ کے لیے بڑائی ہے بلکہ ترجمہ یہ ہوگا کہ ''بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور کسی مخلوق کے لیے بڑائی نہیں''۔ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......''اور اسی کو بڑائی ہے آسمان وزمین میں''...... وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ......''اور وہ زبردست طاقت والا اور زبردست حکمت والا ہے''۔

اب یہاں ان دو اسماء کے نازل کرنے میں کیا خاص بات ہے۔ ننانوے ناموں میں سے یہاں عزیز وحکیم کیوں نازل فرمایا؟ بات یہ ہے کہ بڑائی کی وجوہ صرف دو ہی ہوتی ہیں...... زبردست طاقت اور زبردست طاقت کا حسنِ استعمال یعنی حکمت اور قاعدہ سے طاقت کا استعمال......لہٰذا ان ناموں کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتادیا کہ میری بڑائی کی وجہ یہ ہے کہ میں زبردست طاقت رکھتا ہوں، جس چیز کا ارادہ کرلوں بس 'کن' کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے...... كُنْ فَيَكُوْنُ......اور میری زبردست طاقت کے ساتھ ساتھ میری زبردست حکمت، دانائی، سمجھ اور فہم کارفرما ہوتی ہے اور جیسا کہ وہاں طاقت کا استعمال ہونا چاہیے۔ اس طریقہ سے میری طاقت حکمت کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ دیکھئے اگر کسی گھر میں کوئی لڑکا کا زبردست طاقت والا ہوجائے لیکن ہو بے وقوف تو پھر کسی کی خیریت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو اندازہ ہی نہیں کہ طاقت کو کہاں استعمال کرنا چاہیے۔ کبھی ابا کو گھونسہ لگادیا، کبھی چھوٹے بھائی کو لگادیا، کبھی اماں کو پیٹ دیا......اس لیے بڑائی کا وہ مستحق ہے جو زبردست طاقت کو زبردست حکمت کے ساتھ استعمال کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم زبردست طاقت والے اور زبردست حکمت والے ہیں۔

اور جو احادیث اس کی شرح کرتی ہیں ان میں سے ایک حدیث قدسی یہ ہے جس کو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے (مرقاۃ : جلد ۹، ص ۳۰۹ پر مسند احمد، ابوداؤد وابن ماجہ) کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے بندوں سے :

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِىْ فَمَنْ نَازَ عَنِىْ رِدَائِىْ قَصَمْتُهٗ

''بڑائی میری چادر ہے جو اس میں گھسنے کی کوشش کرے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا''۔

19 فروری: صوبہ قندھار......ضلع میوند......بارودی سرنگ دھماکہ......فوجی ٹینک تباہ......کمانڈر بشرک سمیت 6 فوجی ہلاک

اور تیسری آیت جو حضرت حکیم الامت نے خطبات الاحکام میں عُجب و کبر کے بیان میں تلاوت فرمائی وہ ہے:

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا

''اور یاد کرو جب جنگِ حُنین میں اپنی کثرت پر تم کو ناز ہوا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی''۔

طائف اور مکہ کے درمیان میں ایک وادی ہے جس کا نام حنین ہے۔ علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری (ج ۴، ص ۱۵۴) میں تحریر فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں کافروں کی تعداد چار ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ لہٰذا بعض مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ نظر ہوگئی کہ ہم لوگ آج تعداد میں بہت زیادہ ہیں بس آج تو بازی مار لی، آج تو ہم فتح کر ہی لیں گے اور ان کے منہ سے نکل گیا کہ آج ہم کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے یعنی اسباب پر ذرا سی نظر ہوگی۔ اپنی کثرت تعداد پر کچھ ناز سا پیدا ہو گیا کہ ہم آج تعداد میں کفار سے بہت زیادہ ہیں، آج تو فتح ہو ہی جائے گی۔ چنانچہ شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ'' تمہاری شکست کی وجہ یہی ہے کہ تمہیں اپنی کثرت بھلی معلوم ہوئی اور ہماری نصرت سے نظر ہٹ گئی''......لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب انہوں نے توبہ واستغفار کی تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم آ گیا۔ پھر فوراً مدد آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ فتح مبین نصیب فرمائی۔

کبھی بڑائی بڑے خفیہ طور سے دل میں آ جاتی ہے۔ خود انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ میرے دل میں تکبر ہے۔ کبھی آدمی کے دل میں بڑائی ہوتی ہے اور زبان پر تواضع ہوتی ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ'' بعض لوگ اپنے منہ سے اپنی خوب حقارت بیان کرتے ہیں میں کچھ نہیں ہوں صاحب۔ حقیر ناچیز بندہ ہوں لیکن اگر کوئی کہہ دے کہ واقعی آپ کچھ نہیں ہیں۔ آپ حقیر بھی ہیں اور ناچیز بھی ہیں تو پھر دیکھئے ان کا چہرہ فق ہو جاتا ہے کہ نہیں اور دل میں ناگواری محسوس ہوگی۔ یہی دلیل ہے کہ یہ دل میں اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھتا''۔ حضرت فرماتے ہیں کہ'' بعض لوگوں کی زبانی تواضع بھی تکبر سے پیدا ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ لوگوں میں خوب شہرت ہو جائے کہ فلاں صاحب بڑے متواضع ہیں اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس تواضع اور خاکساری کا منشا تکبر اور حب جاہ ہے۔ چنانچہ اگر لوگ اس کی تعظیم نہ کریں تو اس کو ناگواری ہوتی ہے یہی دلیل ہے کہ یہ تواضع اللہ کے لیے نہیں تھی ورنہ لوگوں کی تعظیم اور عدم تعظیم اس کے لیے برابر ہوتی''۔

اس لیے یہ بڑائی بہت دن کے بعد دل سے نکلتی ہے۔ تکبر کا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے۔ اسی بڑائی کو نکالنے کے لیے بزرگانِ دین، مشائخ اور اللہ والوں کی صحبت اٹھانی پڑتی ہے۔ شیخ کے ساتھ ایک زمانہ گزارا جاتا ہے۔ پھر وہ رگڑ رگڑ کر بڑائی نکال دیتا ہے اور خصوصاً وہ شیخ جو ذرا کڑا بھی ہو یعنی ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا ہو، پھر تو وہاں بہت جلد بڑائی نکل جاتی ہے۔ جیسے ہمارے میر صاحب کا شعر ہوا ہے۔ میر صاحب کو پچھلے جمعہ کو بھرے مجمع میں جو ڈانٹ پڑی تو انہوں نے ایک شعر کہا:

ہائے وہ خشمگیں نگاہ قاتلِ کبر وعُجب وجاہ

بھرے مجمع میں جب شیخ ڈانٹ دیتا ہے۔ استاد ڈانٹ دیتا ہے تو کیسی اصلاح ہوتی ہے جس کو بہت عمدہ تعبیر کیا ہے، ماشاءاللہ نظر نہ لگے ان کو

ہائے وہ خشمگیں نگاہ قاتلِ کبر وعُجب وجاہ

اس کے عوض دلِ تباہ میں تو کوئی خوشی نہ لوں

شیخ کی غضب ناک نگاہیں قاتلِ کبر وعُجب وجاہ ہیں، وہ عُجب وکبر اور جاہ کو قتل کر دیتی ہیں۔ اس کے عوض دل تباہ یعنی اے دلِ تباہ! اس کے بدلہ میں مجھے دنیا کی کوئی خوشی نہیں چاہیے۔ یہ بڑی عظیم الشان نعمت ہے کہ جس کا نفس مٹ جائے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو ایک پرچہ پر اپنی حاضری کا مقصد ایک شعر میں لکھ کر بھیج دیا وہ شعر یہ تھا:

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں

مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

اپنے نفس کو مٹانا یہی سلوک کا حاصل ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کا علم معمولی نہیں تھا۔ مشرقِ وسطیٰ میں جس کو آپ مڈل ایسٹ کہتے ہیں ان کے علم کا غلغلہ مچا ہوا تھا......زبردست خطیب، بہترین ادیب، بہترین عربی داں! عربی ان کے لیے ایسی تھی جیسی ہماری آپ کی اردو...... بلکہ ان کی اردو سے بھی زیادہ ان کی عربی اچھی تھی۔ اس کے باوجود جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ'' حضرت تصوف کسی چیز کا نام ہے؟'' تو حضرت نے فرمایا کہ'' آپ جیسے فاضل کو مجھ جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے۔ البتہ جو اپنے بزرگوں سے سنا ہے اسی سبق کو تکرار کرتا ہوں یعنی اسی کو دوبارہ دہراتا ہوں''۔ دیکھئے یہ تھی حضرت کی شانِ فنائیت وتواضع، فرمایا کہ آپ جیسے فاضل کو مجھ جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے۔ اتنا بڑا مجدد زمانہ اور آفتابِ علم اکابر علما کا شیخ اپنے کو طالب علم کہہ رہا ہے۔

تو حضرت نے فرمایا کہ میں اسی سبق کو دہراتا ہوں وہ کیا سبق ہے؟ اس سبق کا حاصل اور خلاصہ کیا ہے؟ اپنے کو مٹا دینا۔ فرمایا تصوف نام ہے اپنے کو مٹا دینے کا۔ جس دن یہ یقین ہو جائے کہ میں کچھ نہیں بس اس دن وہ سب کچھ پا گیا۔ جس کو یہ احساس ہوا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اس کو سب کچھ مل گیا اور یہ کب ہوتا ہے؟ جب دل میں اللہ کی عظمت کا آفتاب بلند ہوتا ہے تب تکبر کے ستارے فنا ہوتے ہیں۔ جب شیر سامنے آتا ہے تب جنگل کی لومڑیوں کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کبر وعُجب لومڑیاں ہیں جب شیر سامنے نہیں ہوتا تو اکڑتی پھرتی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا شیر دل میں غرّائے اور

19 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع مارجہ......بارودی سرنگ دھماکہ......ایک ٹینک تباہ......4 فوجی ہلاک

اللہ اپنی محبت کا سورج دل میں چمکائے اس وقت میں بندہ کیسے اترائے! جس دل پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا انکشاف ہوجاتا ہے پھر وہ تکبر نہیں کرسکتا۔

مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ان کی مجلس کو جن لوگوں نے دیکھا ہے بتائے ہیں کہ حضرت حکیم الامت کی مجلس کی بالکل نقل تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

''جب بادشاہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو اس کو برباد کردیتے ہیں''۔

وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً

''اور اس کے معزز لوگوں کو گرفتار کر لیتے ہیں ذلیل کردیتے ہیں''۔

یعنی بڑے بڑے لوگوں کو بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کرلیتے ہیں تاکہ کبھی بغاوت نہ کرسکیں۔حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کے قلب میں اپنی عزت کا اور اپنی عظمتوں کا جھنڈا لہراتے ہیں جس کے دل کی بستی کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں اس دل کے کبر کے چوہدری کو، عُجب کے چوہدری کو اور ریا کے سردار کو گرفتار کرلیتے ہیں۔اس کے نفس کو مٹادیتے ہیں۔لہٰذا کبر اور نسبت مع اللہ جمع نہیں ہوسکتے۔وہ شخص ہرگز صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو۔

اس لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ''اشرف علی تمام مسلمانوں سے ارذل ہے، سارے مسلمانوں سے کم تر ہے فی الحال۔یعنی اس حالت میں بھی سب مسلمان مجھ سے اچھے ہیں کیونکہ کیا معلوم کہ کس کی خوبی اللہ کے یہاں پسند ہے۔اللہ ہی جانتا ہے اور فرمایا کہ تمام کافروں سے اور جانوروں سے میں بدتر ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے''......یہ دو جملے خوب یاد کرلیجیے کہ میں تمام مسلمانوں سے بدتر فی الحال۔اس موجودہ حالت میں مَیں تمام مسلمانوں سے برا ہوں۔ دلیل یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے کسی ادنیٰ فعل سے خوش ہوجائے اور اس کے تمام بڑے بڑے گناہوں کو معاف کردے اور دوسری دلیل کیا ہے کہ ہوسکتا ہے میری کسی بات سے اللہ ناراض ہو اور میری تمام نیکیوں پر پانی پھیر دے۔یہ دو جملے بہت عجیب ہیں۔ان میں تکبر کا علاج بھی ہے جو اپنے آپ کو اتنا حقیر سمجھے گا اس میں تکبر نہیں آسکتا کہ تمام مسلمانوں سے بدتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں سے اور جانوروں سے بدتر ہوں فی المآل، یعنی انجام کے اعتبار سے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کا خاتمہ خراب ہوجائے اور جس کا خاتمہ خراب ہوگیا کفر پر مرگیا تو جانور بھی تو اس سے اچھا ہوا کیونکہ جانور سے کوئی حساب کتاب نہیں اور موت سے اپنے کو کافر سے بدتر کیسے سمجھیں؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کافر جس کو ہم حقیر سمجھتے ہیں اس کا ایمان پر خاتمہ ہوجائے، آخر میں وہ کلمہ اسلام کرلے۔اس لیے مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہیچ کافر را بخواری منگرید

کہ مسلمان بودنش باشد امید

کسی کافر کو بھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ مرنے سے پہلے ابھی اس کے مسلمان ہونے کی امید باقی ہے لیکن حقیر نہ سمجھنے کے معنی یہ نہیں کہ اس کے کفر سے نفرت نہ کی جائے۔حقیر سمجھنا اور ہے لیکن کفر سے نفرت کرنا واجب ہے۔کفر سے، فسق سے، اللہ کی نافرمانی سے نفرت کرنا ہر مسلمان کے لیے واجب ہے، لیکن کافر اور فاسق کو حقیر سمجھنا حرام ہے۔نفرت کرنا واجب اور حقیر سمجھنا حرام۔کوئی کہے کہ صاحب یہ تو مشکل مسئلہ ہے۔نہیں! بالکل آسان ہے۔اگر کوئی شہزادہ منہ پر روشنائی لگالے تو آپ شہزادہ کو حقیر سمجھیں گے یا روشنائی سے نفرت کریں گے؟ ظاہر بات ہے کہ روشنائی سے نفرت کریں گے۔کیونکہ ممکن ہے کہ ابھی صابن سے منہ دھوکر پھر روشن چہرہ کے ساتھ آسکتا ہے۔ایسے ہی کافر کے کفر سے تو ہم کو نفرت ہے لیکن اس کو حقیر سمجھنا حرام ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ابھی کلمہ پڑھ کر یہ ولی اللہ ہوجائے۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جو صاحب نسبت ہیں وہ تو سارے جہاں سے اپنے کو بدتر سمجھتے ہیں''۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر (ج ۱۶،ص ۱۷۴) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! هٰذَا اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ اَقْبَلَ ......یہ جو آرہے ہیں ابوذر غفاری ہیں......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوْتَعْرِفُوْنَهٗ؟ کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟ آپ تو آسمانی مخلوق ہیں۔مدینہ کے لوگوں کو آپ کیسے جان گئے؟ ابوذر غفاری کو آپ نے کیسے پہچان لیا؟ عرض کیا: هُوَ اَشْهَرُ عِنْدَنَا مِنْهُ عِنْدَكُمْ...... ''مدینہ میں ان کی جتنی شہرت ہے اس سے زیادہ یہ آسمان میں ہم فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں''......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِمَا ذَانَالَ هٰذِهِ الْفَضِيْلَةَ؟......یہ فضیلت ان کو کیسے ملی؟......جبرئیل علیہ اسلام نے عرض کیا: ''ان کو یہ فضیلت دو اعمال سے ملی ہے ایک تو قلبی ہے اور ایک قالبی۔ایک دل کا عمل ہے اور ایک جسم کا عمل ہے۔دل کا عمل کیا ہے؟ لِصِغْرِهٖ فِیْ نَفْسِهٖ ......یہ دل میں اپنے کو بہت حقیر سمجھتے ہیں''۔اللہ تعالیٰ کو یہ ادا بہت پسند ہے، جو بندہ اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے۔حقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ میرا بندہ بندگی کا حق ادا کررہا ہے۔ بندہ ہوکر اکڑے، غلام ہوکر اکڑے یہ بات بندگی کے خلاف ہے۔اور دوسرا عمل ان کا یہ ہے وَکَثْرَةِ قِرَاءَتِهٖ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ......یہ قل ھواللہ (سورۃ اخلاص) کی تلاوت بہت کرتے ہیں۔ان دو اعمال کی برکت سے ان کی آسمان کے فرشتوں میں شہرت ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

19 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع واشیر......بارودی سرنگ دھماکہ......ٹینک تباہ......5 اہل کار ہلاک اور زخمی

ربّانی پیمانے

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

فوجیں تبھی جیتا کرتی ہیں، معاشرے اسی وقت زندہ رہتے ہیں اور زندگی اعتدال پر رہتی ہے جب ایسے لوگوں کی کثرت ہو۔ جب کسی معاشرے میں ان لوگوں کی کثرت ہو تو یہ رب العالمین کی توفیق کی علامت ہے، اور اس معاشرے سے اس کے راضی ہونے کی طرف اشارہ ہے، جتنا زیادہ ایک حاکم ایسے لوگوں کو اپنے آس پاس رکھے گا، ان سے مشورے کرے گا، ان کے فیصلے مانے گا، ان کی تعلیمات پر چلے گا، اتنا ہی زیادہ معاشرے میں بھلائی، سکینت اور امن قائم ہوگا......اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تمام گورنروں کو نصیحت کرتے تھے کہ ان کے جلیس قراء اور عباد ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حاکم کے پاس ایسے سیٹیلائٹ ہوا کرتے تھے جو اس کے اردگرد گھومتے رہتے؛ علما کی صورت میں ایسے سیٹیلائٹ جو کبھی بھی اللہ کے ذکر سے نہیں رکتے تھے، نہ استغفار کرنے سے غافل ہوتے تھے......ان کی پیٹھوں کو قرار نہیں ملتا تھا کیونکہ وہ راتوں کو اپنے رب کے حضور کھڑے اور بیٹھے ذکر میں گزار دیتے تھے، اور ان کی دعاؤں سے نصرت نازل ہوا کرتی۔ صالح حکمران ایسے ہی ہوا کرتے تھے......ان کے گرد ان کے مشیر ہوتے تھے، ان کے علما ہوتے تھے، اور ان کے چنیدہ ساتھی ہوا کرتے تھے، وہ انہی کے ساتھ رہتے جیسے تلامذہ اپنے استاد کے ساتھ رہتے ہیں......وہ بھول جاتے کہ وہ سلاطین اور حکمران ہیں اور انہی علما کے ہاتھ میں تمام کاموں کی عنان ہوتی۔ جیسا کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''اگر بادشاہ لوگوں پر حکمران تھے تو علما بادشاہوں پر حکمران تھے''......وہ بادشاہوں کے بھی بادشاہ تھے، ان کے استاد تھے، ان کے کمانڈر تھے۔ اگرچہ یہ انسان یا لیڈر ہزاروں کی قیادت کر رہا ہوتا لیکن خود اس کا بھی ایک لیڈر ہوتا؛ وہ عالم جو اس پر نظر رکھتا، جو لوگوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھتا اور مظلومین کو اس کے ظلم سے بچاتا۔ وہ اس کے ہاتھوں کو روک کر رکھتا، اور انہیں اس طرح چلاتا جیسا کہ آسمانوں اور زمین کا رب چاہتا ہے۔

میں یہاں پر ان برکات اور آسانیوں کا ذکر کروں گا جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مشکلات کے مستقل طوفان میں گھیر رکھا ہے، جو اس چھوٹے سے گروہ کو پیش آتی ہیں جو افغان جہاد کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ میں ان مثالوں کا ذکر کرتا ہوں اور مجھے اپنے درمیان ان لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے برکتیں نازل ہوتی محسوس ہوتیں ہیں، ہمارے لیے ان کی دعائیں، ان کا صدق اور اخلاص اور ان کا ربانی پیمانوں کے مطابق عمل برکت کا سبب بنتا ہے۔ میں ابو عاصم کا سوچتا ہوں، سعود البحری کو یاد کرتا ہوں، عبد الوھاب الغامدی اور یحییٰ سینور کو یاد کرتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم پر رحمت نازل ہوئی ہے، اور ہمارے اعمال میں برکت شامل ہوئی ہے، آسانی اور توفیق ہمارے اس سفر میں ہمراہ رہی ہے، ان مخلص لوگوں کے وجود کے سبب جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی شہدا ہوں گے جیسا کہ ہم نے اس دنیا میں ان کی شہادت کی گواہی دیتے ہیں۔ مجھے سعود یاد ہیں جب میں ایک دن ان کے ساتھ بیٹھا تھا، وہ عمر میں مجھ سے بہت چھوٹا تھا، لیکن اخلاص، سرگرمی، ثابت قدمی، ساری دنیا کو بھول جانا، اور موت کو اس کی جگہوں پر تلاش کرنے والے اس عظیم پہاڑ کے سامنے میں اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کر رہا تھا۔

''وہ اپنے گھوڑے کی باگیں تھامے ہوئے ہوتا ہے، جب کبھی خطرے یا شورش کی آواز سنتا ہے تو اڑ کر اس کی طرف جاتا ہے، اور موت کو اس کی جگہوں پر تلاش کرتا ہے''۔ (مسلم)

اسی لیے یہ عجیب نہیں کہ آپ اس کے دل کے نور کو قبر سے آسمان کی طرف چھوٹتا اور واپس پلٹتا دیکھیں، جیسا کہ ایک افغانی نے بھی اس کی گواہی دی...... یہ عجیب نہیں کہ ہم اٹھارہ گھنٹے بعد بھی سعد الرشود کی نعش کو قرآن سن کر کانپتا ہوا پائیں۔ یہ عجیب نہیں کہ ہم یحییٰ کی قبر سے پھوٹتی خوشبو پانچ سو میٹر کی مسافت سے سونگھ سکتے ہیں، اور جس ہسپتال میں اس کا پاکیزہ جسد تھا وہاں پورے ایک ہفتے تک مشک کی خوشبو رہی۔

یہ عجیب نہیں کہ ہم عبداللہ الغامدی کی قبر سے مسلسل تکبیر کی آواز سنیں جیسا کہ نظر محمد، اپنے علاقے کے کمانڈر نے، اور ان کے علاقے کے دیگر لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ میں نے مزید تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا: اگر آپ تکبیر سننا چاہتے ہیں تو آئیں اور ہمارے ساتھ ہمارے خط پر رہیں...... یہ عجیب نہیں کہ آپ عبدالرحمٰن البنا، حمدی البنا کے کپڑوں کی خوشبو سونگھیں، اور وہ ان کی شہادت کے چار ماہ بعد ابھی بھی ہمارے اس مکتبے میں موجود ہیں، ان کی ٹوپی اور بعض چیزوں سے ایک میٹھی سی خوشبو آتی تھی جسے افغان سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ ایک شہید کی خوشبو ہے!...... یہ کرامات خالی خولی باتیں یا گپیں نہیں ہیں، بلکہ بہت سے لوگوں کی آنکھوں نے انہیں دیکھا ہے اور سونگھا ہے۔ ہمارے درمیان ایک نوجوان بیٹھا ہے اور سن رہا ہے جس کو کلاشنکوف کی گولیاں لگیں، گولیوں نے اس کے جوتوں میں سوراخ کر دیا لیکن اس کو کوئی زخم نہیں آیا۔ یہ جوتے یہیں کہیں آپ کے ان جوتوں کے ڈھیر میں موجود ہیں، اور ان کا مالک بھی آپ کے درمیان ہے۔

یہ عجیب نہیں کہ ایک خندق کے اوپر مارٹر کے پانچ راونڈ فائر کیے جائیں جس

میں تین لوگ ہوں، عربی بچ جاتا ہے اور افغانی شہید ہوکر اس کے بازو میں آگرتا ہے، اور اللہ گواہ ہے کہ اس کی شہادت کے بعد اس کی نعش سے ایسا دھواں نکل رہا تھا جس سے عود کی مانند خوشبو آ رہی تھی! پوری فضا میں خوشبو پھیل گئی اور جس بھائی نے اسے پکڑا ہوا تھا وہ ابھی ہمارے درمیان موجود ہے اور میری یہ بات سن رہا ہے، دھواں! یہ عجیب نہیں کہ ہمیں زخمیوں کو منتقل کرنے والی گاڑی میں ایک مزے دار، پاکیزہ اور میٹھی سی مشک کی خوشبو کے پھیلنے سے روح کے نکلنے کا وقت معلوم ہو جائے، جیسا کہ عبد الصمدؒ کے ساتھ ہوا۔ گاڑی میں موجود لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کی روح نکلنے کا اسی وقت پتہ چلا جب ان کے پاکیزہ جسم سے ایک میٹھی سی خوشبو آئی! جس کے بارے میں ہم امید رکھتے ہیں کہ ملائکہ نے یہ کہہ کر اس کا استقبال کیا ہوگا: اے پاک جسم میں رہنے والی پاک روح آجاؤ، جسے تم دنیا میں اچھا رکھتے تھے، باغات اور خوشبو کی طرف اور ایسے رب کی طرف آجاؤ جو تم پر غضب ناک نہیں......ایسی ہی فضاؤں میں تربیت پانے والے کرداروں کی بدولت اللہ تعالیٰ معاشروں کو بربادی سے بچاتا ہے، انہی سے معاشرے اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے ہیں، اور انہی کی بدولت نصرت بارش کی طرح اترتی ہے، لوگوں کو ان کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے، اور آسمان سے نازل ہونے والی مصیبتوں کو زمین سے دور ہٹا دیا جاتا ہے۔ روایت میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میری عزت اور جلال کی قسم بے شک میں اہل زمین پر کوئی عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں، پھر میں دیکھتا ہوں تو مجھے میرے گھروں (مسجدوں) کے بنانے والے، راتوں کے پچھلے پہر استغفار کرنے والے اور مجھ سے محبت کرنے والے نظر آتے ہیں، تو میں ان سے وہ عذاب اٹھا لیتا ہوں جو ان پر نازل کرنے والا ہوتا ہوں۔''

یہ مت سمجھو کہ اسلحہ کی کثرت سے نصرت آتی ہے، نہ یہ سمجھو کہ مال کے ذریعے جلدی کامیابی ملتی ہے، بلکہ نصرت تو نیکوکاروں کی دعاؤں سے اترتی ہے۔ ترکی اور ماوراء النہر کے ممالک کی فتوحات کے دوران، وہ علاقہ جو آج کل روس میں آتا ہے، قتیبہ بن مسلم الباھلی رحمہ اللہ نے ایک انگلی اور ہاتھ کو آسمان کی طرف اشارہ کرتے دیکھا تو کہا: یہ کس کا ہاتھ ہے جو آسمان کی طرف سرگوشیاں کر رہا ہے؟ ان کو بتایا گیا: یہ محمد بن واسع کا ہاتھ ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: بے شک یہ مجھے ان تین لاکھ تلواروں سے زیادہ محبوب ہے جو کافر ترکیوں پر برس رہی ہوں! یہ ہاتھ جو معرکے میں آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہے، مجھے اللہ کے راستے میں لڑنے والی تین لاکھ تلواروں سے زیادہ محبوب ہے...... یہ ہوتے ہیں مثالی کردار! لیکن ان کی تربیت صدق سے ہوئی تھی اور پاکیزہ ہاتھوں میں ہوئی تھی۔ انہیں اس دنیا سے ان ارواح نے بے زار کیا جو اس دنیا کی گندگی اور جاذبیت سے دور تھیں، وہ اپنے اجسام کے ساتھ تو دنیا میں چلتے پھرتے تھے لیکن ان کی روحیں آسمان میں رہتی تھیں، گویا فرشتوں اور ملائے اعلیٰ کے ہمراہ اہل زمین کے لیے استغفار کر رہی ہوں۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (المومن: ۷)

''جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ سے بچا لے''۔

ایک صحیح حدیث قدسی میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

''مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا تردد بندہ مومن کی جان قبض کرتے وقت ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں ہوتا کہ میں اسے ناخوش کروں یا اسے تکلیف دوں'' (بخاری)۔

یعنی اللہ رب العزت اس کی روح قبض کرنے میں متردد ہوتے ہیں کیونکہ اُنہیں یہ پسند نہیں ہوتا کہ اپنے بندہ مسلم کو تکلیف دیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''انگریز منحوس کا قدم جب ہندوستان پر پڑا اور اس نے کالے انگریز پیدا کرنے کی ٹھان لی تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جہاد کے فتوی اور مجاہدین کی قربانیوں نے سد سکندری بن کر اس کا دفاع کیا۔ اپنی عزیز جانیں تو حق پر نچھاور کیں، مگر ایمانی آن نہ چھوڑی اور شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کے مخلصانہ کارنامے تاریخ اسلام کے اوراق میں آج بھی تابندہ ہیں اور رہیں گے۔ اگرچہ یہ حضرات بعض اپنوں کی شرارت اور خیانت کی وجہ سے بظاہر دنیا سے حسرتیں لے کر ہی گئے، مگر ان کے قائم کردہ طریقے آج بھی اہل حق کے لیے مشعل راہ ہیں۔ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی قبر پر آج بھی شعر نمایاں ہے''۔

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نعش حاتم کو
ہزاروں حسرتیں لپٹی ہیں اس دریا کے پہلو سے

(افادات امام اہل سنت رحمہ اللہ ص ۳۶۰، ۳۶۱)

19 فروری: صوبہ قندھار......ضلع بولدک......پولیس اور ایف سی پر فدائین کے حملے......30 اہل کار ہلاک

اصلاح واستفادہ سے کوئی مستغنی نہیں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد بن عبداللّٰہ الامین، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

جن لوگوں کو کسی مدرسہ میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے، یا وہ کسی بزرگ کی خدمت میں استفادے اور تربیت کے لیے حاضر ہوئے ہیں، ان کو اس کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ زمانہ خواہ کتنا ہی گزر جائے، ایک طالب علم کے لیے اپنے مدرسہ میں کھڑے ہو کر کچھ بیان کرنا یا اس جگہ جہاں وہ استفادے کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا کچھ عرض کرنا کتنا مشکل کام ہے۔

میری مثال بالکل ایسی ہے، اس لیے کہ میں ہمیشہ اپنے بزرگوں کی خدمت میں اور خصوصاً آخری دور میں حضرت مولانا (شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں محض اس لیے آتا تھا کہ کوئی ایسی بات سننے میں آئے جس سے دل میں کچھ کیفیت پیدا ہو، یقین میں اضافہ ہو اور اس میں ایمانی حلاوت نصیب ہو اور رسم وصورت میں حقیقت پیدا ہو......

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ کچھ لکھ پڑھ جاتے ہیں یا ان کو کچھ تصنیف وتالیف کا اتفاق ہوتا ہے اور ان کی طرف کچھ نگاہیں اٹھنے لگتی ہیں کہ ہم بھی کچھ جانتے بوجھتے ہیں تو پھر اب ان کو کچھ سننے کی اور کہیں جانے کی اور کسی سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں تو ان کا یہ خیال بالکل صحیح نہیں...... بلکہ واقعہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دور میں بھی اور کسی عمر میں بھی اور کسی حالت میں بھی استفادے سے بلکہ اصلاح سے مستغنی نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کو بھی اپنے ایمان کی فکر رہتی تھی:

ہمارا تو خیر ذکر کیا ہے؟ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی صحبت حاصل تھی، جس کو کیمیا اثر کہنا بھی حقیقت میں اس کی کچھ تعریف نہ ہوگی، بس یوں سمجھئے کہ ایسی پاک صحبت، جس کے بعد کسی صحبت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور کوئی صحبت اس سے بڑھ کر موثر نہیں ہوسکتی...... مگر پھر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ اس بات کی فکر وطلب رہتی تھی کہ اپنے ایمان میں اضافہ کریں اور ہمارے قلوب میں وہی سوز وگداز اور وہ کیفیات پیدا ہوں جو صحبت نبوی میں حاصل ہوا کرتی تھیں یا کم از کم اس کا اثر یا عکس ہی نصیب ہو جائے...... چنانچہ بخاری شریف میں ایک جلیل القدر صحابی کا یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے ''**جلس بنا نؤمن ساعة**'' آؤ بھائی! تھوڑی دیر بیٹھ کر ذرا ایمان کی باتیں کرلیں اور ایمان کا مزہ اٹھالیں، ایمان کے جھونکے آئیں اور ہم اس سے لطف اندوز ہوں...... اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو بعد والے کیوں کر اس سے مستغنی ہو سکتے ہیں؟ بلکہ واقعہ یہ ہے اور جن لوگوں کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ کہنے سننے سے آدمی کے قلب میں ضرور ایک بے کیفی سی پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں کہنا سننے سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، سننے سے اتنی بے کیفی قلب میں نہیں پیدا ہوتی ہے جتنی کہنے سے ہوتی ہے، اس لیے ایسے لوگوں کو اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ کبھی سامع ہوں، قائل نہ ہوں اور کبھی صرف مستفید ہوں، مفید نہ ہوں اور کبھی مخاطَب ہوں مخاطِب نہ ہوں اور ہمہ تن گوش ہو کر کسی اللہ والے کی باتیں سنیں، تاکہ قلب میں ایسا کیف پیدا ہو جس سے قلب کی زندگی ہے۔

اپنے کو ہمیشہ قابل اصلاح سمجھنا چاہیے:

غرض جن لوگوں کو ذرا بھی تجربہ ہے، ان کے قلوب مردہ نہیں ہو چکے ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ ان کو دوسروں سے ہزار درجہ زیادہ اپنے ایمان کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ والوں کی بات ادب وتعظیم کے ساتھ سننے کی ضرورت ہے، اگر وہ سمجھیں کہ ہم مستغنی ہیں یا ہم بھرے ہوئے ہیں، تو ان سے زیادہ محروم وبدقسمت کوئی نہیں۔ بزرگانِ دین نے اس کی ایسی مثال بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی فقیر اس طرح صدا لگائے کہ یوں تو میرے پاس سب کچھ ہے، ہمارا کشکول بھی بھرا ہوا ہے، پھر بھی صدا لگاتا ہوں تو بڑے سے بڑے سخی کے اندر سخاوت کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا، اس کے لیے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے کو محتاج ظاہر کیا جائے، یہی حال اب یہاں بھی ہونا چاہیے، (یعنی اللہ والوں کے ہاں) ان حضرات کے یہاں اس طرح سے حاضر ہونا چاہیے کہ ہم بالکل خالی ہیں، مفلس ومحتاج بن کر آپ کی خدمت میں کچھ لینے کے لیے آئے ہیں۔

مجھے یہاں سے بہت فائدہ ہوا:

واقعہ یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ میں ایسے حضرات کی خدمت میں حاضری دوں اور پھر ایسے دور میں اور ہمارے جوار میں حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ سے زیادہ شفقت کرنے والا انظر میں کوئی نہیں تھا اور مناسبت کی بات تو بالکل غیر اختیاری ہے...... اس کے لیے کوئی معلوم اور متعین اصول نہیں ہیں، کیوں ہوتی ہے؟ کب ہوتی ہے؟ کیسے ہوتی ہے؟ اس کے اصول تو کسی

19 فروری: صوبہ کنڑ............ ضلع سرکانو............ مجاہدین کا دو پولیس چوکیوں پر حملہ............ 3 پولیس اہل کار اور ایک فوجی ہلاک

بڑے سے بڑے حکیم نے بھی نہیں بتائے تو مناسبت منجانب اللہ ایک چیز ہے...... بہر حال حضرت کی صحبت سے مجھے فائدہ ہوتا تھا......حضرت کی شفقتوں سے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، وہ تو تمہارے دوستوں کو اور یہاں کے حاضر باش بزرگوں کو یاد ہوں گی...... باقی سب سے بڑا فائدہ یہاں کی حاضری میں مجھے یہ ہوتا تھا (جس کی شاید آپ حضرات توقع نہ کریں گے) وہ یہ کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم یہاں بالکل عامی ہیں اور گنوار ہیں، ہمیں ان چیزوں کی ہوا بھی نہیں لگی اور یہ کہ دین کی حقیقت ان ہی حضرات کے یہاں آ کر معلوم ہوتی...... اگر کوئی اور فائدہ نہ ہوتا، سوائے اس اصول اور کلی فائدے کے تو سب سے بڑا فائدہ یہی تھا کہ کہیں تو آدمی کو یہ معلوم ہو کہ وہ کچھ نہیں جانتا، کہیں تو آدمی کو معلوم ہو کہ وہ محتاج ہے......تو سب سے بڑی چوٹ جو یہاں آ کر دماغ پر لگی تھی وہ یہ تھی کہ ہم تو بالکل عامی اور جاہل ہیں، ہمیں تو صرف نقوش آتے ہیں، باقی دین کی حقیقت سے ہم بہت دور نظر آتے ہیں، اس کو علامہ اقبال نے کسی کے متعلق کہا ہے:

سرِ دیں مارا خبر او را نظر

او درونِ خانہ ما بیرونِ در

یعنی ہمارے لیے دین کی حقیقت سنی سنائی چیز ہے اور ان کے لیے جانچی پرکھی، دیکھی بھالی اور چکھی ہوئی چیز ہے، وہ گھر کے اندر ہیں اور ہم گھر سے باہر......غرض بزرگانِ دین کے یہاں جا کر آدمی کی سمجھ میں یہ بات آ جاتی ہے، خاص کر پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھ میں کہ ہمیں اپنی صورت میں حقیقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے قالب میں روح پیدا کرنے کی حاجت ہے، یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔

سید صاحبؒ کا مولانا تھانویؒ سے استفادہ:

مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے جب حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رجوع کیا تو ان کے بہت سے غالی معتقدین کو ناگوار ہوا اور سید صاحب سے احتجاج کیا کہ ہماری جماعت کی ایک طرح کی سبکی ہوئی کہ ہم نے آپ کو بڑا بنایا تھا، گویا آپ شیخ الکل تھے اور ہر چیز میں آپ امام کا درجہ رکھتے تھے اور آپ نے دوسرے کا دامن پکڑ لیا تو اس سے ہماری خفت ہوئی......اس پر ایک دن سید صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ عجیب لوگ ہیں، ایک طرف تو میرے معتقد بنتے ہیں دوسری طرف مجھ ہی پر اعتماد نہیں کرتے......یعنی میں اپنا فائدہ سمجھ کر وہاں گیا تو ان کو اس سے اختلاف ہے، گویا میرے استاد بن کر مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ آپ کہاں چلے گئے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میں ان سے پوچھ کر وہاں جاتا، میں تو اپنا فائدہ اس میں دیکھتا ہوں اور آپ کی خاطر وہاں نہ جاؤں، گویا اس دولت سے میں محروم رہوں۔

سب سے بڑی ذہانت روح کی ذہانت ہے:

ان حضرات کے یہاں جو باتیں ملتی ہیں وہ صرف نکتے اور موشگافیاں نہیں ہیں، وہ تو ذہانت کا نتیجہ ہے......درحقیقت ذہانت کے چار درجے ہیں اور ذہانت کا آخری درجہ ہے روح کی ذہانت...... یہ روح کی ذہانت ایسی لطیف ہے کہ اس کا بیان الفاظ میں مشکل ہے، جہاں سرحدیں ختم ہوتی ہیں دماغ کی ذہانت کی (جس سے پہلے زبان کی ذہانت کا درجہ تھا) وہاں سے قلب کی ذہانت شروع ہوتی ہے اور جہاں قلب کی ذہانت کی سرحد ختم ہوتی ہے وہاں سے روح کی ذہانت کی سرحد شروع ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ان مخلص اور مقبول بندوں کو حاصل ہوتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ تربیت کا کام لیتے ہیں...... اس میں سامنے ہونا، نہ ہونا، مسافت کا قرب و بُعد، معرفت و عدم معرفت سب برابر ہے، کوئی چیز اس کے لیے شرط نہیں......ان حضرات کی روح اتنی براق، اتنی سریع الادراک ہوتی ہے کہ بلا کسی شرط کے خیر و شر کی تمیز ان کو حاصل ہو جاتی ہے......خصوصی طور پر ان حضرات کے یہاں جو چیز مجھے محسوس ہوتی ہے وہ یہی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا فضل ہے کہ بغیر کسی وجہ کے، جس کی وجہ مجھے خود نہیں معلوم، اللہ تعالیٰ نے ایسے بندوں کے پاس مجھے پہنچا دیا......حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے یہاں ہم نے روح کی ذہانت کے کھلے نمونے دیکھے اور پھر حضرت (شاہ وصی اللہ صاحبؒ) میں......مَیں نے ان دونوں بزرگوں میں بہت زیادہ مشابہت دیکھی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں سے الگ الگ کام لیا......ذوق بھی دونوں کا الگ الگ تھا، لیکن بہت سی چیزوں میں مشارکت تھی، خصوصاً قلب کی ذہانت اور روح کی ذہانت میں۔

بہر کیف میں ان حضرات کے یہاں اس لیے آیا کرتا تھا کہ کبھی تو اس پُر رعونت اور فریب خوردہ کو یہ محسوس ہو کہ وہ کچھ نہیں ہے کیوں کہ اس سے بڑھ کر آدمی کے لیے کوئی چیز خطرناک نہیں ہے کہ اس کو کبھی محسوس نہ ہو کہ کوئی کوچہ ایسا بھی ہے جس سے وہ واقف نہیں اور خاص طور سے دین کے متعلق اگر یہ ذہن میں آ جائے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے اور اب مجھے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، تو اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں ہے، ایسا آدمی جو بھی دعویٰ کر دے بعید نہیں ہے اور اسی طرح کے لوگوں نے دعویٰ کیا بھی ہے۔ ان لوگوں نے دعویٰ نہیں کیا جو پہاڑ کے نیچے کھڑے تھے کہ جب سر اٹھاتے تو دیکھتے کے آسمان بھی بہت اونچا ہے۔ بلکہ جو لوگ سمجھے کہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے، انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محافظ نہیں اور اس پر یہ بڑا فضل ہے کہ اس کو یہ معلوم ہو کہ دین کی ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں جا کر دین کی وہ باتیں سننے میں آ سکتی ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارا میدان نہیں اور یہاں ہمارا گزر نہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

19 فروری: صوبہ دائی کنڈی......ضلع گیزاب......ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ......2 کٹھ پتلی اہل کار ہلاک

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جذبۂ انفاق

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دن کے شروع حصّہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں کچھ لوگ آئے جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں اور دھاری دار اونی چادریں اور عبا پہنے ہوئے تھے اور تلواریں گردنوں میں لٹکا رکھی تھیں۔ان میں سے اکثر لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ان کے فاقہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے (کہ شاید وہاں ان کے لیے کچھ مل جائے لیکن وہاں بھی کچھ نہ ملا) پھر باہر تشریف لائے تو حضرت بلالؓ نے پہلے اذان دی، پھر اقامت کہی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔پھر بیان فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

اور پھر فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے دینار، درہم، کپڑے، ایک صاع گندم اور ایک صاع کھجور میں سے کچھ ضرور صدقہ کرے۔حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو تو اسے ہی صدقہ کردے۔راوی کہتے ہیں چنانچہ ایک انصاری ایک تھیلی لے کر آئے (وہ اتنی وزنی تھی کہ)ان کا ہاتھ اسے اٹھانے سے عاجز ہونے لگا۔پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا (اور لوگ بہت سامان لائے) حتیٰ کہ میں نے غلہ او رکپڑے کے دو بڑے ڈھیر دیکھے۔یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور (خوشی سے) ایسے چمک رہا ہے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر سونے کا پانی پھیرا ہوا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدھ کے دن قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جماعت انصار !انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زمانہ جاہلیّت میں تم لوگ اللہ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں تم میں یہ خوبیاں تھیں کہ تم یتیموں کا بوجھ اٹھاتے تھے، اپنا مال دوسروں پر خرچ کرتے تھے اور مسافروں کی ہر طرح سے خدمت کرتے تھے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی دولت عطا فرما کر اور اپنے نبی کو بھیج کر تم پر بہت بڑا احسان کیا تو اب تم اپنے مال سنبھال کر رکھنے لگے ہو ۔انسان جو کچھ کھاتا ہے اس پر اجر ملتا ہے بلکہ درندے اور پرندے جو کچھ (باغوں کھیتوں وغیرہ میں سے) کھا جاتے ہیں اس پر بھی اجر ملتا ہے۔(بس یہ فضیلت سننے کی دیر تھی کہ) وہ حضرات انصار ایک دم (اپنے باغوں کو) کو واپس گئے اور ہر ایک نے اپنے باغ کی دیوار میں تیس تیس دروازے کھول دیے (تا کہ ہر ایک آئے اور کھائے)۔

حضرت سعید بن ابی ہلالؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جھہ کے مقام پر قیام فرمایا اور وہ بیمار بھی تھے۔انہوں نے کہا مچھلی کھانے کو میرا دل چاہ رہا ہے، ان کے ساتھیوں نے بہت تلاش کیا تو صرف ایک مچھلی ملی۔ان کی بیوی حضرت صفیہ بنت ابی عبید نے اس مچھلی کو لیا اور اسے تیار کر کے ان کے سامنے رکھ دیا۔اتنے میں ایک مسکین ان کے پاس آ کر کھڑا ہوگیا۔انہوں نے اس مسکین سے کہا کہ تم یہ مچھلی لے لو۔اس پر ان کی بیوی نے کہا سبحان اللہ! ہم نے آپ کی خاطر بڑی مشقت اٹھا کر یہ مچھلی خاص طور پر آپ کے لیے تیار کی، ہمارے پاس سامانِ سفر ہے اس میں سے اس مسکین کو دے دیں گے۔انہوں نے (اپنا نام لے کر کہا) عبداللہ کو یہ مچھلی بہت پسند آ رہی ہے اس لیے مسکین کو یہی مچھلی دینی ہے۔ابن سعد نے اس جیسی روایت ذکر کی ہے، اس میں یہ ہے کہ ان کی بیوی نے کہا ہم مسکین کو ایک درہم دے دیتے ہیں، یہ درہم اس مچھلی سے زیادہ اس کے کام آئے گا، آپ یہ مچھلی کھائیں اور اپنی چاہت پوری کریں۔انہوں نے کہا میری چاہت وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔

محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** تو حضرت زید بن حارثہؓ اپنی ایک گھوڑی لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس کا نام شبلہ تھا اور انہیں اپنے مال میں سے کوئی چیز اس گھوڑی سے زیادہ محبوب نہیں تھی اور عرض کیا کہ یہ گھوڑی اللہ کے لیے صدقہ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما کر ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سواری کے لیے دے دی۔حضرت زید بن حارثہؓ کو یہ اچھا نہ لگا کہ ان کی صدقہ کی ہوئی گھوڑی ان کے ہی بیٹے کو مل گئی۔یوں صدقہ کی ہوئی چیز اپنے ہی گھر میں واپس آ گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناگواری کا اثر ان کے چہرے میں محسوس فرمایا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس صدقہ کو قبول کر چکے ہیں (لہٰذا اب یہ گھوڑی جسے بھی مل جائے تمہارے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی)۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے زیادہ سخی کوئی عورت نہیں دیکھی۔البتہ ان دونوں کی سخاوت کا طریقہ الگ الگ تھا۔حضرت عائشہؓ تھوڑی تھوڑی چیز جمع کرتی رہتیں، جب کافی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر ان کو تقسیم فرما دیتیں اور حضرت اسماء تو اگلے دن کے لیے کوئی چیز نہ رکھتیں یعنی جو کچھ تھوڑا بہت آتا اسی دن تقسیم کر دیتیں۔

20 فروری: صوبہ کاپیسا.........ضلع تگاب.........نظم عامہ کے اہل کاروں کی بکتر بند گاڑی پر مجاہدین کا حملہ.........گاڑی مکمل تباہ ہوگئی.........6 اہل کار ہلاک

اعلام (میڈیا) کے محاذ پر سرگرم مجاہد بھائیوں کے نام ایک پیغام

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

کفار کی قباحت اا ور رذالت کے بیان میں اس کثرت سے آیات کا وارد ہونا اصل میں ان کے اللہ عز وجل کے ساتھ شرک کے گناہ کی شناعت وشدت کو واضح کرتا ہے جس کے یہ مرتکب ہیں۔ اگر چہ یہ کفار آج امن وسلامتی، عدل ومساوات، تہذیب وتمدن، ترقی وغیرہ اور اس طرح کے کئی دیگر نقاب ولبادے اوڑھ کر دنیا سے اپنا اصل چہرہ چھپانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن ان سب دعووں کے باوجود یہ اس وقت تک نجس و ناپاک ہی رہیں گے جب تک کہ حقیقی توحیدِ باری تعالیٰ کا اقرار کر کے طہارت حاصل نہ کر لیں۔ جس کے بغیر اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَه مَعَه لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ(الزمر: ۴۷)

''اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (مال ومتاع) ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اسی قدر اور ہو تو قیامت کے روز برے عذاب (سے) مخلصی پانے کے بدلے میں دے دیں اور ان پر خدا کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا''۔

ان کے مکروہ چہروں پر کفر کی سیاہی اور ظلمت چھائی رہے گی اور وہ جتنے بھی لبادے اوڑھ لیں ان کے چہروں سے ذلت ٹپکتی رہے گی۔

وَ الَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (یونس: ۲۷)

''اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان کے منہوں پر ذلّت چھا جائے گی اور کوئی انکو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ ان کے منہوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ اُن) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے''

اس لیے اس وقت جہادی اعلام کا اہم ترین کام یہ ہے کہ ان کے قبیح اور بدصورت چہرے کو اسی اسلوب کی رہنمائی میں بے نقاب کیا جائے جو قرآن کریم نے ان کے بارے میں اختیار کیا ہے۔ ساری توجہ ان کے بدترین جرائم کو منظرِ عام پر لانے پر مرتکز کی جائے تا کہ دنیا کو دکھایا جائے کہ کس طرح اپنے مفادات اور اہداف کے حصول کے لیے یہ کفار ہر ذریعہ اور وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور جہاں ان کے بنائے ہوئے اپنے انسانی تحفظ کے ضابطے ان کے عزائم سے متصادم ہوں تو بے دریغ ان انسانی حقوق کو پامال کر دیتے ہیں جن کا خود ہر وقت ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کے دیگر جرائم کی ایک طویل فہرست ہے۔ بالخصوص امریکہ جو اس معرکے میں سرِ فہرست اور امتِ اسلام پر مسلط دشمن اتحاد بلکہ پوری انسانیت پر مسلط دشمن کا سرغنہ ہے۔ امریکہ کے ان جرائم کو تلاش کرنے کے لیے کوئی بہت زیادہ ذہنی محنت یا امریکہ کی تاریخ کھنگالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حالیہ جہاد کے تمام محاذ ان مجرمانہ مثالوں سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر امریکہ کے ساتھ ساتھ مجرم یہودیوں کے جرائم کو واضح کرنا جو امریکہ کے ساتھ شانہ بشانہ شریک ہیں اور امریکہ ان کی یہودی ریاست کے قیام کے لیے دن رات ان سے ہر طرح کا تعاون کر رہا ہے۔

اس امر کو اتنا بیان کیا جائے کہ عوام کے دلوں میں یہ بات واضح ہو جائے کہ امریکہ اصل میں اسرائیل اور اسرائیل امریکہ ہے اور جرم اور سزا کے اعتبار سے دونوں برابر کے مستحق ہیں۔ اس مکروہ صورت کی تصویر کشی کے لیے کسی تکلف یا مبالغے کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی ایسے اعمال واقوال گھڑے جائیں جو انہوں نے نہ کیے ہوں، بلکہ ان کے اعلانیہ اعمال واقوال ہی ان کی قبیح اصلیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اس کام کے لیے ایک ایسے باخبر اور حاضر دماغ اعلامی کی ضرورت ہے جس کی ان کے جرائم پر گہری نظر ہو اور جو ان کو موثر انداز میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کر سکے، اور یہ کام آپ سے بہتر کون کر سکتا ہے؟؟؟

اس میدان میں شاعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عمل آپ کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی زبانوں سے کفار کو پھاڑ ڈالیں۔ اپنے قلم اور افلام ان پر مسلط کر دیں۔ متنوع انداز سے ان کے جرائم کو بار بار اور وسیع پیمانے پر بالخصوص ان کے فورمز اور ویب سائٹس پر نشر کریں، بلاشبہ یہ ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شدید ہے۔ اگر چہ بظاہر وہ اس کا اظہار نہ کریں لیکن وقتاً فوقتاً ان کے سیاست دانوں اور قیادت کی زبانوں سے آپ اس کے درد اور شدت کو محسوس کر سکتے ہیں، اسی طرح ان کا ہر وقت آپ کی ویب سائٹس اور فورمز کو بند اور بلاک کرنے کی کوشش کرتے رہنا اس سے ان کو پہنچنے والی تکلیف کی دلیل

20 فروری: صوبہ پکتیا..................ضلع زرمت..................کٹھ پتلی فوج پر مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ..................5 فوجی ہلاک اور 3 زخمی

ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریش کی ہجو بیان کرو کیوں کہ یہ انھیں تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ ناگوار ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ قریش کی ہجو بیان کرو،انہوں نے کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا،جب حسان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہنے لگے :آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شیر کو بلایا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے(یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے گویا میدانِ فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں)پھر اپنی زبان کو باہر نکال کر ہلایا اور عرض کیا:قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا،میں کفار کو اپنی زبان سے ایسے پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں''(صحیح مسلم،جلد ۲)۔

اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''شعر سے ہجو بیان کرو، بے شک مومن اپنے نفس اور مال سے جہاد کرتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے ان کو تیر سے پھاڑ دیا جائے''[رواہ۔احمد]

اسی طرح حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے ہماری ہجو بیان کی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم بھی ان کو ویسے ہی کہو جیسا وہ تم سے کہتے ہیں۔''[احمد، بزار،طبرانی]۔

اس موضوع پر متعدد احادیث موجود ہیں۔یعنی الفاظ تو شعر کے ہوں لیکن ان کا معنی ومفہوم ایسا ہو جو دشمن کو بیخ پا کر کے اس کی ہمت کو توڑ دے(واللہ اعلم)۔

اس کام سے جو شرعی مقصد مطلوب ہے وہ یہ کہ کفار کی ہمت پست کر دی جائے بلکہ توڑ دی جائے اور ان کے دلوں میں رعب بٹھا دیا جائے۔لہٰذا صرف شعر ہی نہیں بلکہ ہر وہ شرعی ذریعہ جو اس محمود مقصد کے حصول کے لیے استعمال ہو سکے وہ ان احادیث کے عمومی معنی میں شامل ہے۔وہ تمام ذرائع جو آپ ان کفار کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، بے شک یہ ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شدید ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کے عزائم کو تقویت دینے کی جدوجہد جاری رکھیں۔مجاہدین کی ہمت بڑھائیں اور امتِ مسلمہ کو فریضہ جہاد کے قیام کے لیے تحریض دلائیں۔انھیں ان درجات کی ترغیب دلائیں جو اس فرض کی ادائیگی پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لیے رکھے ہیں۔اہلِ ایمان کے قلوب سے دنیا کی محبت اور موت کے خوف کو مٹائیں،امت پر چھائے ہوئے مایوسی کے بادلوں کو ہٹائیں،جو لوگ سفر کی طوالت سے تھک رہے ہیں انھیں فتح کی خوش خبریوں سے امید دلائیں۔ان ساری کاوشوں کے عوض ان شاء اللہ،اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو بہترین اجر وثواب سے نوازے گا۔

یہاں تک کہ بعض علما نے عامر بن اکوعؓ کے بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی یہ شرح فرمائی ہے جس میں ان کے لیے دو اجروں کا ذکر ہے کہ ایک اجر تو فی سبیل اللہ جان قربان کرنے پر ہے اور دوسرا لشکرِ اسلام کو ہمت دلانے اور ان کے قلوب کو مضبوط کرنے پر ہے۔جیسا کہ ابنِ بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''احتمال ہے کہ ایک اجر اللہ کے راستے کی موت پر ہے اور دوسرا ان اشعار پر جن کے ذریعے انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کے راستے میں ثبات کی تلقین کی اور ان کی ہمت بڑھائی''۔یہ ہی مفہوم حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں بھی ہے کہ:

''بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے شعر میں جو کچھ رکھا ہے سو رکھا ہے، یقیناً مومن اپنی جان اور زبان سے اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ ان پر تیر برسا رہا ہو''

کفار کے خلاف آپ کا یہ حملہ ایسا مرتب اور منظم ہونا چاہیے کہ آپ کے تمام ابلاغی شعبے اور انفرادی کوششیں آپس میں ہم آہنگ ہوں۔کسی بھی خاص مرحلے میں چاہے اس کا عام اعلان نہ بھی ہو،لیکن کسی ایسے مسئلے کو اٹھانے کے لیے جسے کفر کا میڈیا دبانا چاہتا ہو یا کسی ایسے قضیے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جسے وہ خوانخواہ ہوا دینا چاہتے ہوں، یا حالات و واقعات کے تناظر میں کسی بھی موقع پر تمام تحریریں،تصویریں،مقالات یا افلام اور اشعار سب کا ایک ہی موضوع اور موقف ہونا چاہیے۔ان سب چیزوں میں ایسی پختگی،مہارت، عدل اور طاقت ہو کہ کفار پر اس کا زبردست اور شدید اثر ہو۔ان سب باتوں سے پہلے اپنی تمام محنت کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خالص کرنا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور اسی کی ذات پر توکل کرنا بہت ضروری ہے۔

تیسری بات:

بہت زیادہ علمی بحثوں اور مناظروں اور مناقشوں میں الجھنے کی بجائے اپنے خطابات اور ویڈیوز میں عامۃ المسلمین پر توجہ مرکوز کریں۔جہاد کا جتنا نفع اور فوری قبولیت اور اہلِ جہاد سے جیسی محبت مسلمان عوام میں پائی جاتی ہے ایسی بحث ومناظرے کرنے والے حلقوں میں نہیں پائی جاتی۔کیوں کہ ایک عام انسان چاہے گناہ ومعاصی کا شکار ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کے افکار بالکل مسخ یا منحرف نہ ہو چکے ہوں اور وہ جہل مرکب میں

20 فروری:صوبہ زابل.....................صدر مقام قلات.....................کٹھ پتلی فوج پر مجاہدین کا حملہ.....................3 اہل کار ہلاک.....................جب کہ 2 زخمی

مبتلا نہ ہو چکا ہو تو اس کی فطرت میں خیر کو قبول کرنے کا زیادہ غالب امکان ہوتا ہے بجائے اس شخص کے جو جاہل بھی ہو اور پھر اپنے اس جہل کو علم وفہم سمجھتا ہو اور اسے عوام میں پھیلا کر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہو اور اس کا خیال ہو کہ اس کے پاس بہت علم ہے۔

جیسا کہ آج کل کے اکثر نام نہاد مفکرین اور سکالرز کا حال ہے۔ جب آپ میادینِ جہاد کا جائزہ لیں گے اور داعین کی دعوت پر لبیک کہہ کر وہاں پہنچنے والوں کا تجزیہ کریں گے تو ان میں سے اکثریت ان نوجوانوں کی ہوگی جو ان جدید افکار کی مضرت سے محفوظ تھے۔ ان میں سے اکثر کے لیے اس وجہ سے گناہ ومعاصی سے نکل کر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف توبہ ورجوع الی الحق آسان ہو گیا۔

اس کے برعکس جو ان افکار کے فتنے میں مبتلا ہو گیا اور شیطان نے ان کو اس کے لیے خوب صورت بنا دیا پھر اسے کسی مناقشے یا تذکیر وتحریض نے کم ہی نفع دیا۔ کیوں کہ ان افکار سے پاوں زمین سے چمٹ جاتے ہیں، بزدلی عقل اور لیاقت قرار پاتی ہے، قتال فی سبیل اللہ سفاہت اور طیش کہلاتا ہے، اللہ کے راستے سے پیچھے دنیا کی لذتوں میں بیٹھ رہنے کو حکمت و دانش کا نام دیا جاتا ہے۔ کفار کا خون بہانا اور ان کے ساتھ سختی کرنا 'شدت پسندی' نظر آتا ہے جب کہ ان سے دوستی اور ان کے سامنے جھک جانے کو حکمت و بصیرت کا نام دیا جاتا ہے اور اس طرح کے کئی معکوس اور منحرف مفاہیم...... آپ جس طرف سے بھی آئیں مخاطب آپ کو رد کرنے کے لیے پوری طرح مستعد ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ ہمیں اپنی ساری محنت اور صلاحیت اس صنف کے لوگوں پر صرف نہیں کرنی چاہیے کہ اس طبقے میں جہاد کے لیے قلیل خیر ہے سوائے جسے اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم احسن انداز میں اپنی امت کی عوام اور نوجوانوں کو مخاطب کریں۔ ایسا اسلوب اختیار کریں جس سے ان کو تحریک ملے، ان کے جذبات ابھریں، ان کی حمیت جاگے اور ان کے ولولے تازہ ہو جائیں۔ عاطفت اور ولولہ انگیزی خیر کے دو بہت بڑے ذریعے اور تحریض کے اہم ذرائع ہیں۔ یہ ہی وہ اسلوب ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم نے بیان فرمایا ہے:

> اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (التوبہ: ۱۳)

> ''بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو (جنہوں نے اپنی) قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی؟ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ ڈرنے کے لائق اللہ تعالیٰ ہے بشرطیکہ ایمان رکھتے ہو''۔

بلاشبہ عوام میں عقلی حجتوں اور علمی بحثوں کے مقابلے میں پراثر عاطفی اور ولولہ انگیز امور کے لیے کہیں زیادہ قبولیت پائی جاتی ہے۔ اس سے ان کے لیے مسئلہ آسان ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ وہ اسلوبِ خطاب ہے جسے سمجھنا ان کے لیے آسان ہے۔ آج مسلمانوں کو جو بڑے قضایا درپیش ہیں اگر امت کو ان کا مفہوم سمجھ آ جائے تو ہر کسی کو اس کی پیچیدگیاں واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مثال کے طور پر پاکستان کی فوج کے خلاف قتال کے شرعی حکم کے دفاع میں آپ جب پاکستان کی کسی دینی جماعت کے قائد سے یا کسی عالم سے بات کریں گے تو آپ کئی کتابیں کھنگال کر ان اشکالات واعتراضات کا جواب لے کر جائیں گے جو انھیں پیش آ سکتے ہیں۔ جب کہ سوات یا محسود قبیلے کے کسی عام فرد یا اسی طرح کسی اور عام مسلمان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ پاکستانی جیٹ طیاروں کو مسجدوں پر بم باری کرتے اور انھیں مسمار کر کے قرآن کریم کے اوراق کے پرخچے اڑاتے دیکھ لے۔ وہ خود ہی سادگی سے بے ساختہ بول اٹھے گا کہ ''یہ یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر کافر ہیں''۔ ایسے سلیم الفطرت عام مسلمان کو عمیق بحثوں اور پیچیدہ دلیلوں میں الجھانے کی کیا ضرورت ہے؟ عوام الناس کے سامنے قضیے کو واضح کرنے کے لیے یہ ہی اسلوب اپنانا چاہیے۔

لیکن جیسے میں نے پہلے بھی اشارتاً عرض کیا کہ اس یہ مراد نہیں ہے کہ مسئلے کے شرعی احکام یا اس کے بارے میں اشکالات اور اعتراضات کا جواب نہ دیا جائے بلکہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اعلامی کوشش کا بڑا حصہ عامۃ المسلمین کو مخاطب کرنے پر صرف کیا جائے، زیادہ تر دعوتی چیزیں عام فہم انداز میں پیش کی جائیں۔ حتی الامکان امت کے مسائل کو اتنا آسان طریقے سے بیان کیا جائے کہ وہ عام آدمی کے ادراک کے مطابق اور اسے متاثر کریں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

> وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکھف: ۲۷)

> ''اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہا نہ ماننا''۔

یہ کام ان امور کی معرفت کا متقاضی ہے جو لوگوں کو متاثر کر کے ان کے اندر نورِ ہدایت اور استقامت کو جذب کر سکیں۔ میں نے اوپر بھی اشارہ کیا کہ لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالنے اور ان کے قلوب کو متحرک اور متاثر کرنے کے لیے سب سے

20 فروری: صوبہ بادغیس ....مجاہدین کا سپلائی کانوائے پر حملہ.................2 گاڑیاں نذرِ آتش

موثر باب جہاد فی سبیل اللہ کا باب ہے بشرطیکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کسی کو اس دعوت کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے اور اس کی تحریض دلانے کی صحیح کیفیت کی معرفت عطا فرمادے۔

یہ دعوت و ہدایت کے عظیم ترین ابواب میں سے ایک باب ہے جسے بھلا دیا گیا ہے۔ آج اگر یہ دعوت صحیح کھڑی ہو جائے تو امت کو جگانے کی وہ طویل کوشش بہت مختصر ہو جائے گی جو دوسرے میدانوں میں درکار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اسی طرف اشارہ کرتا ہے:

''جب تم عینہ کی پیروی کرنے لگو گے اور بیلوں کی دُمیں پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاو گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دو گے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ تمہارے اوپر ذلت کو مسلط کر دے گا جو اس وقت تک دور نہیں ہوگی جب تک تم اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ۔'' [رواہ۔ابوداؤد]

یہاں سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ جہاد کی طرف رجوع پورے دین کی طرف رجوع ہے جیسا کہ اسے ترک کرنا سارے دین کو ترک کرنا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عوام کی اکثریت علمی مباحث، سیاسی تجزیوں یا اعتراضات کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتی بلکہ جذبات سے تحریک حاصل کرتی ہے۔ ممکن ہے کئی دفعہ کسی ترانے کا ایک جذباتی منظر کئی لوگوں کو متاثر کر جائے، یا کسی زخمی یا نادار کی ایک تصویر بہت سے اہلِ ثروت کو اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر آمادہ کر دے۔ جب کہ کوئی کتاب جو بہت محنت سے تصنیف کی جائے اور قیمتی اوراق پر بہترین طباعت کے معیار پر چھاپی جائے لیکن چند لوگ اس کے اندر پیغام سے متاثر ہوں۔ اس سے مراد دعوت کے اس پہلو کو نظر انداز کرنا نہیں ہے جیسا پہلے بیان ہو چکا، کتاب اور اس کے قارئین کا مقام اور اہمیّت اپنی جگہ، یہاں مقصد صرف یہ ہے کہ اپنی دعوت کے انداز کو ایسا عام بنایا جائے جس سے لوگوں کے ماحول کے مطابق ان کے دلوں کو متاثر کیا جا سکے۔ اسی طرح جذباتیت اور حمیت کسی حال میں بھی مذموم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ تو کسی فرد کی مردانگی اور غیرت کی علامت ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو لیکن دین اور اہلِ دین کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ آج امت جن شدید مشکلات و آلام میں گھری ہوئی ہے اگر ان کو دیکھ کر بھی کسی کے جذبات اور اہمیّت نہ جاگے تو اس کو اپنے قلب کی فکر کرنی چاہیے کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر چکا ہے۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنی توجہ اور کاوش کا بڑا حصّہ امتِ اسلام کے عوام پر مرکوز کریں کہ ان میں خیرِ کثیر موجود ہے اور اپنے سارے اعلام کو ان لوگوں کے لیے مختص نہ کریں جنھیں خواص کہا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا اگر قریب سے جائزہ لیں تو عوام کی طرح ہی ہوتے ہیں لیکن اپنے زعم میں اپنے آپ کو ممیّز سمجھتے ہیں جب کہ عوامی طبقات میں ایسے بہت سے عناصر موجود ہیں جو جہاد کے لیے بہت نفع بخش ہو سکتے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر، انجینئر، تاجر، صنعت کار اور ایسے دیگر افراد شامل ہیں جن میں سے ہر کوئی میادینِ جہاد میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہ چند گزارشات تھیں جو میں نے عجلت میں مرتب کیں تاکہ آپ کے کارِ خیر اور عبادت میں میرا بھی حصّہ پڑ سکے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی کاوشوں اور محنتوں میں برکت عطا کرے، آپ کو اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے نفع کا ذریعہ بنائے اور آپ کو اپنی شریعت اور کتاب کے محافظ اور اپنے دشمنوں پر شدید مجاہدین و مرابطین میں شامل کرے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی، ابو یحییٰ اللیبی (حسن قائد)

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اصلاحِ باطن کی اہمیّت

سوچو تو سہی کہ دین کی خاطر، اخلاق و عادات کی اصلاح کی خاطر، دل کے بنانے اور سنوارنے کی خاطر ہم کتنی قربانی دیتے ہیں؟ کتنا مجاہدہ کرتے ہیں؟ جس آنکھ کی روشنی کے لیے اور دل کے امراض کے علاج کے لیے کیسی کیسی مشقتیں اٹھاتے ہیں؟ کتنے مصارف کرتے ہیں، اس سے زیادہ دل کی روشنی اور اس کے منور کرنے کے لیے اخلاق رزیلہ کے دور کرنے اور اخلاق حمیدہ کے حاصل کرنے میں سعی کرنی چاہیے۔

خلاصہ کلام:

ہر شخص اپنے اپنے طور پر خود یہ فیصلہ کرے کہ کیا حال ہو رہا ہے؟ جسمانی تکلیف ہو جائے، کوئی مرض ہو جائے تو اس کے علاج کی کتنی فکر ہوتی ہے اور کتنا اہتمام ہوتا ہے؟ مگر دل میں گندے گندے اخلاق ہیں اور بُری بُری عادتیں پڑی ہوئی ہیں ان کے علاج اور اصلاح کے لیے اتنی فکر نہیں ہے......ذرا سوچیے اور فکر کی بات یہ ہے کہ جسمانی امراض کے مضرات کا تعلّق تو دنیوی زندگی تک ہے اس کے علاج کا کتنا اہتمام! لیکن باطنی امراض کی خطرناکی اور نقصان کا تعلّق یہاں بھی ہے اور پھر دنیا سے رحلت اور سفر کے بعد وہاں بھی اس کے بُرے نتائج ہوں گے! اس کے لیے کتنی غفلت ہے؟ آج بگاڑ اور فساد کی بڑی وجہ یہی ہے کہ دل بگڑے ہوئے ہیں، عادات و اخلاق گندے ہیں، اس لیے ان کی اصلاح کی فکر و کوشش کریں......ہم لوگ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف پیدا کریں۔ جو حدیثِ پاک پڑھی گئی ہے اس کا حاصل اور خلاصہ یہی ہے اور اس میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی محبت اور خشیت عطا فرمائے! آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

20 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......مجاہدین کے حملے......10 سیکورٹی اہل کار ہلاک

(قسط اول)

فلنکن کالنحلة......ہمیں چاہیے کہ شہد کی مکھی کی مانند بن جائیں

استاد احمد فاروق حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد

جہاد اور سرحد کی کشادہ وادیوں پر ثابت قدمی دکھانے والے، شدتوں، تنگیوں اور لڑائیوں میں دل جمعی سے رہنے والے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے مجاہد بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن درجہ کی مبارک حدیث میں آیا ہے کہ

مثل المؤمن مثل النحلة إن اكلت اكلت طيبا وإن وضعت وضعت طيباوإن وقعت على عود نخرلم تكسره[رواه بيهقى]

''مومن کی مثال شہد کی مکھیوں جیسی ہے کہ اگر کچھ کھائے تو پاکیزہ عمدہ (پھولوں کا رس) ہی کھاتی ہے اور اگر ہضم کرے تو بھی پاکیزہ اور عمدہ (شہد) دیتی ہے، اور اگر کسی بودی اور بوسیدہ لکڑی تک پہنچ جائے تو بھی اسے نہیں توڑتی''۔

ہمارے محبوب اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں رحمتیں اور درود وسلام ہو......اس مختصر مگر جامع حدیث میں مومنین کے کچھ اہم اوصاف ہمیں بتلائے گئے ہیں۔ سب سے اہم اوصاف جس کی طرف یہ حدیث ہمیں تنبیہ کر رہی ہے وہ یہ کہ مومن کامل وہی ہے جو اپنے اندر اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کرے، خیر اور صلاح کا حریص ہو، (مخلوق کو) کثیر منافع اور کم اذیت والا ہو، اس کے ظاہر و باطن سے پاکیزہ حرکات وسکنات اور نیک کام ہی سرزد ہوں اور اس کا وجود اس دنیا پر رحمت اور تمام مخلوق کے لیے نفع مند ہو۔

مومن چند وجوہ کی بنا پر شہد کی مکھی کے مشابہ ہے:

☆ مومن رذیل اخلاق اور گرے ہوئے کاموں سے ایسے دور رہتا ہے جیسے شہد کی مکھی گندیوں سے دور رہتی ہے۔

☆ مومن کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے اعضاء و جوارح سے وہی کام سرزد ہوں جو خلق خدا کے لیے نفع مند ہوں۔ جیسے شہد کی مکھی سے نفع مند مشروب ہی نکلتا ہے، جو مختلف رنگوں اور لوگوں کے لیے شفا ہے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مومن اپنے اندر یہ احساس اجاگر کرے کہ وہ ایک ایسی بہترین امت کا فرد ہے، جس کو انسانیت کی نفع رسانی کے لیے میدان میں لایا گیا یعنی مومن کا مقصد لوگوں کو نفع مند امور اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر رحمٰن کی منور شریعت کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔

☆ مومن عاجزی وانکساری اور دوسروں کو اذیت نہ دینے میں شہد کی مکھی کی طرح ہے (اگر وہ بوسیدہ لکڑی پر بیٹھے تو اسے نہیں توڑتی) اسی طرح مومن بھی اپنے دیگر بھائیوں کے لیے تر و تازہ و نرم خو اور ہمدرد ہوتا ہے، ان کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہیں پہنچاتا، ان کے لیے باعثِ رحمت ہوتا ہے، اور ان کو ایسی نصیحت کرتا ہے، جس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں!

محبوب بھائیو! ہم بھی شہد کی مکھی کی طرح ہو جائیں، اور اگر ہم ایسے بھی نہ بن سکیں تو کم از کم کھجور کے درخت ہی کی طرح ہو جائیں......کھجور کے درخت کا حال عجیب ہے! صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا، جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے حال کی وضاحت ایک دوسری مثال سے کی......جس کی لطافت پہلی مثال سے کم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مومن کی مثال کھجور کے درخت کے مثل ہے کہ اس سے جو بھی چیز لیں وہ آپ کو نفع دے''[سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی]

کھجور کا درخت دوسرے درختوں سے ممتاز ہوتا ہے کہ اس کا پھل کھایا جاتا ہے، تمام مراحل میں یعنی شاخ کے کونپل نکلنے سے لے کر خشک ہونے تک نفع مند اور کارآمد ہوتا ہے، اور اس کی لکڑی، پتے، ٹہنیاں اور گٹھلی کسی نہ کسی شکل میں نفع مند ہوتے ہیں، پھر اس کے پتے اور پھل کا حسن و جمال اور پرسکون سایہ، یہ اس کا مزید نفع ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی زندہ مثال اور حقیقی مصداق ہو؛

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ انسان وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہو۔ اور اللہ جل جلالہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال مومن کو خوشی پہنچانا، اس سے مصیبت کو دور کرنا، اس کا قرض اتارنا اور اس کی بھوک دور کرنا ہے۔ اور کسی (مومن) کی حاجت کے لیے اس کے ساتھ چلنا مجھے اس مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس نے اپنے غصّے پر قابو پا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جس شخص نے غصہ کو قابو میں رکھا حالانکہ اگر چاہتا تو اسے نافذ کر سکتا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل کا پورا پورا امیدوار ہوگا۔ اور جو شخص

20 فروری: صوبہ ہلمند......................نوزاد اور ناوہ اضلاع......................نظم عامہ کے اہل کاروں پر بارودی سرنگ حملے......................ایک ٹینک تباہ......................4 اہل کار ہلاک..........2 زخمی

کسی ضرورت کے سلسلے میں اپنے بھائی کے ساتھ گیا یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری کردی تو اللہ تعالیٰ اس دن ثابت قدمی عطا فرمائیں گے جس دن قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔اور یقیناً بد خلقی عمل کو ایسے خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر ڈالتا ہے''۔[سلسلۃ الاحادیث الصحیۃ للا لبانی]

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسی بلند عادات اور اخلاق کریمہ سے نواز دے، آمین۔

میرے پیارے بھائیو! ان اخلاق کریمانہ کو اپنانے والے مجاہدین سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کلمۂ توحید کو بلند کرنے کے لیے سرگرم ہیں کہ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا اور رسولوں کو بھیج کر کتابیں اتاریں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کے بڑے اور قیمتی سے قیمتی صحائف کے محافظ ہیں اور دین حنیف (اسلام) اور تمام آسمانی ادیان کے محافظ ہیں۔اور یہ ایک ایسی عبادت پر قائم ہیں جس کے متعلّق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جہاد اسلام کی بلند ترین چوٹی ہے''......پس ضروری ہے کہ مجاہدین اس بھاری ذمہ داری، اس کے مقام کی ہولنا کیوں اور اس کے عالی مرتبت ہونے کا استحضار پیدا کریں۔اور مجاہدین اس بلند عبادت کے مطابق اپنے اخلاق میں ترقی کریں......لہٰذا اس اہم فریضے کو صحیح طور پر ادا کرنا اسی طرح ممکن ہے کہ اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں، جس کی تعریف اللہ رب العزت نے ان مبارک الفاظ میں فرمائی:

وَإِنَّکَ لَعَلی خُلُقٍ عَظِیمٍ (القلم: ۴)

''اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق بہت (عالی) ہیں''۔

''بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے فرمان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بتلانا

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُم بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوفٌ رَّحِیْمٌ (التوبۃ: ۱۲۸)

''ایک عظیم الشان رسول خود تم ہی میں سے، جن پر بڑا گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، جو بڑے ہیں تمہاری فلاح کے انتہائی شفیق، اور ایمان والوں پر بڑے مہربان ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخلوق کے حالات پر کُڑھنا اور ان کو راہ راست پر لانے کے لیے حریص ہونا، اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت بیان فرمائی:

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلَی آثَارِهِمْ إِن لَّمْ یُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِیْثِ أَسَفاً (الکهف: ۶)

''شاید آپ اپنی جان ہی گنوا بیٹھیں گے (اس غم واندوہ میں) کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے''۔

لہٰذا مجاہدین کو ان اخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے.....شہد کی مکھی یا کھجور کے درخت کی طرح......جو خلق خدا کی بہبود وفلاح کے لیے حریص ہوں......ان کے اعضاو جوارح سے خیر ہی کے افعال سرزد ہوں......کافروں سے قتال کرتے وقت یہ عظیم حدیث ان کا نصب العین ہو، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی، بہادروں کے سردار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خیبر میں یہود سے قتال کے لیے روانہ کرتے وقت وصیّت فرمائی:

''اللہ کی قسم! تیری وجہ سے ایک آدمی راہِ راست پر آجائے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں (عمدہ مال) سے بہتر ہے''۔

جی ہاں! مجاہدین ایسے ہی ہوں، جن کی زندگی خون اور اعضائے انسانی کے بکھرنے، تلواروں کے سائے، مضبوط پہاڑوں اور غاروں میں گزر رہی ہے لیکن ان کے دل انتہائی رقیق اور نرم ہوں، اپنی زخموں سے چُورامت کی وجہ سے بے چین ہوں اور ان کے حال پر شفیق ہو......بلکہ ان کو نفع پہنچانے پر حریص ہوں حتیٰ کہ کافروں کو دینِ حق کی ہدایت ملنے اور خیر وبھلائی کی رہ نمائی کرنے کی فکر اور مجرموں کے طریق پر چلنے سے ڈرانے پر بھی حریص ہوں۔

میرے مسلمان بھائیو! یہی ہمارا دین ہے جو ہم نے کتاب وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت اور سلف صالحین کی کتب سے حاصل کیا......اور یہی ہم نے عصر حاضر کی جہادی تحریکوں کے مشائخ ورہ نماؤں اور اہل علم سے سیکھا...... یہاں خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں؛ متروک فریضہ کے مجدد شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ، امت کی عزت اور غلبہ کی علامت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ، شہید امت قاہرِ امریکہ شیخ اسامہ بن لادنؒ، حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ، عابد وزاہد شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ، مجاہد داعی ومربی شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ، عالم، منفرد قائد شیخ ابویحییٰ اللیبی رحمہ اللہ، عالم مجاہد شیخ ابو اللیث القاسمی رحمہ اللہ، شیخ الاسیر، پہاڑوں جیسے بلند حوصلے اور پائے استقامت مجاہد ابوقتادہ فلسطینی فک اللہ اسرہ، حق کو نافذ کرنے والے پہاڑ کی طرح ڈٹنے والے شیخ ابو محمد المقدسی فک اللہ اسرہ، مجاہد قادر الکلام خطیب ممتاز استاد محمد یاسر افغانی رحمہ اللہ اور باخبر نکتہ رس مجاہد اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل شیخ ابومصعب سوری فک اللہ اسرہ، عالم وفقیہ قاضی شیخ ابوالولید فلسطینی حفظہ اللہ تعالیٰ، عالم وعابد شیخ منصور شامی رحمہ اللہ اور معروف داعی شیخ انور العولقی رحمہ اللہ......

ان کے علاوہ کثیر تعداد میں ایسے حضرات کہ انہی میں سے بعض کا جینا ہمارے لیے باعث صد افتخار وعزت ہے اور بعض کے کتابوں اور حالات حاضرہ پر دروس سے ہم مستفید ہوئے۔ بعض ایسے ہیں کہ انھوں نے دوسروں کو اس جہاد کی طرف متوجہ کیا۔ اللہ

20 فروری: صوبہ لغمان......ضلع علیشنگ......مجاہدین اور کٹھ پتلی فوج کے مابین جھڑپ......ایک بکتر بند ٹینک تباہ......5 اہل کار ہلاک

تعالیٰ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنھوں نے ہمارے لیے راستہ صاف کیا، ہمیں اپنے چالیس سالہ بلکہ اس سے بھی طویل دعوتی اور جہادی سرگرمیوں کے تجربات کے نچوڑ سے نوازا، جن کی بنیاد پر عالم اسلام کے مختلف اطراف میں جہادی تحریکیں قائم ہوئیں۔ ہمیں بارباران غلطیوں کے ارتکاب سے خبردار کیا کہ جن کے سنگین نتائج ہم بھگت چکے ہیں۔ کامیابی و کامرانی کے اسباب کی طرف ہماری رہ نمائی فرمائی اور ناکامی اور نقصان کے اسباب سے آگاہ کیا۔ ان کی زندگیاں ان کی سنہری باتوں سے بھی بڑھ کر درس دیتی ہیں۔ ہم نے ان کی دعوت و جہاد کی سرگرمیوں اور ان کی کتب و تصانیف میں اسلام کا صحیح مزاج پایا، ایسی حقیقی صورت جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور شریعت کے احکام پوری قوت و وضاحت اور صلابت سے پائے کہ جن میں اسلام کی آسانی، اس کا اعتدال اور جمال واضح ہے۔ ان لوگوں کی صحبت و رفاقت کیا ہی خوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات اور دیگر مسلمان شہدا کی شہادت کو قبول فرمائے اور جو زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے، اور ہمارا اور ان کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

لیکن میرے محبُوب بھائیو! ہم دھوکہ دہی کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں، جس میں انسان کے محاسن کو عیب دار اور عیوب پر تعریف کی جاتی ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ان مجموعی حالات میں ایک قوم کو ہم میں، ہمارے قائدین اور ہمارے منہج میں صرف یہی عیب نظر آتے ہیں کہ

۱۔ ہم اپنی زخموں سے چُور امت سے محبت رکھتے ہیں، ان کے لیے اپنے بازو بچھاتے ہیں، امت کو خیر و بھلائی پہنچانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے کامل اور مکمل دین کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں، یہ شوق رکھتے ہیں کہ کافروں کے خلاف ہمارے اس جہاد میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد وہ بھی ہمارے معاون بنیں، اسی بنیاد پر ہم ہر وہ ذرائع اختیار کرتے ہیں جس جانب شریعت نے رہ نمائی کی۔ لیکن ایک معترض (اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے) کو قاعدۃ الجہاد کے منہج پر بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس سے منسوب لوگ اپنے قافلہ یعنی قاعدۃ الجہاد کو امت کے اس قافلے سے ملانا چاہتے ہیں جو حالیہ عرصے میں اپنی حکومتوں کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ! بھلا یہ فضیلت کی بات ہے یا پھر برائی؟!

۲۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا نہایت ہی اہم شرعی حکم ہے کیونکہ اس سے اسلام اور شعائر اسلام کا تحفظ ہے...... اس سے کفر و اسلام میں فرق ہوتا ہے، یہ اسلام اور کفر کے مابین معمولی التباس اور اختلاط سے بھی روکتا ہے...... لیکن اس وقت مسئلۂ تکفیر میں غلو و افراط نہایت پرخطر معاملہ کی صورت اختیار کر چکا ہے...... ہم احتیاط کی وہی راہ اپنانے پر زور دیتے ہیں جو اس سلسلے میں ہمارے سلف صالحین سے منقول ہے، یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم ان احکام کو محض حسابی اصولوں کے سپرد کر دیں کہ ہر شخص خواہ وہ علوم شرعیہ کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو غور و فکر کرے یا ان میں ابتدائی درجات کا طالب علم بھی گفتگو کرے اور جیسے چاہے احکام کو منطبق کرتا چلا جائے اور اس بابت جن شرعی اصولوں کی اہل علم نے وضاحت کی ہے ان کو یکسر نظرانداز کر دے! اسی وجہ سے ہم نے اس (کفر کے فتویٰ) کے سلسلے میں احتیاط کا پہلو اپنایا اور متوازن ضابطہ کو اختیار کیا تو بعض غالی لوگوں نے ہم پر مرجئہ کا الزام لگا دیا جب کہ مرجئہ ہمیں غلو اور تشدد کا الزام دیتے ہیں...... ہم اس الزام تراشی اور جھوٹ کا گلہ اللہ تعالیٰ ہی کے حضور پیش کرتے ہیں۔

۳۔ ہم علمائے امت کی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ ہیں اور ان سے محبت و احترام ہی کا معاملہ کرتے ہیں...... ہم سمجھتے ہیں کہ وہی اس امت کے حقیقی رہ نما ہیں، ہم امت کو انہی کی طرف متوجہ ہونے، ان کے ساتھ رہنے اور ان کا ساتھ دینے کی دعوت دیتے ہیں...... ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ اس امت کی صلاح و رشد اہل علم اور اہل جہاد کے قافلوں کے مابین اتفاق کی بنا پر ہو سکتی ہے نیز ان دونوں جماعتوں کے درمیان حائل دراڑوں اور رکاوٹوں کے سدباب ہی میں صلاح مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مطلقاً علمائے کرام کی جماعت کے متعلّق زبان درازیاں نہیں کرتے۔ اگر کہیں یہ محسوس کریں کہ کسی عالمِ سوء کی حقیقت کا پردہ چاک کرنا شرعی تقاضا ہے تو ہم خاص اسی کے متعلّق گفتگو کرتے ہیں، لوگوں کے سامنے اس کی گمراہی واضح کرتے ہیں اور امت کو اس کی اتباع سے دور رکھنے کی سعی کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ امت کی رہ نمائی علمائے ربانیین ہی کی طرف کرتے ہیں، لیکن افسوس کہ جہاد کی طرف منسوب کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے افعال و اقوال کے ذریعے دونوں جماعتوں کے درمیان تفریق پیدا کر رہے ہیں۔ وہ عصرِ حاضر کے اہم مسائل، علمی باریکیوں اور پرخطر مسائل میں اپنی رائے کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں اور اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود میدانِ علم میں رائے زنی کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ محض اپنی مرضی کے خلاف ہونے اور خواہش پرستی کی بنیاد پر علمائے ربانی پر طعن و تشنیع کے نشتر چلانے سے بھی گریز نہیں کرتے حالانکہ علمائے ربانی وہ ہیں جن کے صدق، ثابت قدمی، حق پر ڈٹ جانا اور لا الہ الا اللہ کی وجہ سے سخت ترین آزمائشوں کو جھیلنا معروف ہے...... وہ اجل علمائے کرام کے حق میں ادب و اخلاق سے عاری نازیبا گفتگو کرتے ہیں جو ان کے قلب کے فساد کو واضح کرتی ہے، ان کی تیز دھار زبانوں سے دو عظیم اور اسیر بزرگ شیخ ابوقتادہ فلسطینی اور شیخ ابو محمد مقدسی فک اللہ اسرھما بھی محفوظ نہیں اور نہ ہی اُن کی دشنام طرازیوں سے حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور دیگر معروف علمائے کرام مامون ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

21 فروری: صوبہ بدخشاں...... ضلع تگاب...... مجاہدین اور ایف سی اہل کاروں کے درمیان شدید لڑائی...... ایف سی کمانڈر سمیت 8 اہل کار ہلاک...... 12 زخمی

نشریات

امارت اسلامی افغانستان کے دفاع کی پکار............علمائے کرام اور اہل دین کے نام

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، وبعد!

امریکہ اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی، مہلک ترین اسلحہ اور چالیس سے زیادہ ممالک کا اتحاد لے کر چودہ سال پہلے افغانستان پر حملہ آور ہوا۔ مقصد امارت اسلامی کا خاتمہ، جہاد اور مجاہدین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور نظام کفر کا قیام و استحکام تھا۔ اس کفریہ اتحاد کے بالمقابل امیر المومنین نصرہ اللہ کی قیادت میں پاکستان سمیت عرب وعجم کے مجاہدین اور طالبان، نفاذِ شریعت اور اسلامی امارت کے قیام کا مقصد لے کر کھڑے ہوئے اور مجاہدین اور افغانی قوم نے قربانیوں کی ایک بے مثال تاریخ رقم کر دی۔ مجاہدین کی استقامت اور افغان قوم کی دین و جہاد سے محبت کے باعث اللہ تعالیٰ نے خصوصی نصرت فرمائی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ امریکہ اپنے تمام وسائل کے باوجود شکست سے دوچار ہوا، اتحادی ساتھ چھوڑ گئے جب کہ خود امریکہ بھی آج نکل بھاگنے پر مجبور ہے۔ امریکہ میدان جنگ میں تو شکست کھا چکا ہے، مگر جو مقصد میدان میں حاصل نہیں ہو سکا وہ آج بھاگتے ہوئے پاکستانی فوج اور حکومت کی مدد سے اسے حاصل ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ امریکہ کی عسکری اور سیاسی قیادت آج پاکستانی فوج کے تعاون کی تعریف کرتے ہوئے اعلانیہ کہہ رہی ہے کہ پاکستان پہلے سے کہیں زیادہ اور موثر تعاون کر رہا ہے۔ گزشتہ عرصے کے دوران میں درج ذیل چند واقعات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے:

☆ جون ۲۰۱۴ سے شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن اصل میں امریکی آپریشن ہے۔ یہ آپریشن امریکہ کے کہنے پر، امریکہ کے ڈالروں سے اور امریکہ کی سرپرستی و نگرانی میں شروع ہوا۔ آپریشن کا ہدف وہ مہاجرین اور انصار ہی ہیں جو امریکہ کے خلاف امارت اسلامی کے دفاع میں لڑ رہے ہیں۔

☆ پاکستان نے پچھلے عرصہ میں ڈرون حملوں میں امریکیوں کے ساتھ پہلے سے کہیں زیادہ تعاون کیا۔ جس میں امارت اسلامیہ افغانستان کے کئی ذمہ داران بھی شہید ہوئے۔

☆ امریکہ کے جانے سے پہلے پاکستانی استخبارات نے امارت کے رہ نماؤں کو شہید کرنے اور گرفتار کرنے کا سلسلہ تیز کیا۔ استاد یاسر، ملا عبید اللہ اخوند، ڈاکٹر نصیر الدین حقانی، مولانا عبد اللہ ذاکری سمیت امارت اسلامیہ کے درجنوں ذمہ داران کو شہید کرنا اس کی مثال ہے۔

☆ امریکہ کا حالیہ دنوں میں نکلنے کے اعلان کے ساتھ ہی نواز حکومت اور اشرف غنی حکومت کے درمیان غیر معمولی گرم جوشی نظر آنا شروع ہوئی، اور مجاہدین کے خلاف دونوں ملکوں کے مشترکہ آپریشنوں اور دیگر تعاون و اشتراک میں اضافہ ہوا۔

☆ امریکہ اور افغانی سربراہوں کا پاکستانی فوج کے ہیڈکوارٹر کا دورہ اور دونوں اطراف کی سیاسی اور عسکری قیادت کے درمیان ملاقاتوں میں تیزی نیز استخباراتی معلومات کے علی الاعلان تبادلے میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

پاکستانی فوج کی طرف سے اس پورے تعاون کا مقصد مجاہدین کی قربانیوں کو ضائع کرنا، افغانستان میں اسلامی امارت کا راستہ روکنا اور نظام کفر کا استحکام وتقویت ہے۔ اب جب کہ قربانیوں کا ثمرہ قریب نظر آ رہا ہے، اس پورے خطے میں شریعت کے نفاذ کا وہ خواب پورا ہونے والا ہے جو ہر مسلمان کی خواہش ہے، ایسے میں اگر ہم پاکستانی حکومت اور فوج کو یہ سب قربانیاں ضائع کرنے کا جرم کرتے دیکھیں اور خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں تو یہ نہایت ہی افسوس ناک امر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا قوی خدشہ ہے۔

اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے علما اور اہل دین طبقوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ آج پہلے سے کہیں زیادہ امارت اسلامی افغانستان کے دفاع کی ضرورت ہے۔ ایک طرف عوام میں اس امارت کی اہمیّت اور اس کی نصرت کی ضرورت کو اجاگر کرنے کا وقت ہے تو دوسری طرف قول اور عمل سے جہاد میں حصّہ ڈالتے ہوئے پاکستانی فوج اور حکومت کو اس مکروہ سازش سے روکنا بھی وقت کا اہم فرض ہے۔ جہادِ پاکستان کا مقصد جہاں نظام کفر کو اس دھرتی سے دور پھینک کر شریعت کا قیام ہے تو وہاں ساتھ ہی ساتھ دوسرا بڑا ہدف امارت اسلامی افغنستان کا دفاع، استحکام اور تقویت رہا ہے۔ علمائے کرام اور داعیان دین حضرات کے سامنے ہماری گزارش ہے کہ

☆ پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں شریعت کی محبت اور پاکستان کے باطل نظام کی خرابیاں واضح کرتے ہوئے اس سے نفرت دلائیے۔

☆ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک فرض ہے، اس فرض کو خود ادا کیجیے اور عوام کو اس فرض کی ادائیگی کے لیے منظّم کیجیے۔

☆ نفاذ شریعت کے لیے عملی جہاد میں شریک ہونے کی اہمیّت بتائیے۔

☆ امارت اسلامی کا نفاذِ شریعت کے لیے جہاد، افغانی قوم بلکہ پوری امت کے لیے رحمت ثابت ہوا ہے۔ یہ جہاد ہمارے لیے ایک قابل تقلید مثال ہے،

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

21 فروری: صوبہ قندوز.................صدر مقام قندوز.................کٹھ پتلی فوج کی گشتی پارٹی پر بم حملہ.................2 اہل کار ہلاک

میدان جہاد کا راستہ

شیخ یوسف العییری رحمۃ اللہ علیہ

اگر چہ ان احادیث میں تھوڑا سا ضعف ہے لیکن ان کی تائید پیچھے نقل کی گئی آیات سے ہوتی ہے اور یہ باہم متضاد نہیں ہیں۔ امام بخاری نے اسی بات کو سمجھتے ہوئے اپنی صحیح میں ایک باب کو یہ نام دیا ہے: باب اس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں گر کر مر جائے، پھر وہ انہی میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ''اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے، پھر (راستے ہی میں) اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا''۔ ابن حجرؒ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''وہ انہی میں سے ہے، یعنی وہ مجاہدین میں سے ہے''۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اسے موت آجائے عمومی ہے، اس میں قتل ہو جانا، سواری سے گرنا وغیرہ سب شامل ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں اس آیت کا شان نزول بیان کریں۔ طبرانی سعید بن جبیرؒ اور سدیؒ وغیرھم سے روایت کرتے ہیں کہ ''یہ آیت ایک صحابی کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ کے رہائشی تھے۔ جب انھوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا کہ ''کیا اللہ تعالیٰ کی زمین اتنی وسیع نہ تھی کہ تو اس میں ہجرت کرتا'' (النساء: ۹۷) تو انھوں نے اپنے گھر والوں سے کہا، جب کہ وہ بیمار تھے، کہ مجھے باہر لے جاؤ اور مدینہ کا راستہ بتاؤ''۔ لہٰذا وہ اُنھیں باہر لائے اور راستہ دکھایا اور وہ راستے ہی میں وفات پا گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور صائب رائے کے مطابق ان صحابی کا نام ضمرہ رضی اللہ عنہ تھا۔

بخاری کے الفاظ ''واقع ہو گیا یعنی اللہ کے ذمے واجب ہو گیا'' اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ''اس کا اجر اللہ کے ذمہ واقع ہو گیا۔ یعنی کہ اس کا اجر دینا اللہ کے ذمہ واجب ہو گیا ہے۔'' اگر یہ جہاد کی راستے کے اجر ہیں تو پھر بذاتِ خود جہاد کا کتنا اجر ہوگا! اللہ تعالیٰ نے راہ جہاد کے لیے اجر کا اتنا پکا وعدہ اسی لیے کیا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جہاد کی راہ مشکلات سے پُر ہے، اور اس کی دو وجوہات ہیں:

اولاً: یہ وہ پہلی مشکل ہے جس کا سامنا ایک مجاہد کو اپنا گھر بار اور مال چھوڑنے کے بعد کرنا پڑتا ہے جب کہ اس کا نفس، جہاد کی تکالیف برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

دوم: دشمن کے لیے مجاہدین کو راہ جہاد سے دور کرنا اور روکنا ان کو قتل کرنے سے زیادہ آسان ہے، کیونکہ پہنچنے کے بعد وہ محتاط اور اسلحہ سے لیس ہو جاتے ہیں۔

عزائم کو پختہ کرنے اور روحوں کو اکسانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے صرف راہ جہاد پر ہی اتنے بڑے بڑے اجر رکھ دیے ہیں اور مجاہد کو ایسے اجر کی ضمانت دی ہے جس میں شک کا کوئی شائبہ نہیں۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

> ''جو کوئی اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتا ہے اللہ نے اس سے وعدہ کیا ہے، کہ جو مجھ پر ایمان کی وجہ سے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے صرف اس لیے نکلتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرے، تو اسے اس بات کی ضمانت ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا یا اسے اس کے گھر، جہاں سے وہ نکلا تھا، اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا۔'' (مسلم)

لہٰذا جہاد کے راستے پر نکلنے والوں کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ وعدہ اس بات کی دلیل ہے کہ بذات خود جہاد کے لیے نکلنا ہی نفوس پر بہت بھاری ہے اور یہ راستہ چاروں طرف سے مشکلات اور خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بدلے میں ملنے والے انعام کے مقابلے میں ان مشکلات کو بہت حقیر اور بے وقعت بتایا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اگر تم واقعی اپنے آپ کو جہاد کے لیے تیار کر رہے ہو تو خبردار رہو! مبادا محض تیاری کرنے کے بعد رک جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جہاد کے لیے نہ نکلنے کا یہ بہانہ نہیں چلے گا، اگر تم نکلنے پر قادر بھی ہو، کوئی شرعی عذر بھی نہیں اور نکلنے کی کوشش کرنے پر بھی قادر ہو۔ چنانچہ محنت کرو اور راہ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو۔ جو لوگ اس سے پہلے ارض جہاد پر پہنچے ہیں وہ کوئی مافوق الفطرت لوگ نہیں تھے، بلکہ انسان ہی تھے، مسلمان تھے۔ بس انہوں نے وہاں پہنچنے کی سچّی کوشش کی تو اللہ نے اسے ان کے لیے آسان کر دیا۔ اپنی آنکھوں اور کانوں کو راہ جہاد کی کھوج میں تھکانے کے بعد وہ میدان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

جہاد کے راستے بہت ہیں! یہ افغانستان ہے جس کی سرحدیں پاکستان، ایران، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور چین سے ملتی ہیں۔ اسی طرح شیشان ہے جس کی سرحدیں جارجیا، داغستان، انگوشیا اور روس سے ملتی ہیں۔ یہ فلسطین ہے، اس کی سرحدیں مصر، اردن، لبنان اور شام سے ملتی ہیں۔ اور انڈونیشیا ہے جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ یہ اریٹریا ہے جو سوڈان، ایتھوپیا اور بحر احمر سے متصل ہے۔ پھر فلپائن اور میکیڈونیا کو دیکھیے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت سے جہاد کے میدان ہیں (شام، عراق، صومالیہ، مغربِ اسلامی، جزیرۃ العرب وغیرہ) اور ان تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں، اللہ کے ایک مخلص بندے کے لیے یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی نہ پا سکے۔ لہٰذا اس معاملے پر گہرائی اور سنجیدگی سے غور کیجیے اور باذن اللہ آپ اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ ہماری یہ امت کروڑوں پر مشتمل ہے۔ اگر صرف ایک کروڑ مسلمان بھی میادین جہاد تک پہنچنے کی کوشش

کرتے تو ایک لاکھ تو لازماً پہنچ ہی جاتے، اور یہ تعداد مجاہدین کے لیے کافی ہوتی۔ لیکن ساری امت جہاد سے منہ موڑ چکی ہے اور سب یہی بہانہ استعمال کرتے ہیں کہ جہاد کی راہیں بند ہوچکی ہیں۔ اللہ عزوجل نے جہاد کی راہ میں مرنے یا قتل ہونے والے کو شہید قرار دے کر ہمارے یہ سارے بہانے ختم کر دیے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اور بہانے ڈھونڈنے میں لگے رہتے ہیں، سستی کرتے ہیں اور جہاد سے پیچھے بیٹھ رہتے ہیں۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں نہ کرے جن کے بارے میں اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَوْ أَرَادُواْ الْخُرُوجَ لأَعَدُّواْ لَهُ عُدَّةً وَلَكِن كَرِهَ اللّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُواْ مَعَ الْقَاعِدِينَ(التوبہ: ۴۶)

''اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے کچھ تیاری کرتے، لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہ تھا، اس لیے اس نے انہیں سست کر دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔''

اور نہ ان لوگوں میں جن کے بارے میں فرمایا کہ:

لَوْ كَانَ عَرَضاً قَرِيباً وَسَفَراً قَاصِداً لاَّتَّبَعُوكَ وَلَكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ(التوبہ: ۴۲)

''اگر فائدہ سہل الحصول ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور تمہارے پیچھے چلنے پر آمادہ ہوجاتے، لیکن ان پر تو یہ راستہ بہت کٹھن ہوگیا۔ اب وہ خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم چل سکتے تو یقیناً تمہارے ساتھ چلتے۔ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔''

میرے پیارے بھائی! اللہ پر توکل کیجیے، اگر آپ اپنی کوشش میں سچّے ہیں اور ارض جہاد تک پہنچنے کی راہ تلاش کریں تو یقیناً اللہ آپ سے اپنا وعدہ سچّا کر دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں آپ سے وعدہ کیا ہے کہ آپ اپنی منزل کو پا جائیں گے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِين (العنکبوت: ۶۹)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ اور بے شک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

☆☆☆☆☆

بقیہ: امارت اسلامی افغانستان کے دفاع کی پکار......علمائے کرام اور اہل دین کے نام

امیر المومنین نصرہ اللہ اور امارت کے اس تعارف کو مسلمانانِ پاکستان میں عام کیجیے اور اس کے دفاع کے لیے ہر ممکن سعی کیجیے۔

ہم یہ حقیقت بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو فتح یاب کرنا ہے، امارت اسلامی کی بحالی کے خواب آنکھوں میں سجائے بے شمار مسلمانوں نے قربانیاں دی ہیں، لاتعداد خواتین بیوائیں، بچے یتیم اور مسلمان در بدر ہوئے ہیں۔ یہ عظیم قربانیاں ان شاءاللہ کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ جو لوگ امارت اسلامی کے قیام و استحکام کے لیے اپنی صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں، وہ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کلمة اللہ کی سربلندی کے لیے چُن لیا ہے۔ امارت اسلامیہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے جلد یا بدیر قائم ہوکر رہے گی چاہے دین کے یہ دشمن مکروفریب کے ہزار جال بچھائیں:

وَمَكَرُواْ وَمَكَرَ اللّهُ وَاللّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

امارت اسلامی کے قیام میں جو بھی روڑے اٹکا رہے ہیں، اللہ کے یہ دشمن اپنی اس مکروہ کوشش میں ان شاءاللہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے، انہوں نے اپنی چار دن کی زندگی اللہ تعالیٰ سے بغاوت میں گزارنے کی خاطر ظلم کا یہ رستہ چُنا ہے مگر تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ اسلام اور مجاہدین امت کے خلاف کے ان کی ہر سازش اور ہر کوشش انہی کے اوپر اللہ تعالیٰ نے پلٹائی ہے، انہیں یقین ہونا چاہیے کہ امارت اسلامی کے خلاف ان کا ہر مکر اور ہر فریب خود ان کی دنیا و آخرت کی تباہی پر منتج ہوگا، ان شاءاللہ۔ ایسے ہی بدنصیبوں کے بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُوْلَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ(المجادلة: ۱۹۔ ۲۱)

''شیطان نے ان کو قابو میں کرلیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان کو بھلا دی ہے۔ یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے۔ اور سن رکھو کہ شیطان کا لشکر ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ زور آور (اور) زبردست ہے''۔

آخر میں ہم علمائے کرام، اہل دین حضرات وخواتین اور مجاہدین کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت دے، آپ کا ایک ایک عمل اور ایک ایک قول پاکستان میں نفاذ شریعت اور افغانستان میں امارت اسلامی کے قیام وتقویت کی سعی میں آپ کا حصّہ شمار کرتے ہوئے اس پر اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه وسلم

☆☆☆☆☆

21 فروری: صوبہ ہلمند.........صدر مقام لشکر گاہ.........کٹھ پتلی فوج کے قافلے پر مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ.........ایک سپلائی اور دو فوجی رینجر گاڑیاں.........10 سیکورٹی اہل کار ہلاک

اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

لوگوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو زور شور سے یہ کہتا ہے کہ یہاں نفاذِ شریعت کے لیے اسلحہ اٹھانا مناسب نہیں ہے (ہر جگہ کے سرکاری لوگ اپنے ملک کے بارے میں یہی کہتے ہیں حتیٰ کہ بھارت کے سرکاری علما' ہندو تک کے خلاف ہتھیار اٹھانے کو حرام قرار دیتے ہیں)۔ آئین (طاغوت) کے تحت پرامن جدوجہد کے ذریعے ہی یہاں اسلام نافذ ہوسکتا ہے۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس ''مقدس'' نظام کے خلاف اپنے دفاع میں بھی اسلحہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ اس دعوے پر ان کے پاس کوئی دلیل ہیں ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نفاذِ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد کو شریعت میں کس نام سے جانا جاتا ہے؟ قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ کی عبارات دیکھنے سے بآسانی یہ پتہ چلتا ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد کو شریعت میں ''قتال فی سبیل اللہ'' کہا جاتا ہے۔ معمولی علم رکھنے والے کو بھی اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ اور تمام سلفِ صالحین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قتال فی سبیل اللہ اس امت پر فرض ہے اور فرض کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب آپ سوچئے کہ یہ جملہ کون بول سکتا ہے کہ ''نفاذِ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد کو ہم جائز نہیں سمجھتے''......قرآن کریم کی ایک آیت نہیں بلکہ پورا کا پورا قرآن اپنے ماننے والوں کو دعوت ہی اس بات کی دیتا ہے کہ وہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور یہ بات اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت، بغیر اللہ تعالیٰ کے قانون کے غلبے کے ہو ہی نہیں سکتی۔ نیز یہ بات بھی ہر عقل مند مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ جب تک ابلیس کے نظام کا غلبہ اور طاقت موجود ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نظام کو نافذ نہیں ہونے دیں گے، کیونکہ اس میں ان کی بے لگام خواہشات کی موت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نفاذ شریعت کے لیے قتال کو فرض قرار دیا۔ جی ہاں! مستحب یا صرف سنت نہیں (اگرچہ کسی بھی سچے عاشقِ رسول کے لیے تو سنت ہونا بھی کافی تھا) بلکہ فرض قرار دیا۔ فرمایا:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّه لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (الانفال: ۳۹)

''اور تم ان کافروں سے قتال کرو اس وقت تک کہ جب تک کہ کفر کا غلبہ نہ ٹوٹ جائے اور مکمل نظام اللہ کا نہ ہو جائے......''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاذِ شریعت کے لیے قتال کی اہمیّت کو یوں بیان فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......(بخاری)

''مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ (کے نظام کی بالادستی) کا اقرار نہ کرلیں''۔

سوائے اللہ کے بندو! جمہوریت میں کامیابی کے لیے اپنی زبانوں سے اتنا بھاری جملہ کیوں بولتے ہو جو اگر دنیا بھر کے سمندروں پر ڈال دیا جائے تو ان کو بھی گدلا کردے اور اگر پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے دہل جائیں۔ انصاف سے اس جملے کے معنی اور اس کے حکم کے بارے میں اہلِ علم سے دریافت کیجیے کہ ''نفاذِ شریعت کے لیے قتال (یعنی مسلح جدوجہد) کو ہم جائز نہیں سمجھتے، یا ہم اس کا عقیدہ نہیں رکھتے''۔

اب آیئے دیکھتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں فقہائے احناف کے سرخیل امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذَا الْحُكْمُ غَيْرُ ثَابِتٍ فِیْ شَرِيْعَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى مَنْ قَصَدَهُ اِنْسَانُ بِالْقَتْلِ أَنَّ عَلَيْهِ قَتْلَهُ أَذَا أَمْكَنَهُ......(أحكام القرآن للجصاص؛ الجزء ۵، باب القيام بالشهادة و العدل)

''اور جو اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ دفاع نہ کرنے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ثابت نہیں، اور واجب یہ ہے کہ جس مسلمان کو کوئی قتل کرنے کا ارادہ کرے تو قتل کا ارادہ کرنے والے کو قتل کرنا (یعنی اپنا دفاع کرنا) ضروری ہے۔ اگر اس کے لیے یہ ممکن ہو''......

آگے چل کر فرماتے ہیں:

''وَيَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِيْثِ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ: {مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ} فَأَمَرَ بَتَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ، وَاِذَالَمْ يُمْكِنْ تَغْيِيرُهُ اِلَّا بِقَتْلِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْتُلَهُ بِمُقْتَضَى ظَاهِرِ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ قَوْمٌ مَنْ الْحَشَوِيَّةِ اِلٰى أَنَّ عَلٰى مَنْ قَصَدَهُ اِنْسَانٌ بِالْقَتْلِ

أَنْ لَا يُقَاتِلَه، وَلَا يَدْفَعَه، عَنْ نَفْسِهِ حَتّٰى يَقْتُلَه...... (الى قوله)وَلَوْكَانَ الْاَمْرُفِيْ ذَالِکَ عَلَى مَا ذَهبَتْ اِلَيْهِ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ مَنْ خَطْرِقَتْلِ مَنْ قَصَدَ قَتْلَ غَيْرِهِ ظُلْمًاوَالْاِمْسَاکُ عَنْهُ حَتّٰى يَقْتُلَ مَنْ يُرِيْدُقَتْلَه،لَوَجَبَ مَثْلُهُ فِيْ سَائِرِ الْمَحْظُوْرَاتِ اِذَا أَرَادَالْفَاجِرُارْتِکَابِهَامِنْ الزِّنَاوَأَخذِالْمَالِ أَنْ نُمْسِکَ عَنْهُ حَتّٰى يَفْعَلَهَا،فَيَکُونَ فِيْ ذَلِکَ تَرْکُ الْاَمْرِبِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْکَرِوَاسْتِيْلَاءِ الْفُجَّارِوَغَلَبَةِ الْفُسَّاقِ وَالظَّلَمَةِ وَمَحْوِ آثَارِ الشَّرِيْعَةِ؛وَمَا اَعْلَمُ مَقَالَةً أَعْظَمَ ضَرَرًا عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ، وَلَعَمْرِى اِنَّهَا أَدَّتْ اِلَى غَلَبَةِ الْفُسَّاقِ عَلَى أُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاسْتِيْلَائِهِمْ عَلَى بُلْدَانِهِمْ حَتّٰى تَحَکَّمُوا فَحَکَمُوا فِيْهَا بِغَيْرِ حُکْمِ اللّٰهِ،وَقَدْ جَرَّذٰلِکَ ذَهَابَ الثُّغُورِ وَغَلَبَةِالْعَدُوِّ حِيْنَ رَکَنَ النَّاسُ اِلَى هٰذِهِ الْمُقَالَةِ فِيْ تَرْکِ قِتَالِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ وَالْاَمْرِبِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْکَرِوَالْاِنْکَارِ عَلَى الْوُلَاةِ وَالْجُوَارِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ"(ايضاً)

"اوراس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث دلیل ہے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اس کو چاہیے کہ وہ ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا تو زبان سے روک دے، اوراگر زبان سے روکنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو پھر دل سے برا جانے اور یہ درجہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے"۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برائی کو ہاتھ سے روکنے کا حکم فرمایا ہے، اور جب برائی کو روکنا صرف قتل ہی سے ممکن ہوتو اس روکنے والے پر قتل کرنا ضروری ہے، حدیث کا ظاہر اسی مفہوم کا تقاضا کررہا ہے......اورحشویہ فرقے کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی انسان کو کوئی قتل کرنے کا ارادہ کرے، تو وہ نہ اس قاتل سے جنگ کرے اور نہ اپنا دفاع کرے، بلکہ یوں ہی قتل ہوجائے۔ اگر معاملہ یوں ہی ہو جیسا کہ اس فرقے کا مذہب ہے، کہ کوئی شخص بغیر دفاع کے قتل ہوجائے، تو پھر یہ معاملہ تو تمام ممنوعی امور میں جاری ہوگا، کہ جب کوئی فاجر زنا کرنا چاہے، یا مال لوٹنا چاہے تو ہم اس کو ایسا کرنے دیں۔ اس طرح تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک ہی ہو جائے گا، فجار وفساق اور ظالم لوگ غالب آجائیں گے اور شریعت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ میرے علم میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے اس سے بڑا نقصان دہ جملہ کوئی نہیں ہے۔ بخدا! اس جملہ نے مسلمانوں کے معاملات پر اوران کے شہروں پر فاسقوں کا قبضہ کروادیا، یہاں تک کہ فساق حاکم بن گئے، سوانہوں نے اللہ تعالیٰ کے قانون کے علاوہ فیصلے کیے اوراس جملے کی وجہ سے اسلامی سرحدیں پامال ہوئیں اور دشمن کا غلبہ ہوا......"۔

نیز امام جصاص رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا:

"وَاِزَالَتُهُ [أى المنكر] بِالْيَدِ تَکُونُ عَلىَ وُجُوهٍ: مِنْهَا أَنْ لَا يُمْکَنُهُ اِزَالَتُهُ اِلَّا بِالسَّيْفِ، وَأَنْ يَاتِىَ عَلَى نَفْسِ فَاعِلِ الْمُنْکَرِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِکَ. کَمَنْ رَأٰى رَجُلًا قَصَدَهُ أَوْ قَصَدَغَيْرَهُ بِقَتْلِهِ أَوْ بِأَخْذِمَالٍ أَو قَصَدَالزِّنَابِامْرَأَةٍ أَوْنَحْوِذٰلِکَ،وَعَلِمَ اَنَّهُ لَا يَنْتَهِى أَنْ اَنْکَرَهُ بِالْقَوْلِ أَوْقَاتَلَهُ بِمَا دُوْنَ السَّلَاحِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْتُلَهُ؛لِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {مَنْ رَأٰى مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ} ، فَاِذَالَمْ يُمْکِنْهُ تَغْيِيرُهُ بِيَدِهِ اِلَّا بِقَتْلِ الْمُقِيْمِ عَلَى هٰذَا الْمُنْکَرِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْتُلَهُ فَرْضًا عَلَيْهِ"(أحكام القرآن للجصاص؛ الجزء ٣،باب فرض الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر)

"کسی برائی کو ہاتھ سے روکنے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ برائی کو تلوار (اسلحہ) کے بغیر روکنا ناممکن ہو۔ اگر کوئی برائی کرنے والے کے پاس (اسی برائی کے ارتکاب کی حالت میں) آئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کو تلوار سے روکے۔ جیسا کہ وہ شخص جس نے کسی انسان کو دیکھا کہ وہ اس کو یا کسی اور کو قتل کرنے والا ہے، یا اس کا مال لوٹنے والا ہے، یا کسی عورت سے زنا کررہا ہے، اور اس شخص کو یہ بات معلوم ہے کہ اس نے اس کو اگر زبان سے روکا تو یہ باز نہیں آئے گا، یا نہتے لڑائی کی تو بھی باز نہیں آئے گا، چنانچہ ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ یہ اس برائی کرنے والے کو قتل کردے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی برائی ہوتی دیکھے اس کو چاہیے کہ وہ اس برائی کو ہاتھ سے روک دے"......لہٰذا جب برائی کو ہاتھ سے روکنا صرف اسی صورت میں ممکن ہو کہ اس برائی کرنے والے کو قتل کیا جائے، تو اس (دیکھنے والے) پر فرض ہے کہ وہ اس کو قتل کردے"۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"وَلَمْ يَدْفَعْ أَحَدٌ مَنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ وَفُقَهَائِهَا سَلَفِهِمْ وَخَلَفِهِمْ وُجُوبَ ذٰلِکَ [الدفاع] اِلَّا قَوْمٌ مِنَ الْحَشْوِ وَجُهَّالِ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ، فَاِنَّهُمْ أَنْکَرُوا قِتَالَ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْکَرِ بِالسِّلَاحِ، وَسَمُّوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْکَرِ فِتْنَةً اِذَا اُحْتِيْجَ فِيْهِ اِلَى حَمْلِ السِّلَاحِ وَقِتَالِ الْفِئَةِ

21 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......کٹھ پتلی فوج کا حملہ ناکام......مجاہدین سے جھڑپیں......ایک فوجی ٹینک تباہ......5 فوجی ہلاک

الْبَاغِيَةِ"(ایضاً)

''اس امت کے سلفِ صالحین، علما وفقہا میں سے کسی نے بھی اس (دفاع) کے وجوب کا انکار نہیں کیا، سوائے فرقہ حشویہ اور بعض جہال اصحابِ حدیث کے...... بے شک انہوں نے باغی جماعت سے قتال کا انکار کیا ہے اور مسلح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انکار کیا ہے؛ اور انہوں نے ایسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فتنہ قرار دیا ہے جس میں اسلحہ کا استعمال کیا جائے......''

اسی صفحہ پر آگے چل کر فرماتے ہیں:

"لِأَنَّهُمْ أَقْعَدُوا النَّاسَ عَنْ قِتَالِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ وَعَنْ الْإِنْكَارِ عَلَى السُّلْطَانِ الظُّلْمَ وَالْجَوْرَ۔ حَتَّى أَدَّى ذَلِكَ إِلَى تَغَلُّبِ الْفُجَّارِ بَلْ الْمَجُوسِ، وَأَعْدَاءِ الْإِسْلَامِ حَتَّى ذَهَبَتْ الثُّغُورُ وَشَاعَ الظُّلْمُ وَخَرِبَتْ الْبِلَادُ وَذَهَبَ الدِّينُ وَالدُّنْيَا وَظَهَرَتْ الزَّنْدَقَةُ وَالْغُلُوُّ وَمَذَاهِبُ الثَّنَوِيَّةِ وَالْخُرَّمِيَّةِ وَالْمُزْدَكِيَّةِ وَالَّذِي جَلَبَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَلَيْهِمْ تَرْكُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْإِنْكَارِ عَلَى السُّلْطَانِ الْجَائِرِ......" (ایضاً)

''کیونکہ انہوں (حشویہ اور جہال) نے لوگوں کو (ایسی باتیں سنا کر کہ برائی کو روکنے کے لیے طاقت کا استعمال جائز نہیں، پرامن جدوجہد کے ذریعہ ہمیں یہ کام کرنا ہے) اسلام کے باغیوں سے قتال کرنے اور حاکم کے ظلم و جور کے خلاف کھڑے ہونے سے بٹھا دیا، جس کا نتیجہ فاجر، مجوس اور دشمنانِ اسلام (اس دور میں زندیق شیعہ، قادیانی اور آغا خانی وغیرہ) کے غالب آجانے کی صورت میں نکلا۔ یہ سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ اسلامی سرحدین سمٹنے لگیں، ظلم عام ہوگیا، اسلامی ممالک تباہ ہوگئے اور دین و دنیا جاتے رہے۔ زنادقہ (جیسا کہ شیعہ، قادیانی، آغا خانی، سیکولر اور وہ جو کھلے عام حدود اللہ اور جہاد کا انکار کرتے ہیں)، غالی شیعہ اور ثنویہ، خرمیہ، مزدکیہ طاقت میں آگئے۔ اور یہ سب کچھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے اور ظالم حاکم کے خلاف نہ اٹھ کھڑے ہونے کی وجہ سے ہوا......''

آج امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ ہمارے اس دور کے حشویہ کو دیکھتے جو منبر و محراب پہ کھڑے ہوکر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں، دعوے کرتے ہیں اور فقہ حنفی سے دلائل دیتے ہیں کہ اس ملک میں (خواہ یہ طبقہ بھارت میں ہو، امریکہ و برطانیہ میں یا اسرائیل ہی میں کیوں نہ ہو) ہم ہر طرح کی مسلح جدوجہد کے خلاف ہیں۔ جب یہاں اسلامی پولیس، اسلامی فوج اور اسلامی عدالتیں موجود ہیں تو کسی کو کیا ضرورت ہے کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے اور ڈنڈے لے کر سڑکوں پر نکل آئے؟ کسی کو کیا ضرورت ہے کہ زنا کرنے والے کو، فاحشہ عورتوں کو طاقت سے روکے؟ کسی کو کیا حق ہے کہ اپنی یا کسی اور کی عزت پر حملہ آور ہوتی فوج اور پولیس کا مقابلہ کرے؟ کسی کے لیے یہ جائز نہیں خواہ ان کی بستیوں کو احمد آباد و سورت بنا دیا جائے، ان کی مساجد کو رام مندر میں تبدیل کر دیا جائے، سوات و باجوڑ بنا دیا جائے یا ان کے بازاروں اور کاروبار کو اورکزئی اور وزیرستان بنا دیا جائے!!!

سو تمام اہل سنت والجماعت کو جان لینا چاہیے کہ ایسے لوگ نفاذِ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد کو ڈنڈے والا اسلام یا طالبان والا اسلام کہہ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں، اور طاقت کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے، یہ اہل سنت نہیں بلکہ حشویہ کا وہی فکری گروہ ہے...... یہی ہیں جن کی بدولت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فساق وفجار، زانی اور شرابی، عصمتوں کو بیچنے والے، عورتوں کے سوداگر حکمران اور جرنیل غالب آئے۔ یہ حشویہ کا گروہ ہے بلکہ مرزا قادیانی ملعون کے پیروکار ہیں...... لہٰذا ان کی بات نہیں ماننی چاہیے خواہ یہ ظاہراً جیسے بھی نظر آتے ہوں۔

آپ خود سوچیے! اگر ان کی بات مان لی جائے تو غیرت یہ کیسے گوارا کرے گی کہ کسی کی بہن، بیٹی یا بیوی کے ساتھ کوئی ظلم کر رہا ہو اور یہ بے غیرت شخص اس کے سر پر کھڑا اس کی منتیں کر رہا ہو کہ دیکھو میرے بھائی! یہ کام حرام ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گندا کام کرنے سے منع کیا ہے......؟ آپ سوچیے کہ روئے زمین پر اس سے بڑا بے غیرت اور بے شرم کوئی ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:

''لوگوں کو پہلے نبیوں کے کلام سے جو باتیں ملیں ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ جب تم میں حیا نہ رہے تو جو دل چاہے کرو''۔ (صحیح بخاری)

یہی نکتہ امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے اٹھایا ہے کہ اگر برائیوں سے روکنے کے لیے قوت کا استعمال چھوڑ دیا جائے تو پھر تمام برائیوں کے بارے میں یہی قانون ماننا پڑے گا کہ اس کے سامنے جو کچھ بھی ہوتا رہے لیکن یہ ''پرامن امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کی دعوت دیتا رہے!

جب یہ ثابت ہوگیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اسلحہ اٹھانا فرض ہے جب کہ اس کے علاوہ کوئی اور صورت سے کام نہ بن رہا ہو، تو پھر جان لیجیے کہ دنیا کا سب سے بڑا منکر کفر ہے...... چنانچہ اس کفر کو ختم کرنے کے لیے اور اس کا زور توڑنے کے لیے اسلحہ اٹھانا بھی فرض ہوا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ ''جب وہ کافر تمہاری بات نہیں مانتے تو تم اُن سے قتال کرتے ہو''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

21فروری: صوبہ قندوز......ضلع خان آباد......پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر حملہ......گاڑی مکمل تباہ......2 اہل کار ہلاک......2 زخمی

عوام کٹھ پتلی حکومت سے بری طرح متنفر ہیں

امارت اسلامیہ افغانستان کے صوبہ فاریاب کے ذمہ دار قاری صلاح الدین حفظہ اللہ کا انٹرویو

صوبہ فاریاب افغانستان کے شمال میں واقع ہے ۔ جس کی سرحدیں جوزجان، سرپل، غور اور بادغیس سے ملتی ہیں۔ فاریاب کے شمالی حصے وسطی ایشیائی ملک ترکمانستان سے ملتے ہیں۔ فاریاب کا صدر مقام میمنہ شہر ہے۔ دیگر اہم اضلاع کے نام کچھ اس طرح ہیں: پشتون کوٹ، خواجہ سبز پوش، شرین تگاب، دولت آباد، اندخوئی، شاخ، قرم قلی، خان چار باغ، المار، قیصار، قرغان، بندر، گورزوان، بلچراغ، خواجہ موسیٰ اور لولاش۔ رواں سال فاریاب میں بھی مجاہدین نے قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس صوبے میں بہت سے علاقے دشمن کے وجود سے پاک کر دیے گئے ہیں۔ قاری صلاح الدین جو صوبہ فاریاب ضلع المار کے رہنے والے ہیں اور کئی سالوں سے فاریاب کی ذمہ داری ان کے پاس ہے۔

سوال: قاری صاحب! آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ خیبر آپریشن کے سلسلے میں فاریاب کی صورتِ حال کیا رہی؟

جواب: جزاک اللہ خیر! آپ سمیت تمام قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں۔ حسبِ سابق اس سال بھی فاریاب میں جہادی آپریشن کے نتائج بہت اچھے رہے۔ عسکری حوالے سے تمام کامیابیوں کے بارے میں بات شاید زیادہ طویل ہوجائے گی، جس کا یہاں احاطہ مشکل ہوگا۔ مگر چند کامیابیوں کا تذکرہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔

ضلع شاخ میں مجاہدین نے اس سال کچھ قابل ذکر کامیابیاں حاصل کیں۔ چھاپہ مار کارروائی میں اس ضلع کے دو اہم بازار، جس پر پہلے دشمن کا قبضہ تھا، مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوگئے ہیں۔ دشمن نے اس پر دوبارہ قبضے کی بار بار کوشش کی، مگر اسے یہ ہر مرتبہ ناکامی کی خاک چاٹنا پڑی۔ اس ضلع میں مجاہدین بھرپور قوت کے ساتھ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ دوسرے علاقوں تک کارروائیوں کی رہ نمائی یہیں سے کی جاتی ہے۔ ضلع بندر میں مجاہدین نے اربکیوں اور مقامی ملیشیا کے خاتمے کے لیے بڑے پیمانے پر آپریشن کا آغاز کیا تھا۔ اس آپریشن میں ۶۰۰ مجاہدین شریک ہوئے۔ نتیجتاً اس ضلع کا ۹۵ فی صد علاقہ دشمن سے پاک ہوگیا ہے۔ اور آس پاس کے تمام علاقے بھی دشمن کے قبضے سے آزاد کرا لیے گئے ہیں۔ الحمدللہ! اب وہاں امن وامان کی صورتِ حال بہت بہتر ہے۔ کوہستانات کے مضافاتی علاقے المار، قیصار اور پشتون کوٹ کے اضلاع میں بھی بڑی کارروائیاں ہوئی ہیں۔

یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ ان علاقوں کا بھی ۹۵ فی صد حصہ دشمن کے چنگل سے آزاد ہو چکا ہے۔ دشمن کی کئی چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح گورزوان، خواجہ موسیٰ اور چھلگزئی کے اضلاع میں بھی مجاہدین کی کارروائیاں کامیاب رہی ہیں۔ ان کارروائیوں میں بہت سے علاقے مقامی ملیشیا اور اربکیوں سے پاک کر دیے گئے ہیں۔ الحمدللہ! ان تمام کارروائیوں میں ہمارے نقصانات انتہائی کم تھے۔ باوجود اس کے کہ اپنی شکست چھپانے کے لیے دشمن نے ہمیشہ ہمارے نقصانات کی تعداد زیادہ بتائی ہے، مگر حقیقت ایسی نہیں ہوتی، جس طرح وہ بتاتے ہیں۔ مثلاً چھلگزئی میں ایک طویل جنگ میں دشمن کو بہت زیادہ نقصان ہوا۔ ہمارا صرف ایک مجاہد ساتھی شہید اور چار زخمی ہوئے۔ مگر دشمن نے ریڈیو اور ذرائع ابلاغ پر ۱۴۰ مجاہدین کی شہادت کا پروپیگنڈا کیا۔

سوال: فاریاب میں مجاہدین کے ساتھ عام لوگوں کے تعاون کی صورتِ حال کیسی ہے۔

جواب: افغانستان کے دیگر خطوں کی طرح فاریاب میں بھی عوام مجاہدین کی پشت پر کھڑے ہیں۔ پہلے سالوں میں کچھ لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر مجاہدین کے خلاف ہوگئے تھے۔ مگر اب عوام حقائق جان چکے ہیں۔ اس لیے پورے خلوص کے ساتھ مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ اس سال ہمیں جو فتوحات حاصل ہوئیں، سب عوامی تعاون کا واضح ثبوت ہیں۔ دیگر اضلاع جیسے مرکزی شہر میمنہ اور دیگر اہم علاقوں، جہاں عوام مجاہدین کے ساتھ ہیں، وہاں کے ۹۰ فی صد لوگ مجاہدین کی جانب میلان رکھتے ہیں۔ شہروں کے لوگ حکومتی مظالم سے تنگ ہیں۔ بے انصافی، انتظامی رشوت، کرپشن اور دیگر برائیوں سے تنگ آچکے ہیں۔ بار بار حکومت کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں۔ اس لیے وہ مجاہدین اور شرعی نظام سے بہت امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔

سوال: کیا عسکری کارروائیوں کے علاوہ صوبہ فاریاب میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی دیگر ذمہ دارانہ کارکردگیوں سے مطمئن ہیں؟

جواب: جی ہاں! جیسا کہ یہ سب کے سامنے واضح ہے کہ امارت اسلامیہ نے اپنے زیرنگین علاقوں میں شرعی قوانین کے نفاذ، تعلیم وتربیت اور دیگر خدمات کے لیے خصوصی ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ فاریاب کے مفتوحہ علاقوں میں بھی یہ ادارے فعال ہیں۔ مثلاً عدالتی فیصلے، جلب وجذب اور تعلیم وتربیت کے شعبوں میں تمام متعلقہ امور کی بہتر کارکردگی جاری ہے۔ تعلیم کے شعبے میں فاریاب کے تمام علاقوں میں مدارس، دارالحفاظ اور دیگر تعلیمی مراکز فعال ہیں۔ امارت اسلامیہ ان مراکز کی اصلاح کی جانب زیادہ توجہ دے رہی ہے۔ تاکہ ہماری نئی نسل کی دینی فکر کے اعتبار سے تربیت کی جائے۔ دعوت

21 فروری: صوبہ قندوز..................ضلع میوند..................مجاہدین کا گھات لگا کر فوجی گاڑی پر حملہ..................گاڑی تباہ..................2 فوجی ہلاک

وارشاد کے شعبے میں لوگوں کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ دشمن کی صف میں کھڑے اپنے لوگوں کو بھی دعوت دی جاتی ہے۔ گذشتہ مہینوں کے دوران میں فاریاب میں ۱۰۰ سے زیادہ اربکی اور دیگر جنگ جو' جو پہلے دشمن کی صف میں کھڑے تھے' اب مخالفت سے دست بردار ہو کر مجاہدین سے آملے ہیں۔

اسی طرح اطلاعات اور خبر رسانی کے شعبے میں ہمارے میڈیا کمیشن کے ساتھی بہت محنت سے جہادی محاذوں کی خبریں جمع کرتے اور اشاعت کے لیے امارت اسلامیہ کے دفاتر میں بھیج دیتے ہیں۔ قیدیوں کے امور کے حوالے سے قابل ذکر نظم وضبط سامنے آیا ہے۔ دشمن کے جو قیدی پکڑے جاتے ہیں، ان کے لیے خصوصی جیل بنائے گئے ہیں۔ سختی کیے بغیر ان کے فیصلے شرعی عدالتوں میں کیے جاتے ہیں اور شریعت کی روشنی میں ان سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اب تک امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے جو وفود فاریاب آئے ہیں اور مجاہدین کی مختلف کارکردگیاں دیکھی ہیں، انہوں نے یہاں کے مجاہدین کو کامیاب قرار دے کر خوشی کا اظہار کیا ہے۔

سوال: فاریاب میں موجود دشمن ملیشیا یا اربکیوں کی جانب سے مضافاتی علاقوں میں کچھ آپریشنز میں عام لوگوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: فاریاب میں واقعتاً گذشتہ چند سالوں سے دشمن نے مظلوم مسلمان عوام کے خلاف شدید مظالم کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ مگر شروع میں تو صرف خودسَر ملیشیا، خارجی فوجی اور داخلی پولیس لوگوں کو پریشان کرتی تھی۔ بلاوجہ گھروں کی تلاشی لی جاتی، چھاپے مارے جاتے اور لوگوں کو قتل کیا جاتا۔ اربکیوں کا فتنہ پیدا ہونے کے بعد اذیتوں اور مظالم کا سلسلہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ اربکیوں نے ایسے مظالم ڈھائے کہ لوگ پرانی ملیشیاؤں کے مظالم بھول گئے۔ انہوں نے نہ صرف لوگوں کو قتل کیا اور لوٹا، بلکہ پورے پورے گاؤں جلا کر خاکستر کر دیے۔

مثال کے طور پر ضلع پشتون کوٹ میں کئی گھروں کو جلا دیا گیا۔ یہاں تک کہ خواتین اور بچوں سمیت غیر مسلح لوگوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ ضلع پشتون کوٹ قرہ وایلی، چوبکی اور دیگر علاقوں میں لوگوں کے ۸۰ کے قریب گھر لوٹ مار کے بعد جلا دیے۔ دشمن کے ان مظالم کے ٹھوس شواہد الامارہ اسٹوڈیو کی نشر کردہ ویڈیو کاروانِ خیبر' جو صوبہ فاریاب سے متعلّق ہے' میں آ گئے ہیں۔ دشمن کے بے لگام فوجیوں اور اربکیوں نے لوگوں کو نہ صرف جان و مال کا نقصان پہنچایا ہے، بلکہ بہت مرتبہ تو ان وحشیوں نے لوگوں کی عزت اور ناموس سے کھیلا۔ ان کی جانب سے جنسی زیادتیوں کی خبریں بار بار ذرائع ابلاغ پر آ چکی ہیں۔ دشمن کی انہی وحشیانہ حرکتوں کے باعث عام لوگوں کے سامنے دشمن کا اصل چہرہ عیاں ہو گیا ہے۔ اسی لیے وہ حکومت سے متنفر ہیں۔

سوال: افغانستان میں امریکی چھتری تلے منعقد ہونے والے انتخابات سے بڑی سیاسی تبدیلی آئی ہے۔ مغربی میڈیا پروپیگنڈے کے ذریعے اسے مثبت قرار دے رہا ہے۔ آپ اس تبدیلی کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں؟

جواب: کابل میں قائم ہونے والی حکومت حقیقت میں محض چہروں کی تبدیلی ہی ہے۔ اصلاً تو یہ سابقہ جمہوریت ہی کا تسلسل ہے۔ اس سیاسی تبدیلی میں بڑا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اس میں امریکی جارحیت کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ عوام نے دیکھ لیا کہ گذشتہ ایک سال سے انتخابات کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔ سیکڑوں ملین ڈالر خرچ کیے گئے۔ لوگوں کو شدید مشکلات اٹھانا پڑیں۔ دشمن چاہتا تھا کہ افغانوں کو دھوکہ دے اور بظاہر ایک قانونی حکومت کی تشکیل کی جائے۔

مگر آخر میں اللہ تعالیٰ نے دشمن کو رُسوا کر دیا اور تمام ہم وطنوں نے دیکھا کہ یہ حکومت امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے حکم اور فیصلے پر بنی۔ جارحیت پسندوں کی وہ کٹھ پتلیاں، جو خودمختاری کا دعویٰ رکھتی ہیں، ان کی غلامانہ حیثیت بہت واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ ہم نے دیکھ لیا کہ ان دونوں افراد کو امریکہ لایا اور زبردستی مشترکہ حکومت میں یک جا کر دیا۔ نئی کٹھ پتلی حکومت کے سب سے بُرے اقدامات امریکہ کے ساتھ اسٹریٹجک معاہدے پر دستخط اور کچھ دین دشمن اقدامات ہیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے افغانستان کے لوگ نئی حکومت کو بھی نئے شکاری اور پرانا جال سمجھ رہے ہیں۔ نئی حکومت میں جنرل دوستم کو نائب صدر مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے پرانے جرائم کو مدنظر رکھتے ہوئے افغانوں کو اس سے خیر کی کوئی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

جس نے پوری زندگی چوری ڈکیتی، قتل، ظلم اور کفار کی غلامی ہی کی ہو، اس سے بھلائی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ دین کی حفاظت کے لیے افغانوں کو چاہیے اپنی وحدت برقرار رکھیں۔ جارحیت پسندوں کے بے بنیاد پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں۔ کفر کے مقابلے کے لیے میدان جہاد میں نکلیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور باہمی اتحاد کی برکت سے کفر یہ جارحیت پسندوں کو شکست دے کر افغانستان سے نکال سکیں۔

سوال: آپ امارت اسلامیہ کے ثقافتی کمیشن کے امور اور نشریات کو کس حد تک کامیاب سمجھتے ہیں؟

جواب: انتہائی شکر اور فخر کی بات ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان مقابلے کے ہر میدان میں برتر و بالا ہے۔ دشمن کا بہت خوبی سے مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ ثقافت اور میڈیا کے میدان میں بھی مقابلہ خوب جا رہا ہے۔ میں ذاتی طور پر امارت اسلامیہ کی نشریات جیسے کئی زبانوں میں دستیاب الامارہ ویب سائٹ، الصمود، سرک، حقیقت، شہامت، شریعت اور مورچل میگزینز کا قاری ہوں۔ جس میں بہترین مضامین اور جہاد کی تازہ بہ تازہ خبریں نشر ہوتی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۸)

21 فروری: صوبہ نیمروز.............صدر مقام زرنج.............مجاہدین کے حملے.............پولیس اہل کاروں کی دو رینجر گاڑیاں تباہ.............3 اہل کار ہلاک اور 5 زخمی

غلامانِ صلیب کے مقدر میں لکھی ذلت......علامات ظاہر ہو رہی ہیں!

کاشف علی الخیری

اعتراف شکست:

دسمبر ۲۰۱۴ء کے اواخر میں ''ضرب کذب'' کو شروع ہوئے ۶ ماہ سے زائد کا عرصہ بیت چکا تھا...... جرنیلوں کے ابتدائی بیانات اور بڑھکوں کے مطابق تو اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد پورے علاقے میں 'خاکی راوی' کو ''چین ہی چین'' لکھنا چاہیے تھا، کیونکہ وعدہ ہوا تھا ۶ سے ۸ ہفتوں کا اور ابتدائی ۴ ہفتوں میں ۹۰ فی صدی علاقہ ''کلیئر'' بھی کروا لیا گیا تھا......لیکن بقیہ ۱۰ فی صد علاقہ ہی گلے کی ایسی پھانس بنا جس پر یہی محاورہ سو فی صد صادق آتا ہے کہ ''سانپ کے منہ (میں) چھچھوندرا، نگلے تو اندھا اگلے تو کوڑھی''......

تذکرہ ہو رہا تھا دسمبر ۲۰۱۴ء کے آخری ایام کا، جنہیں گزرے بھی اب دو ماہ سے زائد بیت چکا......ان ایام میں سے ہی ایک دن تھا ۲۹ دسمبر کا جب پاکستانی وزیر خزانہ اسحٰق ڈار نے فوجی عدالتوں کے قیام کے حق میں دلیل دیتے دیتے ایسی حقیقت منکشف کردی جس نے جرنیلوں کی ''ساری کیتی کرائی کھو میں ڈال کر رکھ دی''......موصوف فوجی عدالتوں کی وکالت کرتے ہوئے کہہ گیا کہ ''ہم دہشت گردی کے خاتمے میں ناکام ہو گئے ہیں، یہ کم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہے''...... بات تو اگرچہ ''بلڈی سویلین'' ہی کی زبان سے نکلی ہے لیکن یاد رہے کہ ''بلڈی سویلینز'' کے اس ٹولے پر آج کل خاکی پوری طرح حاوی اور سوار ہیں، لہٰذا اسی نکتہ کو فوجی عدالتوں کے قیام کی بنیادی وجہ قرار دیا جا رہا ہے کہ ''دہشت گردی کم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہے''......گویا جواز تو فراہم کیا جا رہا ہے فوجیوں کے ہاتھوں میں ''ترازوئے عدل'' تھمانے کا لیکن ڈالرڈ کارڈ کار کر عقل پر چربی اس قدر چڑھ چکی ہے کہ یہ کوئی سوچنے پر تیار نہیں کہ جنہیں لاکھوں ٹن آہن و بارود برسا کر زیر نہیں کیا جا سکا اُن میں سے چند ہزار کو ''فوجی انصاف'' مہیا کر کے کیونکر مات دی جا سکتی ہے؟

مطالبات کا ''تبادلہ'':

کبھی سنتے تھے کہ دوست ممالک کے ذمہ داران کے مابین جب ملاقات ہوتی تو وہ ''معلومات کا تبادلہ'' کرتے لیکن اب معاملہ کافی مختلف ہو چکا ہے......اب معلومات کی بجائے مطالبات کے ''تبادلہ'' کا ''فیشن اِن'' ہے! امریکی وزیر خارجہ کیری کے دورۂ پاکستان کے موقع پر راحیل سے ملاقات ہوئی تو اُس نے امریکی آقا کے سامنے مطالبہ رکھا کہ ''امریکہ افغانستان سے دہشت گردوں کی پناگاہیں ختم کرائے''......ایسا ہی حکم نما مطالبہ امریکی، افغان اور بھارتی سرکاریں پاکستان سے کرتی رہتی ہیں......اوباما نے بھی حالیہ دورہ بھارت میں مودی کے ساتھ کھڑے ہو کر یہی کہا کہ ''پاکستان اور امریکہ مل کر دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں لیکن پاکستان پر واضح کر دیا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردوں کی محفوظ ٹھکانے قبول نہیں''......سابق افغان صدر کرزئی بھی گاہے بگاہے ''دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانوں کی دہائی دیتا رہتا ہے''......ثابت یہ ہوا کہ مجاہدین اور جہاد المعروف ''دہشت گرد اور دہشت گردی'' کسی کے قابو نہ پہلے آسکی ہے نہ ہی آئندہ آپائے گی......یہ سب ایک دوسرے پر مطالبات کا بوجھ اور الزامات کا نزلہ گراتے گراتے قبر کے گڑھوں میں جا گریں گے لیکن مجاہدین دین اور انصارانِ اسلام کو دبا اور مٹا نہیں سکیں گے! ان شاء اللہ!

ہمیشہ کے بھیک منگے:

ضرب کذب تو ''کامیابی'' سے جاری ہے لیکن اس کے اخراجات کے ''رولے'' بڑھتے ہی جا رہے ہیں......۲۱ جنوری کو وزیر سیفران جنرل (ر) عبدالقادر بلوچ کا بیان آیا کہ ''آئی ڈی پیز کے لیے ۱۰۰/ارب روپے درکار ہیں، قوم مدد کرے''......ساتھ ہی مری ہوئی جرنیلی جھاڑتے کہا ''دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے گلی گلی جائیں گے اور انہیں پورے ملک میں نشانہ بنائیں گے''......کوئی پوچھے کہ ایک شمالی وزیرستان کا ڈھول تو پیٹا نہیں جا رہا اور جتنا پیٹتے ہو کمر مزید جھک کر کمانی بنتی چلی جا رہی ہے، اب عوام سے مدد کی اپیلیں کی جا رہی ہیں تو پورے ملک اور گلی گلی میں ''نشانہ'' بنانے کے لیے ملک اور عوام کو گروی رکھو گے یا شہباز شریف نے نئے ڈرامے ''چنیوٹی لوہے'' سے امیدیں لگائے بیٹھے ہو؟ اسی طرح ۱۹ فروری کو اسحاق ڈار نے امریکی سفیر اور امریکی سینٹ کی آرمڈ کور کمیٹی کے سامنے ''دکھڑے روتے ہوئے'' کہا کہ ''ضرب عضب پر ایک ارب ۳۰ کروڑ ڈالر سے زائد اخراجات ہو سکتے ہیں حکومت ۴۰ کروڑ ڈالر سے زائد رقم جاری کر چکی ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور بڑی تعداد میں قبائلیوں کی نقل مکانی کے باعث پاکستان کو بڑی معاشی قیمت چکانا پڑی ہے''۔

غلاموں کے لیے اپنی 'کارکردگی رپورٹ' پیش کرنے کے لیے کسی ''بین الاقوامی کانفرنس'' سے بہتر اور کیا موقع اور فورم ہو سکتا ہے؟ لہٰذا یہ موقع ۷ فروری کو ملا جب وزیر دفاع خواجہ آصف نے جرمنی میں ۵۱ ویں میونخ سیکورٹی کانفرنس کے موقع پر اپنے ''دکھوں کی پٹاری'' کھولی اور کہا کہ ''پونے دو لاکھ فوج دہشت گردوں سے نمٹ رہی ہے، یورپ تعاون بڑھائے''......یاد رہے یہ وہی یورپ ہے جہاں ٹھیک ایک ماہ قبل یعنی ۷

21 فروری: صوبہ کنڑ......ضلع سرکانو......فوجی بیس پر میزائیل حملہ......3 فوجی ہلاک......2 زخمی

جنوری کو پیرس میں فدائیانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاتمین رسول کی گردنیں ماری تھیں، پورا صلیبی یورپ اس کے بعد ''ہم سب چارلی ہیں'' کہتا ہوا سڑکوں پر نکل آیا اور صلیبی کفر کے امام اوباما نے واضح الفاظ میں کہا کہ ''پاکستان سے پیرس تک ایک ہی قسم کی دہشت گردی کا سامنا ہے''......یہی بات مزید دوٹوک الفاظ میں پینٹاگون کے پریس سیکرٹری ایڈمرل جان کربی نے کی: "Pakistani people are victims of terror, just like people in paris are this week"......اس سے زیادہ واضح اور بیّن منظر نامہ اور کیا ہوگا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق کی تڑپ رکھنے والوں کے لیے اُس کی پہچان کرنے میں کوئی دشواری باقی رہنے دی ہے نا ہی باطل، طاغوت، کفر اور سبیل الشیطان سے بچنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے ضالین اور مغضوب علیھم کے راستے کو جانچنے اور شناخت کرکے اس سے بچنے کو ذرا بھی مشکل رکھا، اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اُس کی آیات کھلی، روشن اور واضح ہیں......کفر وطواغیت اور اُن کی خاطر ہلکان ہونے والوں کو بھی بخوبی پہچانا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھپنے، جانیں لٹانے اور سب کچھ وارنے والوں کو بھی آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

سوائے اسلام کے ہرچیز کا دفاع:

۲۲ فروری کو امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے پاکستانی فوجی حکام کے حوالے سے لکھا کہ ''اب ہم بنیادی طور پر برصغیر کے دفاع کے لیے لڑ رہے ہیں، یہ جنگ صرف پاکستان کے لیے نہیں بلکہ جنوبی ایشیا کے لیے ہے، افغانستان سے نیٹو کے انخلا کے ساتھ ہی سارا بوجھ پاکستان پر آچکا ہے۔موجودہ منصوبے کے تحت ایک لاکھ ۷۰ ہزار فوجی جوان ۲۰۱۹ء تک افغان سرحد کے ساتھ تعینات رہیں گے، یہ مجموعی پاک فوج کی ایک تہائی تعداد ہے''......

واشنگٹن پوسٹ آگے چل کر لکھتا ہے کہ ''شمالی وزیرستان میں جاری ضرب عضب آپریشن میں ۲۱۹ فوجی جوان شہید اور ۸۰۰ سے زائد زخمی ہو چکے ہیں''......یہ بات دھیان میں رہنی چاہیے کہ یہ اعداد وشمار فوج ہی کی طرف سے مذکورہ اخبار کو جاری کیے گئے ہوں گے......جب کہ مجاہدین سالہا سال کے تجربوں اور میدان معرکہ میں پیش آنے والے واقعات کی بنا پر پورے یقین سے یہ بات کہتے ہیں کہ فوجی اور سرکاری سطح پر قبولے گئے ''شہدا'' اور زخمیوں کو کم سے کم دس سے ضرب دینا ضروری ہے......کیونکہ فوج ایک جانب سے عام مسلمانوں کو بمباریوں میں شہید کرکے اُنہیں ''دہشت گرد'' قرار دیتی اور ''سیکڑوں شدت پسندوں کی ہلاکت'' کے دعوے کرتی ہے لیکن جب مجاہدین جوابی کارروائی کرتے ہیں تو فوجیوں کی جانب سے خبر جاری ہوتی ہے کہ ''دہشت گردوں کا بارودی سرنگ حملہ، فوجی ٹرک تباہ، ڈرائیور سمیت ۳ فوجی جوان زخمی''......ایسی مضحکہ خیز خبر اور اس کے مخترع کی صلاحیتِ کذب بیانی پر کیا کہا جاسکتا ہے کہ فوجی ٹرک کے تو پرخچے اڑ جائیں لیکن ٹرک میں بیٹھے دواڑھائی درجن فوجیوں میں سے ''دواڑھائی'' فوجی ہی زخمی ہوں!!! مذکورہ بالا اخبار کی اسی رپورٹ میں امریکیوں کا مستقبل کے حوالے سے خوف اور درست تجزیہ بھی شامل ہے جس کے مطابق:

> ''بعض امریکی تجزیہ کار اور حکام پاکستان فوج کی عسکریت پسندوں سے لڑائی پر متضاد رائے رکھتے ہیں۔امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن کے ماہر جونہابلینک کا کہنا ہے کہ یہ مشن ان (افواج پاکستان) کی صلاحیتوں سے باہر ہوسکتا ہے۔افغانستان میں ۱۳ سال کے آپریشن کے باوجود دنیا کی سب سے بڑی طاقت ور فوج امریکہ، طالبان کو شکست نہ دے سکی۔طالبان کو ختم کرنے کی پاک فوج سے توقع کرنا غیر حقیقی ہوسکتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کے بل بوتے پر اور اُسی پر توکل کرتے ہوئے اُس کے کمزور بندے یہی کہتے ہیں کہ امریکی اور صلیبی اتحادی افواج کی طرح ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' کو آزاد قبائل میں بھی اور پورے پاکستان میں بھی تھکا تھکا کر ماریں گے اور اپنی محبوب قوم کو ان کے پنجۂ ظلم سے بہر صورت نجات دلائیں گے، باذن اللہ......

☆☆☆☆☆

''اِس سے قبل کہ مجاہدینِ اسلام اِس زمین پر اللہ کے احکام نافذ کریں، لازم ہے کہ پہلے یہ اپنی زندگیوں میں اُن احکام کو زندہ کریں۔اِس سے قبل کہ دینِ اسلام اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھاری امانت اِنہیں دُنیا میں قائم کرنے کے لیے تھمائی جائے، لازم ہے کہ یہ اُن اموالِ مسلمین کے معاملے میں امانت داری کا ثبوت دیں جو آج اس دینی تحریک کے دوران اُن کے زیرِ تصرف ہیں۔

اِس سے قبل کہ اِنہیں اقتدار حاصل ہو اور یہ اپنے زیرِ تسلط علاقوں میں بسنے والی کروڑوں مسلمان خواتین کی عزتوں پر امین بنا دیے جائیں، لازم ہے کہ یہ اپنے پڑوس میں رہنے والوں کی عزتوں کے معاملے میں حیا اور امانت داری کا ثبوت دیں جب کہ یہ اپنے گھروں سے نکلے ہی ساری اُمت کی عزتوں کا دفاع کرنے ہیں۔

پس اگر اِن مجاہدین کی تربیت اِس درست نہج پر نہ ہو سکی تو اِس اُمت کے ہاتھ بربادی کے سوا کچھ نہ آئے گا جس پر ان بنیادی ایمانی اوصاف سے محروم لوگ حکومت کریں گے''۔

(شیخ عبداللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ کے صوتی محاضرہ، الخلافۃ کیف ومتیٰ سے ایک اقتباس)

22 فروری: صوبہ ننگرہار...............ضلع بٹی کوٹ اور پچیر آگام...............مجاہدین کے حملے...............2 اہل کار ہلاک .... 3 زخمی ہوگئے۔

میل ملاقات میں تیزیاں اور مکر وفریب کی نئی منصوبہ سازیاں

خباب اسماعیل

گزشتہ چند ہفتوں سے امریکہ، نیٹو اتحاد، افغانستان اور پاکستانی فوج کے 'بڑوں' کی '' آنیاں جانیاں'' دیکھ کر اُن کے اضطراب، پریشانی اور بوکھلاہٹ کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے...... تیرہ سال تک اللہ تعالیٰ کے لشکروں سے جنگ کرنے کے بعد دنیا کا تمام کفر شکست خوردگی اور ذلت کے زخم چاٹ رہا ہے اور اُس کے '' فرنٹ لائن اتحادیوں'' پر بھی لرزش اور کپکپاہٹ طاری ہے...... کفر اور اُس کے '' کلمہ گو'' اتحادیوں کی پریشانیاں اگرچہ ایک ہی طرح کی ہیں لیکن دونوں کی توقعات، امیدیں اور ارادے مختلف ہیں...... آقا اپنی ساری زور آزمائی کے باوجود ذلیل ورسوا ہونے کے بعد غلاموں کو بھٹی میں جھونک کر مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کا خواہاں ہے جب کہ غلام '' اپنی سائیڈ بچاتے'' ہوئے زیادہ سے زیادہ ڈالر اینٹھنا چاہتے ہیں...... اسی تناظر میں ائمہ کفر اور اُن کے غلاموں کو ایک دوسرے کے ہاں حاضریاں دینے اور مسلسل '' دورے پڑنے'' کی کیفیات کو دیکھیں تو اہل صلیب اور غلامانِ صلیب کی گھبراہٹ اور رمیدگی کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے...... ذیل کی سطور میں حال اور ماضی قریب میں '' باہمی میل جول'' کے اس عمل کی کچھ جھلکیاں پیش کرنے کے بعد حقیقت حال کو واضح کرتے چند نکات قارئین کے لیے پیش کیے جارہے ہیں:

۱۱ جنوری کو ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان نے کابل کا دورہ کیا جہاں افغان صدر اشرف غنی سے اُس کی ملاقات ہوئی...... ۱۲ جنوری کو امریکی سنٹرل کمانڈ کا سربراہ جنرل لائیڈ آسٹن جی ایچ کیو میں راحیل سے ملا، '' یادگارِ شہدا'' پر پھول چڑھائے اور '' دہشت گردی کے خلاف پاکستانی فوج کی قربانیوں پر خراج تحسین پیش کیا...... اسی دن جنرل لائیڈ' سیکرٹری دفاع عالم خٹک سے بھی ملا، عالم خٹک نے لائیڈ کو بتایا کہ '' پاکستان افغانستان سے غیر ملکی افواج کے انخلا میں مستحکم کردار ادا کر رہا ہے۔ ہماری اہمیت کو سمجھا جانا چاہیے، خطے کا امن پاکستان کے امن وسلامتی سے جڑا ہوا ہے''...... ۱۲ جنوری کو امریکی وزیر خارجہ جان کیری کی نواز شریف سے ملاقات ہوئی، اس موقع پر کیری نے کہا '' دہشت گرد پاکستان اور امریکہ کے مشترکہ دشمن ہیں''...... ۱۳ جنوری کو کیری نے جی ایچ کیو کا دورہ، گارڈ آف آنر '' وصول'' کیا، '' یادگارِ شہدا'' پر پھول چڑھائے، راحیل سے ملاقات کی اور '' دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے عزم کو سراہا''...... ۱۵ جنوری کو راحیل کی قیادت میں جرنیلی وفد برطانیہ پہنچا جہاں برطانوی وزیر اعظم اور فوجی سربراہان سے جرنیلوں کی '' اہم ملاقاتیں'' ہوئیں...... ۱۸ جنوری کو کور کمانڈر پشاور جنرل ہدایت نے کابل کا دورہ کیا...... ۲۳ جنوری کو کور کمانڈر کوئٹہ ناصر جنجوعہ نے افغانستان کا دورہ کیا اور افغان فوج کے کمانڈر قندھار میجر جنرل عبدالحامد سے ملاقات میں '' جوائنٹ بارڈر کوآرڈینیشن اور باہمی رابطوں کو بہتر بنانے کے امور نمٹائے''...... ۲۶ جنوری کو چیف آف جنرل اسٹاف اشفاق ندیم نے لیفٹیننٹ جنرل شفیق فضلی کی قیادت میں آنے والے افغان بارڈر پولیس کے وفد سے جی ایچ کیو میں ملاقات کی...... ۲ فروری کو افغانستان میں ایساف کمانڈر جنرل جان کیمبل نے جی ایچ کیو میں راحیل سے ملاقات کی...... ۱۰ فروری کو آسٹریلیا کا چیف آف ڈیفنس چیف مارشل مارک بنسکن' جوائنٹ سٹاف ہیڈ کوارٹر چکلالہ میں جنرل راشد سے ملا اور '' سیکورٹی، دفاعی وفوجی شعبوں میں تعاون بڑھانے پر بات چیت کی''...... ۱۱ فروری کو یہی مارک بنسن جی ایچ کیو میں راحیل سے ملا، گارڈ آف آنر '' وصول'' کیا، '' یادگارِ شہدا'' پھول چڑھائے، [**یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کیسے '' شہدا'' ہیں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا کافران کے 'اعزاز اور تکریم' کی غرض سے پھولوں کے چڑھاوے چڑھانے چلا آتا ہے...... کیا کاسۂ سر میں رتی برابر بھی عقل رکھنے والوں سے اس صلیبی جنگ اور اس کے '' شہدا'' کی اصلیت وحقیقت اب بھی مخفی وپوشیدہ رہنا ممکن ہے؟**] اس موقع پر '' دونوں ممالک میں دفاعی تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا گیا''...... ۱۶ فروری کو امریکی معاون وزیر دفاع مائیکل ورکرز نے جی ایچ کیو میں راحیل سے ملاقات کی...... ۱۷ فروری کو راحیل نے جرنیلی ٹولے سمیت کابل کا دورہ کیا، جس میں اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ سے ملاقاتیں کیں، اس موقع پر اُس نے کہا کہ '' افغانستان کا دشمن پاکستان کا دشمن ہے''...... ۱۸ فروری کو امریکی کانگریس کے وفد نے سینیٹ آرمڈ سروسز کمیٹی کے رکن جیک ریڈ کی قیادت میں جی ایچ کیو میں راحیل سے ملاقات کی اور '' باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا''، راحیل نے اس موقع پر وفد کو بتایا کہ '' کوئی بھی شدت پسند گروپ پاکستان کا پسندیدہ نہیں ہے تمام گروپوں کے خلاف بلاتفریق آپریشن جاری ہے''...... ۲۵ فروری کو رضوان اختر ے روزہ دورے پر امریکہ پہنچا......

اوباما کے افغانستان میں امریکی مشن کے '' خاتمہ'' کے اعلان کے بعد '' محبت کی پینگیں'' روز افزوں کیوں بڑھتی اور چڑھتی چلی جارہی ہیں؟ میل ملاقاتیں اور راز ونیاز کی '' محفلوں'' کا کبھی یہاں اور کبھی وہاں انعقاد اس تواتر سے کیوں ہونے لگا ہے؟ درپردہ سازشوں اور خفیہ مکر وفریب کی ایک دنیا ہے جو 'یہاں سے وہاں' آباد دکھائی دے رہی ہے...... کفر کے ان سرداروں اور اُن کے حواریوں کی پریشانیاں اُن کے ہونق چہروں سے

22 فروری: صوبہ ننگر ہار..........ضلع اچین..........دعوت وارشاد کمیسون کی محنت سے 12 افغان فوجی مجاہدین کی صفوں میں شامل

آشکارا ہیں......صلیبی کفار کی پاکستان اور افغانستان کے حوالے سے سوچ جن نکات کے گرد گھوم رہی ہے، اُنہیں ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے......ساتھ ہی غلاموں کے طرزِ عمل اور حرص ولالچ کا تذکرہ بھی ضروری ہے!

☆ پاکستان میں امریکہ جس پالیسی پر عمل پیرا ہے اُس کے مطابق فیصلہ سازی میں 'منتخب حکومت' کا کردار محض تائید کنندہ اور علامتی حیثیت کا حامل ہی ہے......جب کہ فوج اور جرنیل ہی اُس کے اصل مہرے قرار پائے ہیں، اس سے یہ حقیقت بھی واضح تر ہوتی ہے کہ دنیا بھر میں ''جمہوریت'' کی ترویج کے لیے کوشاں صلیبی مغرب اپنے ابلیسی مقاصد کے حصول کے لیے اپنے ہی بنائے گئے اصول وقوانین کو پاؤں تلے روندنے میں ذرا توقف نہیں کرتا......کیا پاکستان ایک 'جمہوریہ' ہے؟ دنیا کی کس جمہوریت میں فوج کو اس قدر کھل کھیلنے اور ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنانے کی مثال ملتی ہے؟ خارجہ وداخلہ سمیت ہر طرح کے امورِ مملکت فوج ہی کے کنٹرول میں ہیں......ایپکس کمیٹیوں کے ذریعے ملکی باگ دوڑ فوج مکمل طور پر اپنے ہاتھ میں لے چکی ہے......اب یہی خاکی وردی پوش اصحابِ بست وکشاد ہیں اور یہی اصل حکمران! اس کی صاف ظاہر ہے کہ آقائے امریکہ نے فوج کو اس نظام کو استحکام دینے اور سنبھالنے کے لیے مرکزی حیثیت سے نوازا ہے......جی ایچ کیو ہی کارِ مملکت کی انجام دہی کا مرکز قرار پایا ہے، جبھی تو کفر کا ہر امام جی ایچ کیو جا کر ہی اپنے اصل 'پیادوں اور جاں نثاروں' سے جپھیاں ڈالتا ہے، اسی طرح فوجی جنتا ہی تمام 'سٹریٹیجک بیرونی دورے' کرتی نظر آتی ہے......

☆ امریکیوں نے نیٹو کے افغانستان کے انخلا کے بعد متبادل انتظام یہ کیا ہے کہ خطے کے معاملات پاکستانی اور افغان طواغیت مل کر نمٹائیں......اسی تناظر میں اشرف غنی انتظامیہ کی پاکستانی فوجی قیادت سے قربت اور پاکستانی جرنیلوں کے افغانستان کے پے درپے دوروں کو دیکھنا چاہیے......اگرچہ دونوں ممالک کی اسٹیبلشمنٹ کے مابین اختلافات، مخاصمت، معاندت کی خلیج بہت پرانی، گہری اور تاریخی ہے لیکن اس خلیج کو بڑھانے میں بھی بنیادی کردار 'ڈالر کی چمک' کا رہا ہے اور عارضی طور پر اسے پاٹنے میں بھی 'ڈالروں کی بھرتی' ہی کام آ رہی ہے......امریکی آقاؤں نے اپنی نگرانی میں جب اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ جیسے ایک دوسرے کے کٹر مخالفین اور دشمنوں کو ایک ہی ''گھاٹ پر پانی پینے'' پر مجبور کر دیا تو پاکستانی وافغان اسٹیبلشمنٹ بھی ڈالروں کی چراگاہ میں چرنے کے لیے کچھ نہ کچھ سمجھوتہ کر سکتے ہیں......لیکن یاد رہے کہ ابھی ابتدا اور شروعات ہیں، اسی لیے اتحاد اور یگانگت کے گیت گائے جا رہے ہیں، ۲۴ فروری کو جان کیری نے امریکی سینٹ کمیٹی سے خطاب میں اعلان کیا کہ ''پاکستان اور افغانستان کو ۴.۳ ارب ڈالر دینے کا ارادہ ہے''، لہٰذا مستقبل قریب میں ڈالروں پر چھینا جھپٹی ہوگی تو صلیبی دسترخوان پر بیٹھے ہڈیاں توڑنے اور بوٹیاں نوچنے والوں کا ایک دوسرے سے دست وگریباں ہونے کے مناظر بھی دیکھنے کو ملیں گے!

☆ پاکستان کی طرح افغانستان میں بھی امریکہ اشرف غنی کی بجائے فوج کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنا رہا ہے......یہی وجہ ہے کہ پاکستانی جرنیل افغانستان کے دوروں کے دوران میں افغان فوجی قیادت سے خصوصی راہ ورسم بڑھانے اور اُنہیں اپنے قریب کرنے کی تگ ودو میں مشغول نظر آتے ہیں......

☆ امریکی نے افغانستان میں اپنے چھاپے (آپریشنز) بھی نہایت محدود کر دیے ہیں......وہ بطور نگران ان دونوں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہا ہے اور اپنی موجودگی برقرار رکھتے ہوئے دیکھ رہا ہے کہ تیرہ سال تک ڈالر ڈکارنے کے بعد دونوں طرف کے 'خاکی' اس قابل بھی ہوئے ہیں یا نہیں کہ مجاہدین کے اثر ورسوخ کو ختم اور بڑھتے قدموں کو روک سکیں؟ دوسری طرف امارت اسلامیہ افغانستان کے عملیات کا جائزہ لیں تو مجاہدین کے عملیات کا ارتکاز بھی مقامی پولیس اور فوج کے اداروں پر ہی ہے......گویا مجاہدین اپنی ایمانی بصیرت سے صلیبی چالوں کو بروقت سمجھ چکے ہیں اور امریکیوں کی ناک خاک آلود کرنے کے بعد اُن کے مہروں کا صفایا کرنے میں مصروف ہیں......

☆ پاکستانی جرنیلی ٹولہ اور خفیہ ادارے، امریکیوں کے لیے آج بھی وہی کردار ادا کر رہے ہیں جو روس کے افغانستان میں انخلا کے بعد اس نے مجاہدین جماعتوں کے مابین پھوٹ ڈلوا کر اور ثمرات جہاد کو وقتی طور پر زائل کرنے کی سازشیں کر کے ادا کیا تھا......طالبان مجاہدین سے متعلق طرح طرح کے پروپیگنڈے اور اُن کے اپنے 'زیر اثر' ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اور طالبان کے افغان کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ مذاکرات کروانے کے لیے 'سہولت کار' کا کردار نبھانے کا پرچار جاری ہے......

۱۹ تاریخ کو برطانوی خبر رساں ادارے 'رائٹرز' نے کہا کہ ''پاکستان کے اعلیٰ فوجی حکام نے بتایا ہے کہ افغان طالبان امریکہ سے بات چیت کے لیے آگے بڑھنے کو تیار ہیں، افغان طالبان اور امریکہ کے درمیان امن مذاکرات کا پہلا دور آج قطر میں ہوگا''......اس سے ایک دن قبل یعنی ۱۸ فروری کو راحیل پورے 'جرنیلی ٹبر' کے ساتھ کابل گیا جہاں ''رائٹرز'' کے بقول اُس نے اشرف غنی کو طالبان کی مذاکرات پر رضامندی سے آگاہ کیا اور اعتماد میں لیا......

اسی روز طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے مذاکراتی غبارے سے ہوا نکال دی اور امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ کے ذریعے دیے گئے بیان میں کہا:

> ''بعض ذرائع ابلاغ نے غیر ذمہ دارانہ رپورٹیں شائع کیں، کہ آج امارت اسلامیہ قطر میں امریکہ کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کر رہا ہے اور اس بارے میں ایک وفد کو بھی قطر بھیجا گیا ہے۔ہم اس دعوے کی پرزور الفاظ

22 فروری: صوبہ سرپل......سوزمہ قلعہ اور شیرم اضلاع......مجاہدین اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے درمیان شدید لڑائی......3 اہل کار ہلاک......جنگ جو کمانڈر میر آغا سمیت 39 زخمی......ایک ٹینک تباہ

میں تردید کرتے ہیں، قطر آفس میں کسی کے ساتھ اس قسم کی بات چیت کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ مذاکرات کے متعلق امارت اسلامیہ کے پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی امارت اسلامیہ کو اس بابت جلدی ہے۔ اب تک افغانستان قبضے کی حالت میں ہے۔ ہزاروں غاصب افواج افغانستان میں عملاً موجود اور آپریشن میں مصروف ہیں۔ کابل انتظامیہ نے امریکہ کے ساتھ دفاعی معاہدہ کیا ہے، کرپشن میں غرق ہے اور غیر اسلامی اعمال کی ترویج کی کوششوں میں مسلسل مصروف ہے اور استعماری افواج کے قیام پر مُصر ہے۔ لہٰذا ذرائع ابلاغ میں جو رپورٹیں شائع ہو رہی ہیں، یہ انہی ابلاغی ذرائع کی اپنے تجزیے اور اندازے ہیں۔ ہم نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ہر وہ رپورٹ اور خبر جو امارت اسلامیہ کی ذمہ دار اور سرکاری ذرائع سے شائع یا تصدیق نہ ہو، اس کا کوئی حقیقت اور اعتبار نہیں ہے"۔

☆ اس بدیہی حقیقت کو تو اب امریکی پالیسی ساز بھی تسلیم کرتے ہیں کہ امریکہ اب خود کسی نئی مہم جوئی اور جنگ کا متحمل نہیں ہو سکتا...... تیرہ سالوں میں اُس کے معاشی، جانی نقصانات اس قدر ہو چکے ہیں کہ اُسے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے پڑ رہے ہیں...... پھر اس صلیبی جنگ کے سبب امریکی فوجیوں میں جو نفسیاتی بحران پیدا ہوا ہے اُس نے فوجیوں اور اُن کے اہل خانہ کو ہی متاثر نہیں کیا بلکہ پورے معاشرے تک انتہا درجے کے منفی اثرات منتقل کیے ہیں! بنابریں امریکہ نے اپنے خاص مہروں کے ذریعے اس جنگ کو جاری رکھنے کی منصوبہ بندی کی ہے...... جس کے مطابق اس خطے میں پاکستانی اور افغان فوج کے ذریعے جب کہ عرب خطے میں شیعوں کے ذریعے جہاد اور مجاہدین کے اثرات کو ختم کرنے کا طریق عمل اپنا رہا ہے...... یمن میں حوثیوں کی جارحیت، لبنان، شام، عراق میں رافضیوں کی کھلی پشت پناہی اسی امریکی حکمت عملی کے مظاہر ہیں......

☆ ۱۵ جنوری کے اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ "امریکہ نے افغانستان میں ایساف فورسز کی جانب سے استعمال کیا گیا فوجی ساز و سامان، ہتھیار اور گولہ بارود پاکستان کو دیا ہے۔ وزارت دفاع کے ذرائع کے حوالے سے بتایا گیا کہ ایساف فورسز کی جانب سے افغانستان سے انخلا کے اعلان کے بعد امریکہ نے یہ فوجی سامان پاکستان اور افغانستان کو دینے کا فیصلہ کیا تھا...... آئی ایس آئی کا سربراہ جنرل رضوان امریکی دورے پر ہے اور اُس نے پینٹاگون حکام سے افغانستان میں امریکی فوج کے زیر استعمال رہنے والا مزید فوجی سامان پاکستان کو دینے کا مطالبہ کیا، جس کے جواب میں ۲۸ فروری کو پاکستان میں امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے کہا کہ "افغانستان میں نیٹو کے زیر استعمال اسلحہ پاکستان کو دیں گے"...... پاکستانی جرنیلوں کے لیے ہی کسی شاعر نے کہا تھا

؎ بھر نہیں سکتا کبھی لالچ کا پیٹ
دھنستا رہتا ہے گڑھا پاٹا ہوا

یہ لالچی اور خائن جرنیل ڈالر اینٹھنے میں تو اپنا ثانی نہیں رکھتے، اب امریکی اسلحہ بھی وصول رہے ہیں...... کیا ہی اچھا ہو کہ امریکی فوجیوں کے استعمال شدہ پیمپرز بھی منگوا لیے جائیں کیونکہ جس اسلحہ کو مجاہدین کے خلاف استعمال کرتے ہوئے امریکی کافروں کو پیمپر پہننا پڑ گئے، وہی اسلحہ پاکستانی فوجی پیمپروں کے بغیر کس طرح استعمال کریں گے؟ مجاہدین نے ایمانی طاقت اور رحمانی نصرت کی بدولت امریکیوں کے اسلحے کو اُس وقت بھی ناکارہ اور بے کار کیا جب وہ صلیبیوں کے ہاتھوں میں تھا اور یہی مجاہدین پاکستانی فوجیوں اور جرنیلوں کے اُن ہاتھوں کو بھی شل کریں گے جنہیں محض امریکی اسلحہ پر بھروسہ اور فخر اور ڈالر کی قوت 'اللہ کے لشکروں' کے مقابل لے آئی ہے...... پھر ان فوجیوں کو صلیبیوں کے استعمال شدہ پیمپروں کو ہی "دھو اور نچوڑ" کر پہننا پڑے گا کیونکہ گزشتہ تیرہ سالہ تاریخ نے میدان جنگ میں مجاہدین کے ساتھ اترتی نصرت باری تعالیٰ دیکھ کر کفر و ارتداد کی فوجوں کے اوسان و حواس سمیت "بہت کچھ" خطا ہوتا دیکھا ہے......

لہٰذا جب کفر کے do more کے احکامات پر عمل کی روش سے باز نہیں آنا اور "گھنگھرو باندھ" کی اُس کی "فرحت و نشاط" کا سامان ہی کرنا ہے تو پھر "کھُل کر ناچا" جائے اور آنے والے حالات کے لیے "پیمپر بند" ہو کر تیار رہا جائے...... کہ مجاہدین جب دنیائے کفر کے اماموں اور اُن کی ٹیکنالوجی کو کسی خاطر میں نہیں لائے تو کل کی 'رائل انڈین آرمی' اور آج کے "فرنٹ لائن اتحادیوں" سے کیونکر اعراض کریں گے؟ اور "ڈالر ڈکاری" میں مست جرنیل ٹولے کی سازشوں کا سد باب کرنے میں کیوں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے؟ پس! راستہ اور طریقہ اگر صلیبی آقاؤں کی پیروی والا اختیار کیا ہے تو انجام کار ویسا ہی دھیان میں رکھنا ہو گا اور منزلِ آخر بھی وہی نظر میں رہنی ہو گی! قیادتِ جہادؒ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت سے بیدار مغز بھی ہے اور وسیع النظر بھی...... کسے، کب اور کیسے بچھاڑنا ہے، مجاہدین اپنے رب کی مدد و تائید سے یہ بہت اچھی طرح سیکھ چکے ہیں!

☆☆☆☆☆

"کوئی چیز بغیر محاسبہ نہیں رہتی۔ ہم سے روز قیامت اس بات کا حساب لیا جائے گا۔ حساب ان حالات کا جن کا آج مسلم امہ کو سامنا ہے، اگر آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں کرتے۔ اور جب آپ اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہیں، کہ وہ ہراساں کیے جاتے ہیں، گرفتار کیے جاتے ہیں، رسوا کیے جاتے ہیں اور آپ اس حوالہ سے کچھ نہیں کرتے تو خبردار رہیں اور جان لیں کہ ان مظالم کا اگلا نشانہ آپ ہی ہوں گے۔ دنیا میں بے عملی کی زندگی کا گناہ تو آپ کو اس صورت میں ملے گا ہی اللہ رب العزت اس کی ایک بڑی قیمت آپ سے روزِ قیامت بھی حساب لیں گے" (شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ)

22 فروری: صوبہ ہلمند......اضلاع گریشک اور موسیٰ قلعہ......فوجی کارروان اور رینجرز کی گاڑی پر مجاہدین کے حملے......10 فوجی اہل کار ہلاک......3 زخمی

۲۵۸ مسلمانوں کو زندہ جلا دینے والے درندوں کا پشتی بان نظام!

عبیدالرحمٰن زبیر

جس طرح عالمی سطح پر ''دہشت گردی'' کے خلاف برسرِ پیکار امریکہ ''بہادر'' کی سفاک تاریخ حقیقی دہشت گردی سے بھری پڑی ہے اور لمحۂ موجود میں بھی دنیا بھر میں اُس کی غارت گری جاری ہے لیکن ''مہذب و بیدار'' دنیا آنکھیں موند کر اُس کی درندگی کو بھی ''انسانیت نوازی'' سے تشبیہ دیتی ہے......بالکل اسی طرح صلیبی جنگ میں امریکہ کے اتحادی بننے والے مسلم خطوں کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کا معاملہ بھی ہے......ان وحشیوں کے ظلم و جور کی داستانیں شام، عراق، یمن، مصر، صومالیہ، لبنان، سعودی عرب جیسے ممالک میں جابجا بکھری ہوئی ہیں لیکن یہ چونکہ امریکی کی آنکھ کے تارے اور عالمی کفر کے راج دلارے ہیں لہٰذا ان کے ڈھائے گئے تمام مظالم کو آقائے امریکہ کی طرف سے ناصرف سند جواز فراہم کیا جاتا ہے بلکہ Do More کا تقاضا کر کے مزید بلہ شیری دی جاتی ہے......

بعینہٖ طرزِ عمل ''فرنٹ لائن اتحادی'' نے اپنا رکھا ہے......آزاد قبائل، سوات اور ملک بھر میں پچھلے تیرہ سالوں میں پاکستانی فوج نے جبر و تعدی اور جور و استبداد کا کوئی ایسا حربہ نہیں چھوڑا جو کہ آزمانہ لیا ہو...... بھیانک فضائی بمباریوں سے لے کر بھاری توپ خانے [آرٹلری] کی گولہ باریوں تک، پاک باز خواتین کی عصمتیں پامال کرنے سے لے کر بزرگوں اور نونہالوں کے بلاتمیز قتلِ عام تک، مساجد و مدارس کو ملیامیٹ کرنے سے لے کر بازاروں اور تعلیمی اداروں کو اجاڑنے تک، بستیوں کی ویرانی سے لے کر دیہاتوں اور قصبوں کی پامالی تک، لاکھوں لوگوں کو گھروں سے بے گھر کرنے سے لے کر اُن کے کچے گھروں پر بارودی بارشیں برسانے تک، دینی شعار اختیار کرنے والوں کو لاپتہ کر کے خفیہ عقوبت خانے بھرنے سے لے کر اُن کے جسموں کو ادھیڑ ڈالنے تک، جعلی پولیس مقابلوں میں 'لاپتہ' کیے جانے والوں کو گولیوں سے چھلنی کر دینے سے لے کر اجتماعی قبروں تک......کوئی ایسا وار نہیں جو اس صلیبی فرنٹ لائن اتحادی فوج نے دین پسند طبقات اور مجاہدین اسلام پر نہ کر ڈالا ہو......

جورِیت اور روایت امریکہ کی بے رحمانہ افواج سے چلی وہ پاکستانی کی سنگ دل افواج تک پہنچی......پھر ایسی سفاک روایات و عادات بڑوں سے منتقل ہوتی ہیں اور نچلی سطح تک پہنچتی ہیں......یہی وجہ ہے کہ فوج کے 'انڈے بچے' بھی اسی روش اور ڈگر پر چلتے ہیں، اپنی چوہدراہٹ کے دوام اور مسلمانوں کے اموال پر ڈاکہ زنی کرنے کے لیے عامۃ المسلمین کی زندگیوں کو کرب و آزار میں مبتلا رکھتے ہیں......

اس کی تازہ ترین مثال کراچی میں جلائی جانے والی گارمنٹس فیکٹری ہے، جس کی تفتیشی رپورٹ حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے...... ۱۱ ستمبر ۲۰۱۲ء کو کراچی کے بلدیہ ٹاؤن میں واقعہ گارمنٹس فیکٹری کو ایم کیو ایم کے درندوں نے صرف اس وجہ سے آگ لگا دی کہ اُس کے مالکوں نے ۲۰ کروڑ روپے بھتہ دینے سے انکار کیا تھا...... ناصرف فیکٹری جلائی گئی بلکہ فیکٹری میں کام کرنے والوں ۲۵۸ غریب مزدوروں کو [جن میں نوعمر بچے، نوجوان، خواتین شامل تھیں] جلا کر کوئلہ بنا دیا گیا......ان میں سے اکثر و بیشتر وہ تھے جو غربت و عسرت کی چکیوں میں پسنے والے اپنے گھرانوں کے واحد کفیل تھے......بلدیہ ٹاؤن میں ایک گھرانہ ایسا بھی تھا جہاں ایک بزرگ خاتون اپنے اکلوتے بیٹے سمیت تین نواسوں اور ایک پوتے کی لاش بھی دیکھ رہی تھی......

سیاست چمکانے والوں نے اس سانحے کے بعد اپنی دکان خوب چمکائی، فوٹو سیشنز اور امدادی رقوم کے نمائشی اعلانات ہوئے، چہروں پر افسوس اور تاسف کی ملمع کاری کر کے مرحومین کے اہلِ خانہ سے تعزیت کی گئی اور یہ سانحہ چند ہی دنوں میں ذہنوں سے بھی محو ہو گیا، تذکروں اور تبصروں کی دنیا سے بھی رخصت ہو گیا......اب اڑھائی سال بعد اس سانحہ کی 'جے آئی ٹی' رپورٹ آئی اور ایک بار پھر اس اندوہناک واقعہ کی یادیں ذہنوں میں تازہ ہو گئیں......

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انصاف اور عدل کے کس تقاضے کے تحت اڑھائی سال تک اس سانحہ کی 'فائل' کو واڑ خانوں میں بند کر کے اور دبا کر رکھ گیا؟ مجرم تو پہلے دن سے جانے پہچانے تھے لیکن فوری طور پر اس سانحہ کو ''شارٹ سرکٹ'' کا نتیجہ قرار دے دیا گیا...... چونکہ مجرموں کا تعلق اس گروہ سے تھا جس کے سروں پر ''خاکی سایہ'' قائم رہتا ہے اور اسی سائے کی بدولت وہ دندناتے پھرتے ہیں، منہ زور جنگلیوں کی طرح عوام کے اموال کو بھی ہڑپ کرتے ہیں اور اُن کی جانوں کے بھی درپے رہتے ہیں۔

یہی بے مہار جانور جب اپنے آقاؤں اور مالکوں پر بھی غرانے لگیں تو اُس وقت اُن کے مالک اُن کی باگیں کسنے اور اُنہیں اوقات یاد دلانے کے لیے ''خفیہ پتے'' استعمال کرتے ہیں...... یہ آقا اور غلام اس قدر سنگ دل اور بے حس ہیں کہ دونوں کے پاس ''خفیہ پتوں'' کی صورت میں عوام کا خون ہی ہے جسے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور آپسی چپقلش میں برتری حاصل کرنے کے لیے بے دردی سے بیچا اور استعمال کیا جاتا ہے۔

22 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع مارجہ......پولیس اہل کاروں پر حملے......ایک ٹینک تباہ......6 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی

استاد احمد فاروق حفظه الله

جان لیجیے! کہ ڈالروں کے پجاری یہ حکمران اور فوجی جرنیل، قوت کے سوا اور کوئی زبان نہیں سمجھتے
یہ تب ہی امن وسلامتی کی راہ لینے پر آمادہ ہونگے جب ان کے سروں پر خوف مسلط رکھا جائے گا۔
ان کی اکڑی ہوئی متکبر گردنوں پر ضرب لگائی جائے گی۔ اور ان کے پیروں تلے ایسی آگ
بھڑکائی جائے گی جو ان کا سکون برباد کردے اور ان کے ہوش ٹھکانے لگادے۔

پس ہمارا یہ اعلان ہے کہ اَلآنَ اَلآنَ جاءَ القِتَال (ابھی۔۔۔ابھی تو قتال کا وقت آیا ہے)

امریکہ اور اس کی آلہ کار پاکستانی فوج اور حکومت نے تو جو کرنا تھا وہ کرلیا، جو جہاز، ٹینک گولہ بارود
ہم پر آزمانا تھا وہ آزمالیا، اپنے آخری پتے بھی استعمال کرلیے۔۔۔

اللہ کے اِذن سے اب ہماری باری ہے!

پاکستان میں نیٹو سپلائی لائن پر مجاہدین کے کامیاب حملوں کی چند جھلکیاں

۶ جنوری 2015ء۔ بغلان میں ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بننے والی افغان پولیس کی گاڑی

۷ جنوری 2015ء۔ خوست میں پولیس اکیڈمی پر فدائی حملے کے بعد کا منظر

۱۰ فروری 2015ء۔ قندوز میں پولیس ہیڈکوارٹر پر فدائی حملے کا منظر

۲۶ فروری 2015ء۔ کابل میں ترک سفارت خانے پر فدائی حملے کے بعد کا منظر

16 جنوری 2015ء تا 15 فروری 2015ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	6 عملیات میں 8 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	63
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	98	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ	190
ٹینک، بکتر بند تباہ:	51	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	17
کمین:	28	جاسوس طیارے تباہ:	0
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	41	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	0
مرتد افغان فوجی ہلاک:	958	صلیبی فوجی مردار:	101
سپلائی لائن پر حملے:	23		

۶ فروری ۲۰۱۵ کو 'جے آئی ٹی' رپورٹ میں منظر عام پر آئی جس کے مطابق یہ ''انکشاف'' ہوا کہ اس مجرمانہ اور سفاکانہ واقعہ کی ذمہ دار ایم کیو ایم ہے، جس نے فیکٹری مالکان سے بھتہ کی مد میں ۲۰ کروڑ روپے کا تقاضا کیا، اُس وقت کے صوبائی وزیر داخلہ سندھ رؤف صدیقی [جو کہ متحدہ دہشت گردوں کے لیے ڈھال بنا رہا] کے ساتھ گورنر ہاؤس میں گورنر [متحدہ دہشت گردوں کے سرغنہ] کی موجودگی میں فیکٹری مالکان کو بھتہ کی ادائیگی پر مجبُور کیا جاتا رہا، اُن کی جانب سے ۲۰ کروڑ روپے کی ادائیگی سے مسلسل انکار پر گورنر نے کہا کہ ''ہم تمہیں زمین پر لے آئیں گے''......اور پھر ہوا بھی ایسا ہی لیکن اربوں پتی فیکٹری مالکان تو معلوم نہیں زمین پر آئے یا نہیں، مگر ۲۵۸ غریب اور مفلس انسانوں کو کوئلہ بنا کر تہہ خاک ضرور پہنچا دیا گیا!

اب اس روح فرسا اور دل خراش سانحہ کی تفتیشی رپورٹ بھی منظر عام پر آ گئی ہے لیکن پھر بھی اس صریح ظلم کو ڈھانے والوں پر تادم تحریر کوئی قدغن نہیں لگائی گئی......کچھ بعید نہیں کہ اپنی خودسر، بے لگام اور سرکش 'اولاد' کو دوبارہ قابو کرنے کے بعد اس رپورٹ کو پھر سے فائلوں کے انبار میں دبا کر دھول مٹی کے سپرد کر دیا جائے......ان قاتلوں کی ڈوریں تو 'خاکیوں' کی انگلیوں میں ہوتی ہیں اور جب یہ اُن کے ہاتھوں سے ذرا پھسلنے لگتے ہیں تو اُن پر گرفت مضبوط کرنے کے لیے ایسے حربے استعمال کیے جاتے ہیں......الطاف کے غنڈوں اور دہشت گردوں کو بھی خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ ان سے کسی قسم کی باز پرس ہوگی نہ ہی حقیقی معنوں میں اتنے بھیانک جرم کی سزا دی جائے گی، بس ایک وقتی ابال ہے اور صورت حال کو فوجی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے بعد یہ اُبال بھی ختم ہو جائے گا......اور یہ درندے عوام کی جان و مال کو لوٹنے اور برباد کرنے کے لیے پوری طرح آزاد اور خودمختار ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ اس سانحے کو وقوع پذیر ہونے کے بعد بھی سیاسی بیان بازیوں اور پوائنٹ سکورنگ کی نذر کر دیا گیا اور اب تحقیقاتی عمل ''مکمل'' ہونے کے بعد بھی اسے محض ایک 'ٹول' کے طور پر برتا جا رہا ہے......چونکہ اس سانحہ کے متاثرین میں سے کسی کا تعلّق فوجی گھرانے سے نہیں، نہ ہی کسی جرنیل کرنیل کی اولاد اس میں نشانہ بنی، یہ جلا کر کوئلہ اور راکھ بنا دیے جانے والے تو 'بلڈی سویلین' تھے اور وہ بھی ایسے کہ جن کی زندگیاں کولہو کے بیل کی طرح بسر ہوتی ہیں......جرنیلوں کی نظر میں یہ انسان تھوڑی ہیں، یہ تو کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کی مانند ہیں جنہیں جب چاہا اور جس کے ذریعے چاہا کچل اور مسل کر رکھ دیا......ان کا خون بھلا کیا قیمت اور حیثیت رکھے گا! ہاں اگر کسی جرنیل، جاگیردار، سرمایہ دار، وڈیرے اور چوہدری کی آل اولاد کو خراش بھی آ جائے تو پورے ملک میں کہرام مچا دیتے اور ساری قوم کو سوگ ماتم پر مجبُور کر دیتے ہیں......

اس موقع پر پاکستانی مسلمانوں کے ذہنوں میں دین، جہاد اور شعائر اسلام کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی سے مسموم زہر انڈیلنے والے طبقات کی قلعی بھی خوب کھلی......سیاسی بزرجمہر، میڈیا، ''ایول سوسائٹی''، سرکاری مفتی، انسانی حقوق کے ٹھیکے دار' سب کی زبانیں تالو کی چپک کر رہ گئیں، موم بتی برانڈ کی ساری موم بتیاں بے حسی اور دین دشمنی کی آگ میں پگھل گئیں، دانش فروشوں کی تمام دانش چرنے چگنے چلی گئی، سرکاری فتویٰ بازوں کے تمام فتاویٰ گم صم ہو کر رہ گئے، ''آزاد' میڈیا کے ''بے لاگ'' تجزیہ نگار خواب آور گولیاں لے کر مدہوش رہے، چیختی چنگھاڑتی خبروں اور تبصروں کی دنیا میں سکوت دو دورہ رہا، اسلام اور جہاد کا نام آتے ہی منہ سے جھاگ نکالتے اور کف اڑاتے اینکرز پر بھی سکتہ طاری رہا......اے پی سی کے بازار سجانے والوں نے اس موقع پر ایسے کسی بازار کو ترتیب دینے کی زحمت کی نہ ہی کسی جانب سے ''انصاف کی دہائی'' دیتے ہوئے خصوصی عدالتوں کا ڈول ڈالا گیا......

یہ سب صرف اُس وقت ہوگا جب فوجی جنتا کے گھروں سے سلگتی چنگاریاں اٹھیں گی، بھاری بوٹ والوں پر چوٹ پڑے گی، صلیبی اتحادیوں کا ناطقہ بند کیا جائے گا......پھر احکامات دین نشانے پر ہوں گے، مدارس کی بندش اور مساجد پر نت نئی پابندیاں اور جکڑ بندیاں عائد ہوں گے، اور ڈالروں کی ہوس میں اندھے ہو کر کر جہاد و مجاہدین سے عامۃ المسلمین کو متنفر کرنا مطلوب و مقصود ہوگا......

اے مسلمانانِ پاکستان! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ آپ اپنے حقیقی دشمنوں کو پہچانیں؟ یہی وہ دشمن ہیں جنہوں نے آپ کی دنیا بھی تنگ کر دی ہے اور دین کے بھی درپے ہیں......یہ فوجی جنتا اور سیکورٹی ادارے، اُن کی شہ پر پلنے والے سیاسی جغادری، جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ، دین فروش سرکاری مولویوں کی ڈاریں، ایول سوسائٹی کے ملحد گماشتے، میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے بے دین اور اسلام دشمن عناصر، لسانیت، صوبائیت اور قومیت کی بنیادوں پر مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کر کے اُن کی گردنیں مارنے اور اُنہیں جلا کر خاکستر کرنے والے بے رحم لیڈر......ان کا اول و آخر ہدف دین اور جہاد ہے، جس سے عامۃ المسلمین کو برگشتہ کرنے کے لیے یہ نچلی ترین سطح تک گرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے......خوب جان لیجیے کہ ان میں سے کوئی بھی آپ کا خیرخواہ اور ہمدرد نہیں ہے......یہ آپ کے خون پر پلنے والی بلائیں ہیں، ان کا کروفر، تکبر اور غرور اس انتہا کو پہنچ چکا ہے کہ کسی غریب، قلاش اور مفلس فرد کی دادرسی تو دور کی بات ہے، کوئی بے چارہ حالات کا مارا ہوا ان کے قریب بھی پھٹکنے کی کوشش کرے تو پاؤں تلے روند دیا جاتا ہے......

اے ہماری محبُوب قوم! آپ کے حقیقی محسن وہ مجاہدین ہیں جنہیں اس باطل اور اللہ سے باغی نظام نے آپ کے سامنے ''مجرم اور سفاک دہشت گردوں'' کے طور پر پیش کیا ہے......آپ نے ۶۷ سالوں میں ہر طرح کے چرکے اور کچوکے کھا لیے لیکن اللہ

22 فروری: صوبہ کاپیسا......ضلع تگاب......بارودی سرنگ دھماکہ......5 اہل کار ہلاک ہوگئے

تعالیٰ کے دین کی طرف رجوع اور اُس کی شریعت کے دامن عافیت میں پناہ لینے کی طرف آپ کو متوجہ نہیں کیا گیا......ان مجاہدین کا اصلی قصور اور حقیقی جرم ہی یہ ہے کہ اللہ کے یہ بندے آپ کو اللہ پاک کے عطا کردہ مبارک اور بہترین نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں، اسی دعوت کی پاداش میں یہ گھروں سے نکالے گئے، اپنے اہل وعیال اور خاندان کو کٹوانے کے باوجود اپنی دعوت اور موقف پر قائم ہیں، بہیمانہ بم باریوں، ڈرون حملوں، ظالمانہ فوجی آپریشنوں، ہجرت وعسرت کی کٹھن راستوں، خفیہ عقوبت خانوں میں کیے جانے والے بے پناہ اور انسانیت سوز تشدد اور بے شمار شہادتوں کے باوجود یہ آپ کا درد اپنے دل میں بسائے ہوئے ہیں......

انہیں فوجی آنکھ اور میڈیا کی نظر سے نہ دیکھیے، وہ بھلا آپ کے ان محسنین کو کیونکر آپ کی نظروں میں بچنے دیں گے؟ جرنیلی ٹولے اور دجالی میڈیا کی آنکھوں کا تارا تو ایم کیو ایم جیسے درندے ہیں، جن کی قتل وغارت گری اور ظلم وتشدد کا گواہ کراچی اور سندھ کا بچہ بچہ ہے لیکن اُنہیں مسلمانوں کے سروں پر زبردستی مسلط کرنے پر نہ جرنیلوں کو حیا آتی ہے اور نہ ہی میڈیا اُن کی اصلیت سے پردے اٹھاتا ہے، کیونکہ یہ سب ایک ہی صلیبی دسترخوان سے راتب اور ٹکڑے پاتے ہیں، وہ ٹکڑے جو آپ کے خون اور مال سے تیار کیے جاتے ہیں!

لہٰذا اب وقت ہے کہ اپنے غم خواروں اور دردآشناؤں کو پہچان لیجیے...... جنہوں نے آپ کی آنکھوں کو رب کے عطا کردہ نظامِ شریعت کی بہاریں دکھانے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے! وہ آپ سے کسی قسم کی دنیاوی منفعت کے سوالی ہیں نا ہی مال اور عہدے کے متمنی......اُن کی قربانیاں اور لازوال جدوجہد آپ کی دنیا کے بکھیڑوں کو سلجھانے، اُنہیں شریعتِ اسلامی کے مطابق رحمت وعافیت میں بدلنے اور آخرت میں سرخروئی سے ہم کنار کرنے کے لیے ہیں! امت کے ان بے لوث بیٹوں اور اپنے شفیق بھائیوں کی پکار کو سنیں، اُس پر کان دھریں! یہ اپنے رب کی نصرت سے ہر طرح کے کفر، طاغوت، ظلم وزیادتی، ناانصافی وبے وقعتی، ذلت ودرماندگی سے آپ کی زندگیوں کو آزاد کروا کر اور ہر طرح کی آزار وتکلیف سے آپ کو نجات دلا کر دینِ مبین کی ٹھنڈی چھاؤں اور پرسکون ومیٹھی بہاروں سے فیض یاب کروائیں گے، ان شاء اللہ!

☆☆☆☆☆

بقیہ: عوام کٹھ پتلی حکومت سے بری طرح تنفر ہیں

میری تمام مجاہدین بھائیوں سے درخواست ہے کہ عالمِ اسلام خصوصاً افغانستان کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے طالبان میڈیا کا مطالعہ کریں۔ میں اللہ سے ان تمام مجاہدین کے لیے پورے پورے اجر کا طالب ہوں، جو میڈیا کے شعبے میں مصروف خدمت ہیں اور اس راہ میں ہر طرح کی تکالیف اٹھانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

سوال: آپ آخر میں اہل فاریاب یا عام مسلمانوں کے نام کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میرا اہلیان فاریاب اور تمام مسلمانوں کے نام یہ پیغام ہے کہ الحمد للہ! اللہ کی نصرت اور مجاہدین کی قربانیوں کی برکت سے قافلہ جہاد فتح کی منزل کے قریب پہنچ چکا ہے۔ میری ان سے درخواست ہے کہ مجاہدین کی حمایت اور مدد کے سلسلے کو جاری رکھیں۔ جن لوگوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی ہے، انہیں چاہیے مجاہدین کے ہم رکاب ہو جائیں۔

جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر دشمن کی صف میں کھڑے ہیں، انہیں چاہیے وطن فروشی اور خیانت سے تائب ہو جائیں۔ مجاہدین کا مقام پہچانیں۔ وہ اِسی قوم کے بیٹے ہیں۔ دشمن کے پروپیگنڈے کو تسلیم نہ کریں۔ انہیں چاہیے خود پر رحم کریں۔ اپنی دنیا وآخرت کی نجات کے لیے جدوجہد کریں۔ کفر کی چاکری چھوڑ دیں۔ مجاہدین انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ فاریاب کے لوگ گواہ ہیں کہ مجاہدین نے بارہا ان فوجی اہل کاروں کو، جو جنگ کے دوران گرفتار ہو گئے تھے، لازمی ہدایات کے بعد رہا کر دیا۔ اسی سے ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ مجاہدین جہاد، لوگوں کو قتل کرنے کے لیے نہیں کر رہے، بلکہ وہ معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں۔ عالمِ کفر کا شکنجہ توڑنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگوں کی دنیا وآخرت کی سعادت کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

22 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع مارجہ......بارودی سرنگ دھماکے......3 ٹینک تباہ......10 اہل کار ہلاک

یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں!!!

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

وائٹ ہاؤس سے اوباما نے مسلم امہّ سے خطاب کرتے ہوئے ہمیں پچکارا ہے۔ ہماری جنگ اسلام سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے خلاف ہے۔ مغرب اور مسلم رہ نما شدت پسندوں کے خلاف متحد ہو جائیں۔ امریکہ دنیا بھر میں رواداری کی حوصلہ افزائی چاہتا ہے۔ اسلام کیا ہے اور اس سے بھٹکا ہوا کون ہے، اب اوباما اور کیری بتائیں گے! اسلامی تعلیمات کا مصدر اور شارح کیا کل ابوجہل ہوسکتا تھا جو آج وائٹ ہاؤس بن بیٹھا ہے؟ اگرچہ نائن الیون سے آج تک میزائلوں، توپوں، بحری فضائی بری بیڑوں کی گھن گرج میں یہ تشریحات و تعلیمات پوری مسلم دنیا پر مسلط کی گئی ہیں۔ اور یہ المیہ ہے کہ حکمرانوں، میڈیا اور سیکولر (خریدکردہ طبقات) نے انہیں قبول کر کے پھیلانے میں دامے درمے سخنے قدمے اپنا حصّہ ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے دفاع کے لیے دنیا کے ہر خطے میں جان ہتھیلی پر رکھ کر کفر کے مقابل کھڑے ہو جانے والے مسلمان دہشت گرد کہلائے۔ یہ نوجوان خواہ غزہ میں تھے یا کشمیر میں، یمن میں تھے یا افغانستان، عراق، مصر، شام، تیونس میں......گلوبل ویلیج کے چوہدریوں میں سے کسی نے بھی برما، وسطی افریقہ اور (آنکھ کے تارے) اسرائیل، بھارت کے شدت پسندوں کے خلاف تو یوں دعوت اتحاد کبھی نہ دی؟ دنیا بھر میں رواداری کی حوصلہ افزائی...... چہ معنی دارد؟ کیا رواداری کا وہ فروغ جس کے لیے پیرس کی سڑکوں پر مغربی رہ نماؤں نے مارچ کیا تھا؟ رہ نمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم (فداک ابی وامی) کی حرمت و ناموس پر حملے (آزادیٔ اظہار کے نام پر) جاری رکھنے کے لیے '' میں بھی چارلی ہوں'' کے کتبے اٹھائے؟ یا جس کا اظہار امریکی کریگ ہکس نے مذہبی، نسلی منافرت کی آگ میں تین نوجوان مسلمانوں کو یک بیک گولیاں برسا کر بھسم کر ڈالا شمالی کیرولینا کی سرزمین کا یہ قاتل شدت پسند نہیں۔ امریکہ اسے دہشت گردی تسلیم کرنے کو تیار نہیں!

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا!

تاہم صرف زبان سے اظہار محبت و یک جہتی کرتے غلام احمد بلور کے خلاف فرانس نے پیرس کی عدالت میں مقدمہ درج کر ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کی وارفتگی و سرشاری میں دیا جانے والا ان کا بیان بھی گردن زدنی ہے۔ باوجود یکہ وہ اپنے دورِ حکومت (جس کے وہ ریلوے وزیر تھے) میں امریکہ کے اتحادی اور وفادار رہ چکے ہیں! امریکی یہ سب کہتے کرتے مارتے بم گراتے مسلمانوں کے خون ندیاں بہاتے تھکتے جاتے ہیں۔ ہماری لڑائی اسلام سے نہیں شدت پسندوں سے ہے! یعنی جو اللہ رسول قرآن سے دست بردار ہونے پر تیار نہ ہو وہ شدت پسند ہے۔ کفر کی جنگ کا مرکز ومحور قرآن اور ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نائن الیون سے آج تک قرآن پاک (نعوذ باللہ) کتوں کے منہ میں دینے، اوراقِ مبارکہ فلش میں بہانے، بطور ٹوائلٹ رول استعمال کرنے، جلانے تک کی مذموم ترین اخلاقی گراوٹ کا مسلسل مظاہرہ کیا گیا۔ پھر یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں ہے!

شان رسالت علی صاحبھا السلام میں گستاخیوں کا تسلسل اور اس کی مغربی حکومتوں کی طرف سے مکمل پشت پناہی کی گئی۔ مذہبی جوش وخروش سے دریدہ دہنی کی بدترین وارداتوں اور کارٹونوں کی اشاعت کا جال بچھا کر بھی یہ کہنا کہ یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں! سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (داڑھی، شرعی حلیہ) شعائر اسلام، مسجد، پردہ حجاب، نقاب کے خلاف اقدامات، قانون سازی، حملے، تضحیک سبھی کچھ مغربی ممالک میں روا رکھا گیا مگر یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں!

جہاد فی سبیل اللہ جو کفر کی نیندیں اڑاتا اور انہیں خالد بن ولیدؓ، فاتح خیبر سیدنا علیؓ تا سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی یاد دلا کر لرزاتا ہے اسے دہشت گردی قرار دے دیا۔ اسے شدت پسندی، قابل نفرین اور وحشیانہ فعل قرار دے دیا۔ قرآن کی ۴۸۵ آیات بسلسلہ جہاد فی سبیل اللہ کے ہوتے ہوئے بھی! لیکن یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں ہے! امریکی شہریت کا حلف اٹھاتے ہوئے (ودیگر مغربی ممالک بھی) امریکہ کے لیے ہتھیار اٹھا کر سربکف ہو جانے کا عہد عین مستحسن اور لائق فخر ہے۔ سورۃ توبہ میں کلمے کا عہد کرتے ہوئے اللہ کے لیے ہتھیار اٹھا کر تحفظ ایمان و اسلام کا وعدہ شدت پسندی، دہشت گردی اور مذہبی جنون ہے۔ لیکن یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں! امریکہ ۱۲۰۰ شامی جنگ جوؤں کو تربیت دے رہا ہے۔ ۶۰ ممالک کا اتحاد بنا کر شام پر ٹوٹ پڑنے کے عزم کا اظہار کر رہا ہے۔ ۴۹ سے یہ عدد بڑھتا ہوا تازہ ترین بیان میں ۶۰ تک جا پہنچا ہے۔ فتنہ دجال بارے حدیث میں یہ عدد ۸۰ لشکروں کا ہے! خطۂ شام، ارضِ رباط ہے۔ احادیث خراسان (دریائے آموتا دریائے اٹک) اور شام کا تذکرہ کرتی ہیں۔ سو دیکھتے جایئے، دجالچے اوباما کا عزم۔ دوسری جانب نئے امریکی وزیر دفاع نے حلف اٹھاتے ہی افغانستان سے امریکی فوجی انخلا کی تاخیر کا فیصلہ سنا دیا ہے! (خراسانی لشکروں سے نبرد آزما رہنے کو)۔

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر)

22 فروری: صوبہ قندہار.............ضلع میوند.............رینجر گاڑی پر حملہ.............کمانڈر سمیت 4 اہل کار ہلاک

نظامِ عدل یا نظامِ ظلم؟

سلمان راشد

لاہور جیل کے بلاک A-4 میں چکی پر دو آدمی دہشت گردی کیس میں بامشقت سزا کاٹ رہے تھے، ان میں سے ایک کا موکلے کا تھا جس کا نام رانا خلیل تھا...... دوسرا نارووال سے اشرف نامی شخص تھا...... ایک دن باہر صحن میں گھاس پر بیٹھے تھے تو میں نے اشرف سے ویسے ہی پوچھ لیا بھئی تم پر کیا کیس ہے؟ کس جرم میں تمہیں سزا ہوئی ہے اور کتنی ہوئی ہے؟ بس یہ پوچھنا تھا کہ وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگا...... وہ اتنا رویا کہ آنسوؤں کے بند ٹوٹ گئے...... قلبی طور پر میں بھی پریشان ہو گیا...... میں کافی دیر اسے چپ ہونے کی تلقین کرتا رہا مگر آج وہ رو رو کر اپنا دل و دماغ ہلکا کرنا چاہتا تھا حتیٰ کہ اس کی نازک حالت دیکھ کر میری آنکھیں بھی نم ہو گئیں...... پھر میں نے کہا بھئی اشرف صاحب میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے سوال کر کے آپ کا دل دکھایا وہ پھر دوبارہ رونے لگا اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ''بھائی! تم نے مجھ سے کیس اور سزا کے بارے میں پوچھ کر مجھ پر احسان کیا...... تم نے میرا دکھ پوچھا تو مجھے رو رو کر سکون آیا ہے کیونکہ آج مجھے سات سال مکمل ہو گئے ہیں اس عذاب خانے میں، کسی نے مجھ سے پوچھا تک نہیں کہ تم پر کیا کیس ہے اور کتنی سزا ہے اور تم کیسے جیل میں آئے ہو؟ بلکہ ہر کوئی مجھ سے نفرت کرتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہے...... آج میں آپ کو تفصیل سے بتاتا ہوں کہ مجھے دہشت گرد کیسے بنایا گیا اور یہاں تک کیسے پہنچا ہوں......

بھائی صاحب! میں چھ بہنوں کا صرف ایک ہی بھائی ہوں اور سب سے چھوٹا ہوں...... میں غریب گھر کا بچہ تھا...... والدین مجھے گھر سے باہر کم ہی نکلنے دیتے تھے کہ کوئی مارے نہ...... میں سارا دن گھر میں ہی اپنی بہنوں سے کھیلتا رہتا...... آہستہ آہستہ ان کی شادیاں ہوتی گئیں، میں اکیلا گھر میں رہ گیا...... بڑا ہو کر بھی میں لڑکا ہونے کے باوجود گھر سے باہر جانے سے ڈرتا تھا...... آخر میری بھی شادی ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے ایک بچی عطا فرمائی...... والد صاحب تو دنیا سے رخصت ہو گئے...... اب صرف گھر میں میری بیوی بچی اور میری ماں تھیں......

میں نے نارووال لکڑ منڈی میں ایک دکان کرایہ پر لے کر لکڑی کے کھڑکیاں دروازے بنانے کا کام شروع کیا تھا...... اس دکان سے بس گھر کا دال روٹی چل رہا تھا کچھ مرغیاں اور بکریاں بھی گھر میں رکھی ہوئی تھیں ان سے بھی خرچ میں کچھ مدد ہو جاتی تھی...... ایک دن صبح صبح جا کر میں نے دکان کھولی اور صفائی کرنے لگا میرے ساتھ ہی ایک سائیکلوں کی دکان ہے جس پر نئے پرانے سائیکل فروخت بھی ہوتے تھے...... اُس دن ایک آدمی سائیکلوں والی دکان پر سائیکل لینے آیا...... دکان والا ۳۵ پینتیس سو روپے مانگتا تھا اور گاہک تین ہزار دے رہا تھا...... ان کا سودا نہ ہوا اور وہ آدمی جانے لگا...... صفائی کرتے ہوئے میں نے ویسے ہی کہہ دیا کہ یار تھوڑے پیسے تم کم کر دو اور سائیکل لینے والے کو کہا کہ تھوڑے تم بھی زیادہ کر لو...... صبح صبح کا وقت ہے اور پہلا گاہک ہے واپس نہ جانے دو...... انہوں نے میری بات مان لی اور وہ سائیکل لے گیا...... میں اپنے کام میں جُت گیا......

اس کے بعد تقریباً اڑھائی ماہ گزرے کہ شام کے وقت پولیس والے آئے مجھے اور سائیکلوں والے کو گرفتار کر کے صادق آباد تھانہ میں لے گئے...... رات ۸ یا ۹ بجے تھانے دار آیا جہاں ہمیں بند کیا گیا تھا اور کہا کہ پانچ پانچ ہزار روپے دے کر تم چھوٹ سکتے ہو...... اگر ابھی دے دو تو میں ابھی چھوڑ دوں گا...... میرے ساتھ جو سائیکلوں والا تھا اس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو صرف دو ہزار روپے ہیں...... تھانے دار نے کہا چلو دو ہی دے دو اس نے دیے اسے چھوڑ دیا گیا...... میں نے کہا تھانے دار صاحب میں غریب بندہ ہوں مجھے صرف اس دن پیسے ملتے ہیں جس دن کوئی دروازہ یا کھڑکی فروخت ہو جائے...... آج کچھ فروخت نہیں ہوا اس لیے میرے پاس نہیں ہیں...... اس نے کہا اپنے گھر سے منگوا لو...... میں نے کہا مجھے پتہ ہے کہ گھر میں بھی نہیں ہوں گے چونکہ گھر کا خرچہ میں ہی چلایا کرتا ہوں......

تھانے دار نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کہ ابھی دو ہزار روپے نہیں دیتے پھر تم لاکھوں بھی دو گے تو جان نہیں چھوٹے گی...... بہر حال میں خاموش ہو گیا اور اس کی بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی کہ واقعی مجھے پچھتانا پڑے گا...... میرے دل میں تو یہ خیال تھا کہ جب میں نے کوئی جرم ہی نہیں کیا تو یہ گرفتاری اور پیسے کیوں دوں؟ تھانے دار چلا گیا رات تقریباً گیارہ بجے مجھے ہتھکڑیاں پہنائی گئیں اور میری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی اور مجھے ایک کار میں بٹھا کر سخت پہرے میں لاہور سرکاری خفیہ ایجنسی کے تفتیشی سنٹر میں پہنچا دیا گیا......

وہاں مجھ پر کئی ماہ تک ظلم و ستم کیا جاتا رہا اور مجھ سے جبراً یہ کہلوایا جاتا کہ اچھرہ مارکیٹ سنٹر لاہور میں ہونے والا دھماکہ میں نے سائیکل فریم میں بارود ڈال کر کیا تھا...... میں تفتیشی افسر کے سامنے قرآن کی قسمیں اٹھاتا اور کہتا کہ میرے سر پر قرآن رکھ لو حقیقت یہ ہے کہ مجھے تو ان چیزوں کا علم ہی نہیں ہے میں نے تو آج تک بارود بھی نہیں

22 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع نادعلی......مجاہدین کا پولیس مرکز حملہ......4 اہل کار ہلاک

دیکھا کہ وہ کس طرح کا ہوتا ہے......مگر میری ایک نہ سنی اور وہ دھماکہ میرے سر ڈال دیا......میں بہت رویا اور چیخا کہ میں بے گناہ ہوں مگر کسی نے میری کوئی بات نہ سنی......وہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ ہمیں معلوم ہے کہ دھماکہ تم نے نہیں کیا مگر اب ہم مجبُور ہیں......لہٰذا یہ دھماکہ تم پر ہی ڈالا جائے گا......اگر ہم تجھے بے گناہ قرار دے دیں تو ہماری نوکریاں چلی جائیں گی......البتہ ہم نے تیرے اس دھماکہ کیس میں ایسی قانونی ڈھیل رکھی ہے کہ تم ہائی کورٹ جا کر چھوٹ جاؤ گے......

اس کے چند ماہ بعد ڈی ایس پی انوسٹی گیشن (تفتیشی افسر) مجھے عدالت میں لے کر جانا شروع ہو گئے......انہوں نے ایسا ڈرامہ رچایا کہ جب مجھے عدالت لے کر جاتے تو پولیس کی بھاری نفری اسلحہ سے لیس بکتر بند گاڑی میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر آنکھوں پر سخت پٹی باندھ کر لے جاتے تا کہ ہر کوئی یہ محسوس کرے کہ واقعی کوئی بہت بڑا دہشت گرد پکڑا ہوا ہے......جب عدالت میں جج صاحبان مجھ سے سوالات کرتے تو وہ میری حالت اور گفتگو سن کر حیران رہ جاتے کہ یہ دہشت گرد کیسے ہوسکتا ہے؟ جج نے بھی کہا کہ یہ آدمی دہشت گرد نہیں ہوسکتا یہ تم نے کوئی بالکل بے گناہ شخص پکڑ کر خانہ پُری کی ہے مگر چار پولیس کے جوانوں نے جھوٹی قرآن کی قسمیں کھا کر کہا کہ یہی وہ دہشت گرد ہے جس نے اچھرہ مارکیٹ میں بذریعہ سائیکل دھماکہ کیا تھا......

مجھے تفتیشی سینٹر آ کر پتہ چلا کہ اصل کہانی اس طرح ہے کہ اچھرہ مارکیٹ میں جو دھماکہ ہوا تھا وہاں سے ایک سائیکل ملا تھا جس کا فریم بالکل صحیح سالم تھا......اس فریم پر سائیکل کا نمبر لکھا ہوتا ہے......وہ پیکو کمپنی کا نمبر تھا......پیکو کمپنی والوں سے پوچھا کہ یہ نمبر کا سائیکل کون لے کر گیا تھا انہوں نے رجسٹر دیکھا پتہ چلا کہ اس نمبر کا سائیکل نارووال گیا تھا......آج سے دو سال قبل فلاں دکان والا لے گیا تھا......اس لیے پولیس والے میرے قریب سائیکلوں کی دکان پر پہنچے......پھر ظلم یہ کہ سائیکلوں والے کو دو ہزار روپے لے کر چھوڑ دیا اور میرے پیسے نہ دینے پر مجھے گرفتار کر کے قربانی کا بکرا بنا دیا جب کہ میرا سائیکل سے یا سائیکلوں کی دکان سے کوئی تعلّق واسطہ ہی نہیں ہے......

خیر! میرے پاس نہ پیسے تھے اور نہ میں نے وکیل کیا......نہ میرا رابطہ گھر والوں سے ہونے دیا......مختصر بات یہ کہ چند ماہ کیس چلا اور مجھے جج نے ۳۵۰ سال سزا سنا دی......جس وقت یہ سزا سنائی گئی میں رونے لگا اور چیخ کر ڈی ایس پی کو بددعا دی اور اپنا دامن کھول کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا یا اللہ! اگر یہ دھماکہ میں نے کیا ہے تو مجھے ابھی غرق کر دے ورنہ اس افسر کو غرق کر دے تا کہ انصاف لوگوں کے سامنے آ جائے......جونہی میں نے یہ الفاظ کہے فوراً ڈی ایس پی میرے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور مجھے ایک طرف لے جا کر کہنے لگا مجھے پتہ ہے کہ تم بے گناہ ہو مگر ہماری مجبُوری ہے کہ کسی نہ کسی پر یہ کیس تو ڈالنا ہی ہے ورنہ میری وردی اتار دی جائے گی......ہم نے جنرل پرویز مشرف کو یہ خبر پہنچا دی ہے کہ اچھرہ مارکیٹ میں دھماکہ کرنے والا بگٹی قبیلہ سے ہے اور ہم نے اس کو پکڑ لیا ہے چونکہ ان دنوں جنرل مشرف نے نواب اکبر خان بگٹی کو قتل کروایا تھا اور بگٹیوں کو ختم کرنے کے لیے یہ جھوٹے پروگرام چلائے گئے ہیں......میں نے کہا کہ میں تو بگٹی قبیلہ سے تعلّق نہیں رکھتا بلکہ راجپوت ہوں......اس نے کہا تم فکر نہ کرو......اب تم ہائی کورٹ میں اپیل کر دو تمہیں میں وکیل کروا کر دوں گا......تقریباً دس پندرہ دن تک میں حج پر جا رہا ہوں واپس آ کر تجھے اچھا سا وکیل کروا کر دوں گا تا کہ تیری جان چھوٹ جائے......

جس وقت وہ افسر حج پر چلا گیا اور مجھے تفتیشی سنٹر سے یہاں جیل میں منتقل کر دیا گیا......لہٰذا یہاں آ کر میں نے اپنے گھر والوں سے رابطہ کیا وہ یعنی میری ایک بہن اور بہنوئی ملاقات کے لیے آئے، تسلی اور حوصلہ دے کر چلے گئے......میرے پیچھے اور کون تھا جو بھاگ دوڑ کرتا......ایک بار پھر بہنوئی آیا اس نے بتایا کہ میں اپنی بھینس اور آپ کی تمام بکریاں بیچ کر ڈیڑھ لاکھ روپے بنا کر لایا تھا......ایک جج کی بیوی کو دے دیے ہیں اس نے کل تک آپ کی رہائی کا وعدہ کیا ہے لہٰذا میں کل آپ کو رہا کرا کے اپنے ساتھ لے جاؤں گا......میں نے کہا بھائی تم کو کسی نے لوٹ لیا ہے، اس طرح رہائی نہیں ہوا کرتی......اگلے دن وہی ہوا......میرا بہنوئی روتا ہوا آیا کہ جس گھر میں کسی جج کی بیوی کو میں تیری رہائی کے لیے پیسے دے کر آیا تھا وہاں تو تالا لگا ہوا ہے......اس طرح میرا بہنوئی جو میری بکریاں اور اپنی بھینس بیچ کر ڈیڑھ لاکھ روپے لایا تھا وہ بھی لوٹ لیے گئے......پتہ نہیں میرے گھر میں روٹی بھی پکتی ہوگی یا نہیں، خدا جانے وہ کس حال میں ہوں گے''......

یہ کہہ کر اشرف پھر سسکیاں لے کر رونے لگا......میں اسے دلاسہ دیتا رہا......میں نے پوچھا اشرف بھائی پھر کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ ''پھر وہ افسر حج سے واپس آیا اور آ کر مجھے ہائی کورٹ کے لیے وکیل کروا کر دیا......ہائی کورٹ نے چار سال بعد اپیل دیکھی اور میری ۳۵۰ سال میں سے ۵۰ سال کم کر دیے، ۳۰۰ سال باقی رہ گئے......پھر میری اپیل سپریم کورٹ میں چلی گئی......ایک سال بعد میرا نمبر آیا اور مجھے بے گناہ قرار دے کر میری رہائی کا حکم صادر کر دیا گیا......اس حکم کو بھی چھ ماہ گزر گئے ہیں مگر رہائی کا لیٹر فی الحال نہیں آیا......میں نے پوچھا اب کیا مسئلہ ہے......اس نے بتایا کہ سپریم کورٹ میں میرے کیس کو تین ججوں نے سماعت کیا تھا......فیصلے کے وقت دو ججوں نے تو اسی وقت دستخط کر دیے تھے مگر تیسرے نے نہیں کیے تھے......وہ میری فائل اپنے ساتھ لے گیا کہ اپنے دفتر یا گھر جا کر سب کے اکٹھے ہی کروں گا اور بھی کئی کیس ہوتے ہیں......

مگر اس نے آج چھ ماہ گزر جانے کے باوجود دستخط نہیں کیے......میں نے کسی کے ذریعہ سے پتہ کروایا کہ میری رہائی کا حکم اب کیوں نہیں آ رہا؟ تو پتہ چلا ہے کہ جج کا ریڈر چار ہزار روپے دستخط کرانے کے مانگ رہا ہے......

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

22 فروری: صوبہ قندوز......صدر مقام قندوز اور ضلع امام صاحب......مجاہدین نے دو گاؤں فتح کر لیے......حملوں میں 10 جنگ جو ہلاک

ناخدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

طارق حسن

امریکی صدر، نظام پاکستان سے اپنے ۱۳ سالہ ہنی مون کے اختتام پر بھارت سدھار گیا۔ جہاں مکار ہندو برہمن نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا، جب بغل میں چھری رکھ کر منہ سے رام رام کا راگ الاپنے والے صلیبی فوج کے سرغنہ اوباما کا عظیم الشان استقبال کر رہے تھے تو اُسی لمحے سے صلیب کے بڑے مہرے اور اہم صلیبی اتحادی کے گھر ماتم برپا ہوا تھا جو آج تک جاری ہے۔

اوباما بھارت کو اپنے مفادات کی جنگ میں شامل کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے، اسی لیے بھارت میں پہنچتے ہی اوباما نے بیان جاری کیا کہ ''دنیا کی دو بڑی جمہوری قوتیں مل کر دنیا کو محفوظ بنا سکتی ہیں''۔ بھارت میں اوباما کی جانب سے مختلف مواقع پر کیا گئے خطابات کے کچھ اہم نکات یہ ہیں۔ ''عالمی امن کے قیام میں بھارت کا اہم کردار ہے، افغانستان میں امریکہ کا جنگی مشن ختم ہو چکا ہے، امریکہ اور بھارت افغانستان میں قابلِ اعتماد پارٹنر ہیں، دونوں ممالک انسداد دہشت گردی سے متعلق اپنی صلاحیتیں بڑھائیں گے، دہشت گرد عالمی امن کے لیے خطرہ ہیں اور دہشت گرد گروہوں کی تفریق ختم ہونی چاہیے''......

ایک سوال کے جواب میں اوباما کا کہنا تھا کہ ''افغانستان میں امریکی انخلا کے بعد امریکہ اور بھارت قابلِ قدر پارٹنر ہوں گے، عالمی امن کے لیے بھارت کا کردار بہت اہم رہا ہے''۔ امریکہ نے بھارت کو مجموعی طور پر ۴ کھرب روپے قرضے کی مد میں دینے کا اعلان کیا ہے۔ جب کہ بھارت اور امریکہ کے درمیان دفاعی اور سیکورٹی تعاون بڑھانے میں اتفاق بھی ہو چکا ہے۔ امریکہ نے بھارت کی جوہری مواد کی نگرانی سے دست بردار ہونے کے ساتھ ساتھ سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت دلوانے میں مدد پر بھی آمادگی ظاہر کی ہے۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک میں ہونے والے معاہدوں میں ڈرون طیاروں کی ٹیکنالوجی، رول آن رول آف انٹیلی جنس معلومات کا حصول، سی ۱۳۰ جے سپر ہرکولیس جہازوں میں جاسوسی کے لیے آلات کی فراہمی، انسانی انٹیلی جنس، ہیپر ڈ پاور سورسیز، اینٹی ایئر کرافٹ ٹیکنالوجی کی مشترکہ پیداوار کے ساتھ ساتھ فوجی ٹرانسپورٹ طیاروں تجدید نو، فوجیوں کو کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں سے تحفظ فراہم کرنے والے آلات کی مشترکہ تیاری، کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کی مشترکہ تیاری، مشترکہ جنگی مشقیں، سمندری سیکورٹی کے لیے مشترکہ مہم جوئی، فوجی وفود کا تبادلہ اور فوجی تعاون بڑھانا شامل ہے...... جب کہ امریکہ نے بھارت کو نیا اتحادی بنانے کے لیے اس بار ''گلوبل پارٹنر'' جیسا نیا نام تخلیق کیا ہے۔

جب امریکہ اور بھارت دوستی کی پینگیں بڑھا رہے تھے عین انہی لمحات میں پاکستانی فوج کا سربراہ راحیل شریف چین دورے پر جا پہنچا تھا۔ جہاں چین سے صلیبی جنگ میں معاونت کی بھیک مانگی گئی، چین کے سنٹرل ملٹری کمیشن کے وائس کمیشن جنرل فین کو راحیل نے ملاقات کے دوران میں ضربِ کذب کے بارے میں آگاہ کیا اور چین سے تعاون کی درخواست کی گئی، جب کہ چین نے مشرقی ترکستان (سنکیانگ) سے تعلّق رکھنے والے مجاہدین (ایسٹ ترکمانستان مومنٹ آف جہاد) کے خلاف آپریشن میں تیزی لانے پر زور دینے کا کہا اور آپریشن میں تیزی لانے کے لیے ۳ عدد ذی ٹین جنگی ہیلی کا پٹر فراہم کرنے کا وعدہ کیا۔ واضح رہے کہ چین نے اپنے مسلم اکثریتی صوبے مشرقی ترکستان میں مسلمان چینی باشندوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے جنہیں بنیادی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے پر مختلف قوانین کی آڑ لے کر بزورِ قوت روکا جاتا ہے۔ روزہ رکھنے، عورتوں پر حجاب، مردوں پر داڑھی، اور بچوں کو مسجد لے جانے پر پابندی عائد ہے، مساجد کے آئمہ کے لیے جبری فضا ایسی ہے کہ اُن کے لیے ڈانس کرنے کی تربیت حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ چینی سرکار بزورِ قوتِ وہاں کے مسلمانوں کو قتل و تعذیب کا نشانہ بنانے میں ملوث ہے۔

نظامِ پاکستان مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے اپنی پونے دو لاکھ فوج کے ساتھ ۱۳ سالوں سے صلیبی مفادات کا تحفظ کرتی رہی، ہزاروں فوجیوں کا جانی نقصان، بیش بہا مالی ''قربانیاں'' دینے کے باوجود صلیبی امریکہ کی جانب سے دی جانے والی امداد ''کولیشن سپورٹ فنڈ'' میں دس فی صد کمی کر دی ہے، اب جب امریکہ نے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر لیا تو چین کا علامتی دورہ کر کے قوم کو دھوکہ دینے کی کوشش کے طور پر ہونے والے اس دورے اور اس میں ہونے والے نمائشی معاہدات کو دجل وفریب کے ملغوبے کو میڈیا پر بیٹھے نام نہاد مفکرین و تجزیہ نگار اہمیّت کا حامل اور ترقی کا ضامن قرار دے رہے ہیں۔ یہی مفکرین اور تجزیہ نگار امریکی صدر کے دورے کے دوران میں ہونے والے معاہدات کو بھارتی معاشی غلامی کی جانب پہلا قدم قرار دے رہے تھے۔ لیکن یہ دور اندیشی پاکستان میں ہونے والی امریکی، اور چینی سرمایہ کاری کے موقعہ پر نہ جانے کہاں غائب ہو جاتی ہے؟

امریکہ کی نظام پاکستان کو استعمال کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے بعد بے رخی

22 فروری: صوبہ میدان..................ضلع چک..................مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کی چیک پوسٹ کو فتح کر لیا..................8 جنگ جو ہلاک

کا رونا سابق وزیر داخلہ شیطان ملک نے بی بی سی سے انٹرویو میں ان الفاظ میں رویا......
شیطان ملک کی رندھی آواز اور پرشکوہ لہجہ غلامانِ امریکہ کی حالت کو بیان کرنے کے لیے کافی ہے...... یہاں 'حجام ملک' کے الفاظ جوں کے توں پیش کیے جارہے ہیں، ان میں بعض الفاظ املا کے اصولوں کے مطابق غلط محسوس ہوں گے لیکن اس متعلق ہم معذور ہیں کیونکہ الفاظ جس طرح ادا کیے گئے ویسے ہی نقل کیے جارہے ہیں!

اینکر:

''آپ کو کیا لگ رہا ہے اوباما کیوں نہیں آرہے پاکستان''۔

شیطان ملک:

''اس کا جواب تو میرا خیال ہے صرف حکومتِ امیریکہ ہی دے سکتی ہے یا پریزیڈنٹ اوباما ہی دے سکتے ہیں، لیکن جب پریزیڈنٹ اوباما اور جان کیری ہمیں کہتے ہیں کہ ''ڈومور'' ہاں we do more!......لیکن جب ہماری باری آتی ہے، then we except that they will do more also...... ایک چیز جو ہماری قوم سمجھتی ہے اور بی بی سی کے through میں convay بھی کرنا چاہوں گا west کو، آپ سمجھتے تو ہمیں ہیں کہ ہم آپ کے allies ہیں آپ کے لیے ہم نے ساٹھ ہزار جانوں کو نذرانہ بھی دے دیا، ایک سو بتی بچے بھی شہید ہو گئے، اور جب اوباما صاحب تشریف لا رہے ہیں اس region میں تو وہ پاکستان کو بغیر ملے ای چلے گئے، وہ بغیر افسوس کرے ای چلے گئے [تاسف بھرا لہجہ]......تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اوباما صاحب پشاور آجاتے دومنٹ کے لیے، چلو وہاں نہیں تو اسلام آباد آجاتے پاکستانی قوم کی تھوڑی ڈھارس بجادیتے [چہرے پر حسرت و یاس کے جذبات]......جس کے ساتھ آپ لڑرہے ہیں جو آپ کے لیے اپنی جانیں دے رہا ہے اُس کو آپ چھوڑ کر انڈیا جائیں گے [شکوے سے گلوگیر آواز] اور اُس انڈیا میں وہ انڈیا جو روز ہم پر حملہ کرتا ہے، ہماری ایل او سی پے، جب اوباما صاحب جائیں گے تو پتا نہیں کتنا شیر بن کر سامنے آئے گا''

☆☆☆☆☆

بقیہ: یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں!!!

کتاب (OBAMA's WARS) کا مصنف ۲۰۰۸ء کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:
''پینٹا گون میں باوردی فوج، جنرل، ایڈمرل کرنل ہزاروں دوسرے افسر اور سویلین عراق اور افغانستان کی بجائے مستقبل کی جنگوں کے لیے منصوبہ بندی اور اسلحے کی فراہمی میں مصروف تھے۔ ۲۰۰۸ء کی جنگیں بھلائے ہوئے۔ ابتدائی طور پر رابرٹ گیٹس (سیکرٹری دفاع، ۲۰۰۸ء) کے لیے یہ ناقابل یقین تھا۔ پینٹا گون میں اس کے قریب ترین مشیر کے مطابق وہ حیرت زدہ تھا۔ پینٹا گون کی لامنتہا میٹنگیں، بحث مباحثے، شیڈول سب کسی دور دراز ممکنہ جنگوں بارے ہوتیں۔ افسران نئے بحری جنگی جہاز، ٹینک، رڈار، میزائل، جدید ترین ہائی ٹیکنالوجی سازوسامان کی تیاری اور فراہمی کے پروگرام میں مصروف تھے۔ وہ ۲۰۰۸ء کی جنگیں بھلائے ۲۰۱۵ء یا ۲۰۲۰ء کی جنگیں لڑنے پر کمر بستہ تھے۔
شاید اب ۲۰۱۵ء میں شام کے لیے داعش کی آڑ میں ۷۰ ممالک کا اکٹھ ۴ ہزار امریکی فوجیوں کی کویت میں تعیناتی اب مذکورہ بالا تیاری کا پس منظر واضح کیے دیتی ہے۔ اسی دوران میں موسم کنٹرول کرنے کا امریکی منصوبہ (جو آمدِ دجال بارے موسمیاتی کنٹرول والی حدیث کے عین مطابق ہے!) ایک سائنس دان نے افشا کیا ہے۔ جسے ری پبلیکنز نے ایک طرح کی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا بظاہر بند ہونے کے باوجود چلتا رہا۔ سی آئی اے کی گہری دلچسپی کی بنا پر اسے آگے بڑھایا گیا۔ اسے بطور اقتصادی و عسکری ہتھیار بھی استعمال کیا جا سکتا ہے! لیکن مطمئن رہیے یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں!

آپ تسلی سے سو جائیے! باقی کام ہمارا ہے! اسلام کا تحفظ، مسلمانوں اور رواداری کا تحفظ اوباما، کیری، برطانیہ، فرانس کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔ یہ کچھ دیوانے ہیں جن سے ملکوں ملک نمٹنا ضروری ہے۔ مثلاً سویڈن والے بابائے آزادی اظہار پر حملہ کر دیا۔ کلب سویڈن نے کیا کیا تھا؟ آپ کو یاد ہوگا واشنگٹن ٹائمز نے (مئی ۲۰۰۵ء میں) کتا بنا کر اس پر پاکستان لکھا تھا...... جب ہم کلبی (قلبی) وفاداری کے ساتھ عرب پکڑ پکڑ کر دینے کی خدمت انجام دے رہے تھے......ہم آگ بگولہ ہو گئے تھے...... دماغ، دل (اگر ایمان کی رتی بھی ہو) پر کیا گزرے گی اگر ایسی حرکت سویڈش ملعون نے شانِ رسالت میں کی ہو؟ اس کا بدلہ اتارنے کو دیوانہ ہو جانے والا شدت پسند کہلائے گا۔ کلب سویڈن مہذب شائستہ روادار، امن پسند بابائے آزادی اظہار ہوگا۔

مزید برآں پوری مسلم دنیا عالمی سازشوں کے نتیجے میں عدم استحکام اور شدید انتشار سے دوچار کر دی گئی ہے۔ یہود و نصاریٰ نے کئی دہائیوں سے تہذیبوں کے تصادم، اسلامک تھریٹ، کے نام سے تیاری جاری رکھی۔ مشرق وسطیٰ اور پاکستان کے نئے نقشے تک جاری کیے۔ مگر یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں ہے! ڈٹ کر ساتھ دیجیے!۔

☆☆☆☆☆

22 فروری: صوبہ ننگرہار.................سرحدی شہر طورخم.................فوجی مرکز میں مجاہدین کے نصب کردہ بم حملہ میں 3 اہل کار ہلاک

پاکستانی فوج کی نظریاتی اساس

نائلہ تبسم

زیر نظر مضمون پاکستان آرمی کے ترجمان ''الہلال'' سے لیا گیا ہے۔ اس مضمون میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان آرمی ایک پروفیشنل سیکورٹی ادارہ ہے۔ اس کا کوئی تعلق مذہب، اخلاق اور کردار سے نہیں ہے۔ اس کے پیشہ ورانہ فرائض کی انجام دہی میں پروفیشنل ازم ہی اصل عامل ہے۔ پروفیشنل ازم کیا ہے؟ اس کا جواب پاکستان آرمی کی اب تک کی تاریخ ہے۔ یعنی اگر اسے انڈیا پر حملہ کرنے کا حکم ملے تو وہ انڈیا پر حملہ کردے گی اور اگر اپنے ہی ملک کے باشندوں کو گولیوں سے بھوننے کا آرڈر ملے تو وہ اس سے دریغ نہیں کرے گی۔ بلکہ اس کام میں وہ ہمیشہ مستعد رہی ہے اور اپنے ہم وطنوں کو اس نے زیادہ تن دہی سے قتل کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ ''ایمان، تقویٰ، جہاد'' کا ماٹو رکھنے والی فوج بوقت ضرورت کس طرح پینترا بدلتی ہے کہ یہی پروفیشنل ازم ہے!!!

اکثر حلقوں میں یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ پاکستانی فوج کی نظریاتی اساس کیا ہے۔ کیا اسے مسلم فوج کہنا چاہیے؟ کیا اس فوج کی مذہبی، اخلاقی اور پروفیشنل اقدار وہی ہیں جو قرون اولیٰ کی مسلم افواج کی تھیں؟ کیا اس کے ڈانڈے مغل فوج سے ملانے چاہئیں جس میں ہندوستان میں رہنے والی تمام اقوام اور تمام مذاہب و ادیان کے لشکری شامل تھے؟ کیا اس کی نظریاتی اساس کا دارومدار برٹش انڈین آرمی پر تھا کہ جس کی کوکھ سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستانی فوج نے جنم لیا؟

حقیقت یہ ہے کہ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستانی فوج بالعموم اور پاکستانی آرمی بالخصوص انہی نظریاتی بنیادوں کی امین تھی جو تقسیم سے پہلے برٹش انڈین آرمی نے اپنے لیے متعین کر رکھی تھیں یا جن کو خود سرکار برطانیہ نے متعین کر کے برطانوی ہند میں اپنی فوج پر نافذ کیا تھا (فوج سے مراد Millitary ہے جس میں تینوں سروسز یعنی آرمی، نیوی اور ائر فورس کو شامل کیا جاتا ہے جب کہ پاکستانی آرمی سے مراد صرف ایک سروس یعنی Army ہے)۔ یہ استدلال بجا طور پر درست سمجھا جا سکتا ہے کہ پاکستانی فوج کی نظریاتی اساس وہی تصور کی گئی تھی جو برٹش انڈیا کی تقسیم کے وقت پاکستان کے عوام کی تھی۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہ اساس اسلامی نہیں تھی بلکہ شدت سے سیکولر اور پروفیشنل تھی۔

برطانوی کمانڈروں کو دنیا کی مختلف اقوام و ممالک بلکہ مختلف براعظموں میں مختلف افواج کو کھڑا کرنے اور ان کو کمانڈ کرنے کا وسیع بے مثال تجربہ حاصل تھا۔ ان کو معلوم تھا کہ مذہب ایک نہایت حساس معاملہ ہے۔ اس لیے انہوں نے ساری دنیا پر حکومت تو کی لیکن اپنی فوج کو کسی ایک مذہب کی بنیاد پر استوار نہیں کیا۔ انہوں نے کثیر المذاہب اور کثیر الاقوام افواج کھڑی کیں اور ان کے حساس مذہبی معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ انہوں نے تمام مذاہب کو اپنے اپنے طریقے پر مذہبی رسوم ادا کرنے کی نہ صرف کھلی آزادی دی بلکہ ایسی فضا پیدا کی جس میں ان رسوم کی ادائیگی میں حتی المقدور معاونت اور امداد بہم پہنچائی جا سکے۔

انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی وجوہات کی نہایت باریک بینی سے چھان بین کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر اپنی رٹ مقبوضہ ممالک میں مضبوط کرنی ہے اور اپنی حکمرانی کو طول دینا ہے تو پھر ہر مذہب کے سپاہیوں اور افسروں کو یہ یقین دلانا پڑے گا کہ تاج برطانیہ سیکولر اقدار پر یقین رکھتی ہے۔ چنانچہ برطانوی حکمرانوں نے مذہب کے فیکٹر کی بجائے پروفیشنل فیکٹروں پر زور دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ رہا یہ سوال کہ برٹش انڈین آرمی میں پروفیشنل اقدار کیا تھیں اور انگریز نے ان کو کس طرح انڈین آرمی کے مختلف مذہبی گروپوں پر لاگو کیا تو یہ ایک دوسرا موضوع ہے۔

ہمیں اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ اگست ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان وجود میں آیا تو پاکستانی فوج کی نظریاتی اساس غیر مذہبی تھی۔ دوقومی نظریے کا اظہار جس انداز میں سویلین آبادیوں کے قتل عام میں ظاہر ہوا، اس کی کوئی چھوٹی سی مثال بھی پاکستان اور بھارت کی افواج میں دیکھنے کو نہیں ملتی، بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ تقسیم کے وقت بٹوارے کا سب سے زیادہ صدمہ دونوں ممالک کی افواج کو ہوا۔ سپرٹ ڈی کور کا یہ عالم تھا کہ جب دونوں مذاہب (نہ صرف ہندو اور مسلمان بلکہ سکھ بھی) کے سپاہی اپنی یونٹ اور رجمنٹ سے بچھڑ کر ایک ملک سے دوسرے ملک کو جا رہے تھے تو ان کی آنکھوں میں نفرت کے انگاروں کی جگہ جدائی کے آنسو رواں تھے اور دل سے نظریاتی کدورت کی جگہ سیکولرانس و محبت کی آہیں اور سسکیاں پھوٹ رہی تھیں۔

جیسا کہ میں نے سطور بالا میں ذکر کیا ہے، برطانوی افسروں نے برٹش آرمی کی ٹریننگ اور اس کی موٹیویشن سیکولر بنیادوں پر استوار کی۔ انہوں نے اپنی افواج کو کسی بھی قسم کی نظریاتی، سیاسی اور مذہبی آویزش سے پاک صاف اور مبرا رکھا اور ٹروپس کو پروفیشنل اور صرف پروفیشنل پہلوؤں کا اسیر بنائے رکھا۔ اس سیکولر ٹریننگ کی تاثیر کے ثبوت برصغیر تقسیم ہو جانے کے بعد بھی دونوں ممالک (پاکستان اور بھارت) کی افواج میں کثرت سے دیکھنے میں آئے۔

22 فروری: صوبہ قندوز...............صدر مقام قندوز...............گھات اور سنائپر گن کے حملے...............3 فوجی اہل کار ہلاک

میں یہاں کرنل سکندر خان بلوچ کی کتاب ''عسکریت پسندیاں'' میں درج ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ وہ لکھتے ہیں:

''ایک واقعہ جس نے مجھے بہت متاثر کیا، اس کا تعلق ۴۸۔۱۹۴۷ء کی جنگ کشمیر سے ہے۔ یہ واقعہ مجھے ایک پرانے کشمیری صوبیدار نے سنایا جو بقول اس کے اس واقعہ کا چشم دید گواہ تھا۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ انڈین آرمی کا حوالدار جرنیل سنگھ اور پاکستان آرمی کا حوالدار محمد رمضان دونوں کا تعلق مشرقی پنجاب کے ایک ہی گاؤں سے تھا۔ دونوں پڑوسی تھے اور ہم عمر بھی، بچپن میں مل کر کھیلے، ایک ہی سکول میں پڑھے اور کلاس فیلو بھی تھے لہٰذا دونوں میں بڑی ہری دوستی تھی۔ دونوں ایک ہی دن فوج میں بھرتی ہوئے اور حسن اتفاق سے ایک ہی بٹالین میں گئے۔ دونوں والی بال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے، لہٰذا یونٹ ٹیم میں کھیلتے تھے۔ رمضان کا باپ پیشے کے لحاظ سے کمہار تھا، سردار صاحب جب زیادہ جوش میں آتے تھے تو اسے ''اوکمہار دے پترا'' کہہ کر بلاتے۔ رمضان اسے ''اوسکھ دے پترا'' کہہ کر بلاتا......لیکن دونوں کی دوستی مثالی تھی۔

پھر ہندوستان تقسیم ہوگیا۔ جرنیل سنگھ ہندوستان میں رہ گیا اور رمضان پاکستان آ گیا۔ اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ دونوں کی بٹالینیں کشمیر کے ضلع پونچھ میں لڑائی میں آمنے سامنے آ گئیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کا پتہ چل گیا۔ لہٰذا دونوں نے ایک دوسرے سے ملنے کے لیے ایک کوڈ مقرر کیا۔ یہ کوڈ ایک پرانا کپڑا تھا، جب جرنیل سنگھ اپنا انڈر رویئر سوٹی پر رکھ کر اوپر کرتا تو رمضان اس کے جواب میں اسی طرح چھڑی پر کپڑا اوپر کر دیتا اور دونوں مقررہ جگہ پر مل لیتے۔

ایک دفعہ جرنیل سنگھ نے انڈر رویئر اوپر کیا۔ رمضان نے اسی طرح جواب دیا۔ جرنیل سنگھ نے آواز دے کر پوچھا۔

''کچھ پتی چینی ہے صبح سے چائے نہیں ملی؟''

رمضان نے پتی اور چینی سٹور سے نکالی اور چپکے سے سامنے No Man Land میں ایک چوٹی پر رکھ کر واپس آ گیا اور حسبِ روایت سوٹی پر انڈر رویئر کھڑا کر دیا...... کچھ دیر بعد ان کی یونٹ کے ایریا سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آیا، شاید جرنیل سنگھ کی یونٹ والے چائے بنا رہے تھے۔

ایک دن رمضان کی پلاٹون کو سامنے ایک ٹیکری پر قبضہ کرنے کا حکم ملا۔ علی الصبح نماز کے بعد حملہ شروع ہوا۔ سکھوں کی طرف سے سخت مزاحمت ہوئی، حوالدار رمضان آگے آگے راہ نمائی کر رہا تھا، گولی لگی اور وہ گر گیا۔ ایک سپاہی نے زور سے پیچھے آ کر آواز دی۔

''استاد جی شہید ہوگئے ہیں جلدی آؤ''۔

جرنیل سنگھ کہیں دوربین سے دیکھ رہا تھا۔ اُس کی نظر رمضان پر پڑی تو اُس نے سیٹی مار کر اپنے علاقہ سے فائر بند کرا دیا۔ ایک چھتری کے اوپر سفید چادر لٹکا کر No Man Land میں آ کر آواز دی ''او موسلیو! گولی نہ چلانا، مینوں سجناں نال مل لین دینا''۔

لہٰذا ادھر سے بھی خاموشی ہوگئی۔ جرنیل سنگھ اس ٹیکری پر آیا جہاں رمضان گرا پڑا تھا۔ اس کا خون بہہ رہا تھا، جرنیل سنگھ نے رمضان کے منہ پر ہاتھ پھیر کر آنکھیں بند کیں، جیب سے رومال نکال کر اس کے چہرے پر ڈالا۔ ساتھ ہی ایک جنگلی بوٹی سے دو تین پھول توڑ کر اس کے چہرے پر ڈال کر سلیوٹ مارا۔ دو آنسو ڈھلک کر سردار صاحب کے چہرے پر آ گئے......اس نے کہا ''اوکمہار دے پترا!......رب راکھا''۔ اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اپنے علاقے پہنچ کر پھر سیٹی بجائی...... جنگ شروع ہو چکی تھی!''

☆☆☆☆☆

بقیہ: نظام عدل یا نظام ظلم؟

اب معلوم ہونے پر یہاں چند قیدیوں نے تھوڑے تھوڑے پیسے ڈال کر چار ہزار روپے اکٹھے کر کے سپریم کورٹ اسلام آباد اس ریڈر کو بھیجے ہیں......اب امید ہے کہ چند ایام تک میں رہا ہو جاؤں گا......ان شاء اللہ''......

جس وقت اشرف اپنی رہائی کی امید لگا کر بیٹھا مجھے یہ باتیں سنا رہا تھا اس سے تقریباً تین چار ماہ بعد وہ رہا ہو گیا...... یہ ہیں ہمارے حکمران، ہماری عدالتیں اور عدالتوں کا انصاف......یہ صرف ایک کہانی ہے، ایسی سیکڑوں ہزاروں داستانیں اور لاتعداد بپتائیں پاکستان بھر کی جیلوں میں، عدالتوں میں، کچہریوں کی سیڑھیوں میں اور تھانوں میں سنی اور دیکھی جا سکتی ہے......اور پھر وہ جو بالکل ہی لاپتہ کر کے خفیہ کال کوٹھڑیوں میں ڈال دیے گئے، اُن کی آپ بیتیاں اس سے بھی الم ناک اور اندوہ ناک ہیں!

☆☆☆☆☆

''ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی ارض مقدس کو آزاد کروانے کے راستے پر رواں دواں ہیں...... صبر ہمارا ہتھیار ہے اور ہم اپنے رب ہی سے نصرت کے طلب گار ہیں......اور ہم کبھی مسجد اقصیٰ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ فلسطین ہمیں اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہے......سو اے کافرو! تم جتنا چاہو جنگ کو طول دے لو!......لیکن اللہ کی قسم! ہم اس پر ذرہ بھر سمجھوتہ نہیں کریں گے''۔

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

22 فروری: صوبہ کنڑ.................صدمقام اسعد آباد اور ضلع سرکانو.................مجاہدین کے گشتی پارٹی اور چوکی پر حملے.................3 اہل کار ہلاک

فضائل بحری جہاد اور عالمی پانیوں کی صورت حال

حذیفہ خالد

طبرانی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ

''سمندر میں ایک غزوہ خشکی کے دس غزوات سے بہتر ہے اور جو شخص سمندر پار کر کے نکل گیا اس نے گویا تمام وادیوں کو طے کر لیا اور سمندری جہاد میں جس کا سر چکرانے لگا وہ ثواب میں ایسا ہے جیسا کوئی شخص اپنے خون میں لت پت ہو گیا''......

بخاری شریف کی ایک حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ام حرام رضی اللہ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور پھر اس حالت میں بیدار ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کیوں رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو سمندر کی موجوں پر سوار ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے، یہ لوگ تختوں پر بادشاہوں کی طرح لگ رہے تھے......ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے گا کہ میں انہی لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگ لی اور پھر سو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کچھ دیر بعد) پھر بیدار ہوئے اور آپ مسکرا رہے تھے ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح فرمایا کہ میری امت کے لوگ مجھے دکھائے گئے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سمندر کی موجوں پر سوار ہو کر جہاد کریں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے انہیں لوگوں میں سے کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے والوں سے ہو......پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ام حرام رضی اللہ عنہا سمندری سفر کے لیے سوار ہو گئیں جب سمندر کو پار کر لیا تو سواری سے گر وفات پا گئیں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

''اگر میں مرد ہوتی تو میں صرف بحری جہاد میں شریک ہوتی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو سمندر میں جھٹکے آئے اور اس کا سر چکرایا وہ ثواب کے اعتبار سے ایسا ہے کہ جیسا کہ خشکی میں کوئی شخص اپنے خون میں لت پت الٹ پلٹ رہا ہے'' (کتاب السنن)۔

حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سمندری شہدا خشکی کے شہدا سے افضل ہیں''۔ (مشارع اشواق)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص میرے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہو سکا اس کو چاہیے کہ سمندری جہاد میں حصّہ لے'' (طبرانی)۔ ایک روایت میں آیا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے قبض ارواح کے لیے فرشتوں کو مقرر کیا ہے مگر سمندر کے شہدا کی ارواح خود قبض فرماتا ہے اور خشکی کے شہدا کے سارے گناہ معاف فرماتا ہے ماسوائے قرض کے لیکن سمندر کے شہدا کے تمام گناہ بمعہ قرض معاف فرماتا ہے''۔

یہ تمام احادیث مبارکہ مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب دعوت جہاد میں (باب بحری جہاد و مجاہدین کے فضائل صفحہ ۱۵۷) میں تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں۔ ان احادیث کے علاوہ بحری معرکوں کے متعلّق بعض روایات ایسی بھی ہیں جن میں مستقبل کے واقعات کی پیشن گوئی بھی ہے......حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مغرب میں بھیڑ کی مدتِ حمل کے برابر ایک بادشاہ ہو گا جو اہل شام کے مقابلے کے لیے جہاز تیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ (ان کو تباہ کرنے کے لیے) تیز ہوا بھیج دے گا یہاں تک کہ اللہ ان (جہازوں) کو نکلنے کی اجازت دے دے گا تو وہ 'عکا' اور 'نہر' کے درمیان لنگر انداز ہوں گے پھر ہر لشکر دوسرے کی مدد کریگا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ نہر کون سی ہے جہاں اہل مغرب آ کر لنگر انداز ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا دریائے ارنط یعنی نہر حمصا ور مہراقہ (اقرع اور مصیصہ کے درمیان کا علاقہ ہے)۔ [الفتن نعیم بن حماد ج ۲ ص ۲۶۹]

آئیے اب عالمی پانیوں میں ہونے والی کفار کی صف بندیوں کی صورت حال کا بھی کچھ جائزہ لے لیا جائے۔ عموماً جب ایک ملک کی جانب سے اپنے ملک میں ہی کسی نئے ہتھیار کا تجربہ کیا جاتا ہے تو ہمسایہ ممالک کی طرف سے خدشات کا اظہار کیا جاتا ہے چہ جائیکہ

23 فروری: صوبہ ننگرہار......ضلع بہسود......ریموٹ کنٹرل بم دھماکہ......پولیس افسروں اور اہل کاروں کی 2 گاڑیاں مکمل تباہ......گاڑیوں میں سوار تمام اہل کار ہلاک اور زخمی

کوئی ملک ہزاروں کلومیٹر دور کسی دوسرے ملک کی سرحد پر آ کر کوئی تجربہ کرے اور اس ملک کے حکمرانوں کے ماتھوں پر بل تک نہ آئیں۔ دسمبر ۲۰۱۴ء میں امریکی نیوی نے ۳۳ کلو واٹ کے ایک نئے ہتھیار Laser weapon system کا تجربہ خلیج فارس کے پانیوں میں کیا اور ساتھ ہی ساتھ امریکن نیوی کو ضرورت پڑنے پر اس کے استعمال کی منظوری بھی دے دی گئی۔ اس تجربے پر کسی خلیجی ملک کو کوئی تشویش نہیں ہوئی کہ یہ تجربہ یہاں ہی کیوں کیا گیا۔

متحدہ عرب امارات:

عرب امارات کی حکومت جس نے عرصہ دراز سے امریکی بیس کی موجودگی کو اینٹی امریکن جذبات کے فروغ کے خوف سے خفیہ رکھا خود ہی پچھلے سال اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ ''ہماری خدمات اور کوششوں کا بہتر طریقے سے اعتراف نہیں کیا گیا''۔ واشنگٹن میں یو اے ای کے سفیر عتیبہ کہتا ہے کہ ''خطے میں ہم سے بہتر امریکہ کا کوئی دوست نہیں، شام اور عراق میں حملوں کے لیے ہمارے ہوا باز ساتھ ہوتے ہیں''۔ داہفرا ایں امریکی بیس جہاں ۳۵۰۰ کے قریب امریکی فوجی موجود ہوتے ہیں، ساتھ جبل علی بندرگاہ پر بھی امریکی جنگی بحری جہازوں کے لیے خاص انتظامات ہیں۔ اب حالیہ دنوں میں پھر یو اے ای حکومت کی جانب سے امریکی اتحاد سے نکلنے کا فیصلہ سامنے آیا ہے جس کی میں کتنی صداقت ہے یہ آنے والا وقت ہی بتا سکتا ہے۔

کویت:

کویت عراق جنگ میں کویت کے دفاع کے لیے آنے والی امریکی افواج آج تک براجمان ہیں بلکہ ان میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ کویت کے دفاع کے بدلے کویت کی تمام فضا و بحری اڈوں پر امریکی افواج کو مکمل اختیار دینے کے علاوہ امریکہ کو ارزاں نرخ پر تیل فراہم کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں ہونے والے اس دس سالہ معاہدے کو غیر معینہ مدت تک کے لیے توسیع دی گئی اور جو تا حال قائم ہے۔ ۱۵ فروری ۲۰۱۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق ۴۰۰۰ کے قریب امریکی فوجی اہلکار کویت میں تعینات کیے جائیں گے جو ٹینکوں، جنگی ساز وسامان سے مکمل لیس ہوں گے، اس بریگیڈ کا کمانڈر کرنل گریگ سیرا ہوگا۔ واضح رہے کہ پاکستان کے ایک ضلع کے برابر اس ملک کویت میں پہلے سے ہی دس فوجی اڈے موجود ہیں جن میں پندرہ سے بیس ہزار امریکی فوجی موجود ہوتے ہیں۔

بحرین:

بحرین میں امریکی نیوی کا بیس ۱۹۸۱ء میں قائم ہوا جب بحرین نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی، اس بیس کا بنیادی مقصد امریکہ کے بحری بیڑے نمبر ۵ کو سپورٹ فراہم کرنا ہے یہ امریکی بحری بیڑہ خلیج عربی سے خلیج عمان، خلیج عدن اور بحر احمر تک پھیلا ہوا ہے۔ جفیر اور مانامہ میں بھی امریکیوں کے بیس قائم ہیں، عراق اور افغان جنگ کے لیے بھی فورسز کو یہیں سے امداد فراہم کی جاتی رہی ہے۔ دسمبر ۲۰۱۴ء کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانوی افواج بھی بحرین میں ملٹری بیس قائم کریں گی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس برطانوی ملٹری بیس کی تعمیر پر آنے والی لاگت میں سے پندرہ ملین پاؤنڈ کی رقم بحرین کی حکومت برداشت کرے گی، پورٹ مینا سلمان کو مستقل بنیادوں پر برطانوی رائل نیوی کے تصرف میں دیا جائے گا جہاں طیارہ بردار جنگی بحری جہازوں کی آمد ورفت ممکن ہو سکے گی۔

قطر:

۱۹۹۱ء کی خلیج جنگ کے بعد سے امریکہ اور قطر میں دفاعی معاہدوں کی ابتدا ہوئی۔ صدام حکومت کے خاتمے کے بعد امریکہ نے فضائی آپریشن سینٹر کو جو پہلے سعودی عرب میں پرنس سلطان ہوائی اڈے میں تھا' سے منتقل کر کے قطر میں دوہا سے ۲۰ میل کی دوری پر العدید کے مقام پر شفٹ کر دیا۔ اگرچہ قطر کے فضائی اڈے امریکی جہازوں کے استعمال میں رہے لیکن اس کو ممکنہ حد تک خفیہ ہی رکھنے کی کوشش کی گئی۔

سعودی عرب:

خلیج کی جنگ کے دوران میں سعودی عرب کی حفاظت کے نام پر آنے والی امریکی افواج بظاہر امریکی دعوے کے مطابق ۲۰۰۳ء میں واپس چلی گئیں تھیں لیکن اس دعوے کا پول اس وقت کھلا جب یمن میں سعودی عرب سے اڑنے والے امریکی ڈرونز نے شیخ انور العولقی رحمہ اللہ کو ۲۰۱۱ء میں شہید کیا جو اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ امریکی ناپاک فوجی ابھی تک سعودی عرب کی سرزمین پر موجود ہیں۔ سعودی عرب کے اطراف عالمی پانیوں میں امریکی بحری بیڑے اور جنگی جہازوں کی حقیقت تو ہر صاحب ایمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

عمان:

عمان کی آبی گزرگاہ امریکہ کے لیے اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ دنیا بھر کی تیل کی ایکسپورٹ کا ۴۰ فی صد حصہ اس آبی گزرگاہ سے گزرتا ہے جہاں عمان واقع ہے۔ عمان کی سرحد چونکہ یمن سے بھی ملتی ہے لہٰذا بارڈر کی سیکورٹی کے حوالے سے بھی امریکہ اور عمان کے دفاعی معاہدے ہوتے رہے ہیں۔ ساتھ ہی عمان سے متصل ایک جزیرہ مسیرا ہے جہاں برطانوی افواج کا ملٹری بیس ۱۹۳۰ء میں قائم ہوا جو ۱۹۷۷ء تک قائم رہا۔ ۱۹۸۰ء میں امریکہ کے ساتھ ہونے والے دفاعی معاہدوں کی بدولت اس جزیرے کو امریکی افواج خطے میں فورسز کے لیے سپلائی کے سٹوریج سنٹر اور ملٹری بیس کے طور پر استعمال کرتی رہیں۔ ۲۰۰۹ء میں اس جزیرے پر موجود امریکی بیس کو ایک امریکی کنٹریکٹر فرم ڈائن کارپ کے حوالے کیا جس کا بنیادی مقصد امریکی افواج کو سپورٹ فراہم کرنا ہے۔ واضح رہے کہ بلیک واٹر قسم کی یہ کمپنی پاکستان میں بھی موجود ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

23 فروری: صوبہ زابل.................. سیوری اور شاہ جوئے اضلاع.................. مجاہدین کے حملے اور ریموٹ کنٹرول بم دھماکے.................. 5 اہلکار ہلاک

مصری فوج کس طرح عوام کا استحصال کر رہی ہے! ایک جائزہ

ڈاکٹر ولاء رمضان

بین القوامی جریدے مڈل ایسٹ مانیٹر (Middle East Monitor) کے جولائی ۲۰۱۴ء کے شمارے میں شائع شدہ مضمون باعنوان The Egyptian military empire کا اردو ترجمہ......

عالم اسلام کے کئی ممالک پر مغربی استعماری دور کی باقیات کی صورت میں فوج بُرے طریقے سے مسلط ہے۔ ذیل کے مضمون میں مصر کا تذکرہ ہے جس میں فوج مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے عوام کا استحصال کر رہی ہے۔ پاکستان سمیت اکثر و بیشتر مسلم ممالک میں بسنے والے اہل ایمان کی گردنوں پر جو جرنیلی ٹولہ مسلط ہے اُس کے سیاہ کرتوتوں کو مصری فوج کے ''آئینہ'' میں دیکھا جا سکتا ہے!

افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں سب سے بڑی فوج مصر کی ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق مصر کی فوج دنیا کی ۱۳ویں بڑی فوج ہے۔ بری، بحری اور فضائی فوج کی نفری کے ساتھ ساتھ مصر میں نیم فوجی یونٹس بھی ہیں، جن میں وزارت داخلہ کے تحت سینٹرل سکیورٹی فورسز اور وزارت دفاع کے تحت نیشنل گارڈز اور بارڈر گارڈ فورسز شامل ہیں۔ ان تمام فورسز کی نگراں دی سپریم کونسل آف آرمڈ فورسز ہے جو ۲۱ افسران پر مشتمل ہوتی ہے۔

مصر کی مسلح افواج کو امریکہ سے غیر معمولی فوجی امداد ملتی ہے۔ مصر کی حکومت کو ہر سال امریکہ کی طرف سے ڈیڑھ ارب ڈالر دیے جاتے ہیں، اس کا بڑا حصّہ فوجی امداد پر مشتمل ہوتا ہے۔ جولائی ۲۰۱۳ء میں مصر کی پہلی غیر فوجی منتخب حکومت کا تختہ الٹے جانے پر امریکی امداد روکنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ بعد ازاں جنرل السیسی نے نام نہاد انتخابات میں ''بے مثال کامیابی'' کے اعلان کے بعد امریکی کانگریس نے مصر کی فوجی اور اقتصادی امداد بحال کر دی۔ جب کہ تمام تر غیر جانب دار مبصرین نے قرار دیا تھا کہ جن انتخابات میں جنرل السیسی کو ''بھرپور کامیابی'' ملی، ان میں بڑے پیمانے پر دھاندلی ہوئی اور مخالفین کو عوام کی نمائندگی کا حق حاصل کرنے سے جبراً روکا گیا تھا۔

امریکہ سے ملنے والی فوجی امداد کا بڑا حصّہ سامان حرب پر مشتمل ہوتا ہے۔ امریکہ سے مصری فوج کو ٹینک اور جیٹ طیارے اتنی بڑی تعداد میں ملتے رہے ہیں کہ اب وہ فاضل ہو چلے ہیں اور بظاہر اُن سے استفادہ بھی نہیں کیا جا رہا۔

مصر میں فوج کو غیر معمولی قوت حاصل ہے۔ اس قوت ہی کی بدولت اُس کا وقار بھی قائم ہے اور وہ کسی قسم کی عوامی یا حکومتی نگرانی کے بغیر مکمل آزادی و خودمختاری کے ساتھ کام کرتی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں محمد نجیب اور جمال عبدالناصر کی قیادت میں فری آفیسرز موومنٹ نے شاہ فاروق کا تختہ الٹا تھا۔ تب سے ۲۰۱۱ء میں حُسنی مبارک کا دھڑن تختہ ہونے تک مصر میں آنے والے صدور (جمال عبدالناصر، انور سادات اور حسنی مبارک) کا تعلّق فوج سے تھا۔

تین سال قبل جب کئی دوسرے افریقی و عرب ممالک کی طرح مصر میں بھی آزادی اور بیداری کی لہر اٹھی، تب ملک میں پہلی بار فوجی حکمرانی کی راہ میں دیوار کھڑی ہوئی۔ ڈاکٹر محمد مرسی ملک کے پہلے باضابطہ منتخب ہونے والے اور غیر فوجی صدر تھے۔

صدر محمد مرسی کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد بھی انہیں تمام آئینی اختیارات نہیں دیے گئے تھے۔ اُن کی حکومت کو فوج سمیت تمام ریاستی اداروں پر کنٹرول حاصل نہیں تھا۔ سویلین صدر کی موجودگی میں بھی مصر کی فوج کسی بھی قسم کی قانونی اور پارلیمانی نگرانی سے باہر رہی تھی۔

مصری فوج کے اپنے اسپتال، تعلیمی ادارے، تجارتی کمپلیکس، سوشل کلبس، پٹرول پمپس، فیکٹریز اور کئی کمپنیاں ہیں۔ اس کی ملکیت میں سیکڑوں فٹ بال گراونڈز اور ریستوران بھی ہیں۔ فوج مصر کی تجارتی سرگرمیوں میں بھی خوب مشغول ہے۔ اس کی ملکیت میں بہت سے صنعتی یونٹس بھی ہیں۔ سڑکوں اور مکانات کی تعمیر کے تقریباً تمام ہی بڑے ٹھیکے وہ لیتی ہے۔ تفریحی مقامات کے نظم و نسق کے ساتھ ساتھ وہ رئیل اسٹیٹ کے کاروبار میں بھی مصروف ہے۔

مصر کی فوج ملکی معیشت میں غیر معمولی حد تک مشغول اور منہمک ہے۔ اُس کی ملکیت میں موجود تمام اداروں کی مجموعی مالیت کتنی ہے؟ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ فوج کے زیر اہتمام چلنے والے کاروبار کا آڈٹ ہوتا ہے، نہ اُس پر کوئی ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔ قاہرہ کی امریکن یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کے سربراہ خالد فہمی کہتے ہیں کہ مصری فوج بہت حد تک 'گرے اکانومی' ہے۔ یہ نام اُسے اس لیے دیا جا سکتا ہے کہ اس کے بیش تر معاملات پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ پارلیمنٹ کو فوج سے کسی بھی معاملے میں کچھ بھی پوچھنے کا اختیار نہیں۔ فوج کے کسی بھی ادارے یا کسی بھی معاملے کا آڈٹ نہیں کرایا جا سکتا۔

جولائی ۲۰۱۳ء میں سویلین منتخب حکومت کے خلاف سخت کریک ڈاون کے

23 فروری: صوبہ غور.................ضلع بسا یسند................خفیہ ادارے کا عادل نامی جاسوس گرفتار...............اس کا مقدمہ شرعی عدالت کے حوالہ کر دیا گیا۔

ذریعے مصری فوج نے یہ پیغام دیا کہ وہ ملک کو ہر قیمت پر اپنی مٹھی میں رکھنا چاہتی ہے اور اس معاملے میں وہ کسی کی کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حالیہ سویلین حکومت کی غیر قانونی برطرفی کے بعد مصری فوج نے سڑکوں کی تعمیر اور دیگر پرکشش منصوبوں میں اپنا عمل دخل مزید بڑھا دیا ہے۔ اس نے اپنے ریٹائر افراد اور فوجی افسران کے رشتہ داروں کو ملک کے اہم عہدوں پر بٹھا دیا ہے تا کہ اُس کے کسی بھی کام میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہ ہو۔

ٹھیکوں کے حصول میں ہر طرح کے ہتھکنڈے اختیار کیے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مرسی نے نہر سویز کے احیا کا خواب دیکھا تھا۔ انہوں نے جو منصوبہ عوام کے سامنے رکھا اس پر مکمل دیانت سے عمل کی صورت میں مصر کی آمدنی میں سالانہ اربوں ڈالر کا اضافہ متوقع ہے۔ مصری فوج نہیں چاہتی کہ نہر سویز کی توسیع اور کسی حد تک تعمیر نو کا ٹھیکہ کسی اور کو ملے۔ نہر سویز کے راستے عالمی تجارت کا ۸۱ فی یصد آگے بڑھتا ہے۔ یہ ایک اسٹریٹجک اثاثہ بھی ہے۔ نہر سویز کو توسیع دینے کے منصوبے میں بندرگاہ اور ٹرمنل کی توسیع، نئے ایئر پورٹ کی تعمیر اور ایک نئے صنعتی زون کی ترقی بھی شامل ہے۔ یہ منصوبہ دو عشروں میں مکمل ہوگا اور اس پر کم و بیش ۸/ارب ۶۰ کروڑ ڈالر خرچ ہوں گے۔

صدر محمد مرسی کا تختہ الٹے جانے کے بعد سے فوج نے نہر سویز کے توسیعی منصوبے کا کنٹرول مکمل طور پر سنبھال لیا ہے۔ فوج اس پورے منصوبے میں سب سے بڑے اور کلیدی کنٹریکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ فوج نے دعویٰ کیا ہے کہ نہر سویز کے توسیعی منصوبے کے ٹھیکوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جن بڑے ۱۴/اداروں نے نہر سویز کے توسیعی منصوبے کے لیے ٹھیکے حاصل کیے ہیں وہ فوج ہی سے متعلّق ہیں۔ مثال کے طور پر نہر سویز کے توسیعی منصوبے سے جڑی ہوئی ایک کمپنی سرکاری ملکیت کی 'عرب کنٹریکٹرز' ہے جس کا سربراہ سابق نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلّق رکھنے والا وزیر اعظم ابراہیم ملحب ہے۔ ابراہیم ملحب کو صدر محمد مرسی کا تختہ الٹے جانے کے بعد فوج نے عبوری طور پر وزیر اعظم کے منصب پر فائز کیا تھا اور پھر جنرل السیسی کے صدر منتخب ہونے پر اُسے مستقل وزیر اعظم کا درجہ دے دیا گیا۔

نہر سویز کے توسیعی منصوبے کے لیے بولی دینے والی ایک اور کمپنی 'میری ٹائم ریسرچ اینڈ کنسلٹیشن سینٹر' ہے جس کا بورڈ آف ڈائریکٹر تقریباً پورا کا پورا سابق فوجی افسران پر مشتمل ہے اور اس بورڈ کے سربراہ ٹرانسپورٹیشن کے وزیر ہیں۔ دیگر کمپنیاں بھی مصر کے حلیفوں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں ٹھیکے حاصل کرتی رہی ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں صدر محمد مرسی کا تختہ الٹے جانے کے بعد سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے مصری فوج کی بھرپور مدد کی تاکہ جمہوری قوتوں کے خلاف اُس کے قدم مضبوط ہو جائیں۔ گزشتہ برس فوجی بغاوت برپا ہونے کے بعد ستمبر سے دسمبر ۲۰۱۳ء کے دوران میں سڑکوں، پلوں، سرنگوں اور رہائشی کمپلیکسز کی تعمیر سے متعلّق تمام بڑے ٹھیکے فوج کو مل گئے۔

جولائی ۲۰۱۳ء کے بعد سے تو مصر کی ہر اتھارٹی میں سب کچھ کسی نہ کسی فوجی افسر کے ہاتھ میں دکھائی دے رہا ہے۔ جرنیل معیشت کے ہر شعبے کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے بے تاب دکھائی دیتے ہیں۔ فوج اور اس کے ہم نوا معیشت کو پوری طرح اپنے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ اس شعوری کوشش کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ اب مصر میں ہر طرف ایسے کاروباری ادارے دکھائی دیتے ہیں جن کا نظم ونسق فوج کے ہاتھ میں ہے۔ ایک طرف تو فوج کے اپنے تجارتی، صنعتی اور مالیاتی ادارے ہیں اور دوسری طرف ریاستی اداروں پر بھی فوج نے قبضہ جمانا شروع کر دیا ہے۔ یہ سلسلہ اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ اب فوج کے اثرات سے کوئی بھی شعبہ محفوظ نہیں رہا۔ مصری فوج نے اچھی خاصی منصوبہ بندی کے ذریعے معاملات کو اپنے حق میں کیا ہے۔ فوج کے تحت چلنے والے ادارے کسی بھی منصوبے کے لیے کم بولی دینے کی پوزیشن میں اس لیے ہوتے ہیں کیوں کہ وہ ایک طرف تو ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں اور دوسری طرف کم آمدنی والے علاقوں سے انتہائی غریب افراد کو مزدوری پر لگاتے ہیں۔ ماہانہ ۲۸ ڈالر تک پر گزارا کرنے والے یہ غربا' مصری فوج کے معاشی انجن کا ایندھن ہیں۔ اس حقیقت سے بھی صرفِ نظر ممکن نہیں کہ مصری فوج اپنے حریف اداروں کے لیے سخت ناموافق حالات پیدا کرتی ہے۔ بیورو کریسی پر قابض ہونے کے باعث فوج کسی بھی ادارے کے لیے مشکلات پیدا کرنے میں کچھ خاص مشکل محسوس نہیں کرتی۔ فوج منصوبہ بندی کے ذریعے اپنے حریفوں کو جھکنے یا پسپائی اختیار کرنے پر مجبُور کرنے میں دیر نہیں لگاتی۔

مصری فوج نے ملک کے ۸۶ فی صد غیر زرعی رقبے پر بھی اپنا تصرف قائم کرلیا ہے۔ ملک بھر میں فوج جہاں بھی چاہتی ہے، اپنی مرضی کے مطابق زمین حاصل کرتی ہے اور اس پر اپنی مرضی ہی کے مطابق تعمیرات بھی یقینی بناتی ہے۔ بہت سے شہروں اور قصبوں میں بڑے بڑے قطعاتِ اراضی فوج نے ہتھیا رکھے ہیں۔ ان کی نگرانی کے لیے واچ ٹاور بھی قائم کیے گئے ہیں۔ ان مقامات کی تصاویر لینا بھی ممنوع ہے یعنی عوام پر یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ ملٹری زون ہے۔ قاہرہ میں ساڑھے چار لاکھ مربع گز کا ایک بڑا پلاٹ ہے جس پر شاندار تعمیرات کی گئی ہیں۔ یہ پلاٹ گریٹر قاہرہ کے سامنے واقع ہے۔ متحدہ عرب امارات کی ایک کمپنی عمار گروپ اس پراجیکٹ کی نگرانی کرتی ہے۔ کائرو کمپلیکس کی مجموعی لاگت کم و بیش ۱۸/ارب مصری پاونڈ ہے۔ گزشتہ فروری میں ایک باضابطہ سرکاری معاہدے کے تحت اس منصوبے پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

یہ منصوبہ مکمل طور پر ایک پرائیویٹ شہر کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس کا ایک پرائیویٹ روڈ بھی ہوگا جو شہر کے باقی حصوں سے اِس منصوبے کو ملائے گا۔ ملک کی جو بھی حالت رہے، اس کا اس منصوبے پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ قاہرہ کے وسط میں واقع اس

23 فروری: صوبہ قندوز.................. ضلع امام صاحب.................. مجاہدین کے کٹھ پتلی فوجوں پر حملے.................. 11 فوجی ہلاک.................. 8 زخمی

پرائیویٹ شہر کا ملک کے باقی ماحول سے کوئی براہِ راست تعلّق نہیں ہوگا۔

اپ ٹاون کائرو پروجیکٹ سے جڑے ہوئے لوگوں میں مصر کے مرکزی بینک کے گورنر اور مالیات، سرمایہ کاری، منصوبہ بندی، سپلائی، بجلی، پٹرولیم، ہاوسنگ اور زراعت کے وزیر بھی شامل ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مصر کے عوام کو بہتر معیارِ زندگی فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جو کام عوام نے انہیں سونپا ہے، وہ یہ نہیں کرتے اور نجی طور پر چلائے جانے والے اداروں کو کامیاب بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ کوئی حساب لینے والا نہیں، احتساب کا تصور ہی ختم ہو چکا ہے۔

مصر کی فوج کو جو بیرونی امداد ملتی ہے، اس کا قومی خزانے سے کوئی تعلّق نہیں۔ یہ امداد براہِ راست مصری فوج کے اکاونٹس میں جاتی ہے۔ اس امداد کے خرچ کیے جانے کے بارے میں کسی سے کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف مصری فوج قومی خزانے سے ہر سال کم و بیش ۷۰ ارب مصری پاونڈ لیتی ہے۔ یہ سب غریبوں کے خون پسینے کی کمائی ہے جس کا کوئی حساب طلب نہیں کیا جا سکتا۔ مصر کا عام باشندہ آج بھی زندگی کی بنیادی سہولتوں کو ترس رہا ہے۔ اس کی زندگی میں پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں۔ عوام کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سادگی اپنائیں اور ان کی محنت کی کمائی پر فوج کے تعیّشات بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

مصر کے فوجی حکمران عوام پر زور دیتے رہے ہیں کہ انہیں ملک اور قوم کے لیے اپنی صحت اور دولت قربان کرنی چاہیے۔ جب بھی ملک کی مالیاتی حالت کا تذکرہ آتا ہے، حکمران شور مچانے لگتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے جس کے بارے میں زیادہ پریشان ہوا جائے۔ یعنی سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک نہیں چل رہا۔ معیشت کا حال بُرا ہے مگر فوجی حکمران اس طرف کسی کی توجہ جانے ہی نہیں دیتے۔ تمام فوائد بٹور کر یہ مسائل کو عوام کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ دو ماہ قبل ہی پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں ۷۸ فی صد اضافہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی بجلی اور اشیائے خورونوش کے نرخوں میں بھی بہت جلد ۲۰۰ فی صد تک اضافہ ہو جانے کا امکان ہے۔ عوام کے لیے زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مصری فوجی اسٹیبلشمنٹ صرف خرابیاں پیدا کر رہی ہے۔ مصر کے ۴۰ فی صد باشندے خطِ افلاس سے نیچے رہتے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں مگر دوسری طرف سرکاری مشینری سارے مزے لوٹ رہے ہیں۔ سرکاری ملازمین اور فوجیوں کی تنخواہوں میں ہر سال باقاعدگی سے اضافہ کیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو عوام پر زور دیا جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سادگی اپنائیں اور دوسری طرف قومی سلامتی کو لاحق خطرات کا بہانہ گھڑ کر فوجی بجٹ کو ہمیشہ صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ فوج کے افسران کو کیا کیا سہولتیں ملتی ہیں، یہ کسی کو نہیں معلوم۔ فوج کے لیے مختص بجٹ کس طور خرچ کیا جاتا ہے، یہ بھی کسی کے علم میں نہیں۔ جب عوام پر خرچ کی جانے والی رقوم کا حساب طلب کیا جاتا ہے تو فوج پر خرچ کی جانے والی رقوم کا بھی حساب طلب کیا جانا چاہیے۔ جنوری ۲۰۱۱ء سے اب تک فوج کی تنخواہوں میں تین بار اضافہ کیا جا چکا ہے۔ آخری بار تمام افسران اور عام فوجیوں کی تنخواہوں میں کیا جانے والا اضافہ ۵۰ فی صد تھا۔ فوج کے بعض افسران کی تنخواہیں اور دیگر مرعات کروڑوں میں ہیں۔ منیجر آف سکیورٹی کو ڈیڑھ لاکھ امریکی ڈالر کے مساوی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دیگر اعلیٰ افسران کو کس قدر تنخواہ اور مراعات دی جاتی ہوں گی۔

سوال صرف حاضر سروس افسران اور فوجیوں کے لیے بلند تنخواہوں اور مراعات کا نہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی مصری فوج کے مزے کم نہیں ہوتے۔ ریٹائرڈ افسران کو بیش تر سرکاری اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کر دیا جاتا ہے۔ ان کے لیے بہت سی ایسی سہولتیں بھی ہوتی ہیں جن کا عام آدمی کے لیے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نہر سوئز کا سربراہ ایک سابق فوجی چیف آف اسٹاف ہے۔ بندرگاہوں کے سربراہان بھی سابق جرنیل ہیں۔ میری ٹائم اور لینڈ ٹرانسپورٹ کمپنی کے سربراہان بھی سابق فوجی افسران ہیں۔ وزیرِ صحت کا مالیاتی اور انتظامی امور کا نائب ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہے۔ یہی حال دیگر وزارتوں اور محکموں کا ہے۔ فوج نے ہر جگہ اپنے آدمی بٹھائے ہیں تا کہ بیوروکریسی سے اپنی مرضی کے فیصلے آسانی سے کرائے جا سکیں۔ موجودہ سپریم کانسٹی ٹیوشنل کورٹ کا سربراہ ایک سابق فوجی افسر ہے جو کسی زمانے میں فوجی عدالت کا جج ہوا کرتا تھا۔

مصر کی فوج نے معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ یہ آکاس بیل ہے جو درخت کا خون چوس رہی ہے۔ معیشت اور معاشرے کے ہر شعبے پر فوج مکمل متصرف ہونے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ فوج کے ہاتھوں مصری معیشت کا جو حال ہے اُسے دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ مصر کبھی فوج کے اثرات سے آزاد ہو سکے گا۔

☆☆☆☆☆

''علما اور دانش وروں کا یہ فریضہ ہے کہ اسلام کے مفاد کو ہر جماعت، ہر ادارہ، ہر مدرسہ، اور ہر گروہ کے مفاد پر ترجیح دیں، میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اگر ہمیں معلوم ہو کہ سب جماعتوں کو مٹا دینا پڑے گا، سارے نشانوں کو نکال دینا پڑے گا، سارے ناموں کو ختم کر دینا پڑے گا، سارے بورڈوں کو ہٹا دینا پڑے گا، اور اسلام اس ملک میں غالب رہے گا تو ہمیں ایک منٹ بھی اس میں پس و پیش نہیں ہونا چاہیے، ہمیں دین و ملت کا مفاد ہر جماعت سے عزیز ہونا چاہیے، اس کا سہرا چاہے کسی کے سر بندھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل سے یہ شوق نکل گیا تھا کہ ان کا کارنامہ سمجھا جائے''۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

23 فروری: صوبہ ننگر ہار.........ضلع پچیر آ گام.........بارودی سرنگ دھماکے.........6 اہل کار ہلاک.........8 زخمی

مستقبل کے عالمی معرکوں میں یمن کا کردار

عمار ثاقب

آج سے چند سال قبل ۲۰۰۹ء میں امام انور العولقی رحمہ اللہ اپنے ایک انٹرویو بیان State of the Ummah میں فرماتے ہیں کہ

''پاکستان اور یمن میں چند مماثلتیں ہیں تو جب ایک ملک (یمن) کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ دوسرے ملک (پاکستان) کے بارے میں بات کی جارہی ہو......دونوں ممالک کی عوام کا رشتہ اسلام سے نہایت مضبوط اور گہرا ہے دونوں ممالک ایک جمہوری ملک ہونے کا دعوی کرتے ہیں دونوں ممالک ہی سیاسی انتشار کا شکار رہتے ہیں دونوں ممالک امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اہم اتحادی ہیں دونوں ہی ممالک اپنی سالمیت امریکہ کے ڈرون حملوں کے ذریعے گنوا چکے ہیں اوران کی زمینیں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں سپلائی سٹیشن کے طور پر استعمال ہوتی ہیں اور دونوں ممالک کی حکومتیں بدمعاش اور گینگسٹرز چلا رہے ہیں''......

پچھلے سال ستمبر سے شروع ہونے والی یمن میں حوثی شیعہ باغیوں کی بغاوت نے حیرت انگیز طور پر طاقت پکڑی یہاں تک کہ صرف چار سے پانچ ماہ کے مختصر عرصے میں یہ باغی اقتدار پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے......نہ صرف صدارتی محل پر قبضہ کیا گیا بلکہ اس دوران میں سرکاری ٹی وی اور خبر رساں ایجنسی پر بھی قبضہ کرلیا گیا......اس سے پہلے وزیر اعظم پر حملہ بھی کیا گیا جس میں وہ محفوظ رہا......یرغمال بنائے گئے صدر کو اس بات پر راضی کیا گیا کہ حوثی باغیوں کو تمام سرکاری اداروں فوج اور پولیس میں ملازمت دی جائے گی، پارلیمنٹ تحلیل کردی گئی اور شیعہ باغیوں کی جانب سے جاری کردہ ایک آئینی حکم نامے کے مطابق ۵۵۱/افراد جو حوثی ملیشیا کے رکن ہیں پارلیمنٹ کی جگہ لے کر ایک کونسل بنائیں گے......حوثی نواز جنرل عبدالرزاق المروانی کو پولیس چیف بنادیا گیا......

۲۰۱۱ء میں جب عرب بہار یعنی انقلاب نے یمن کا رخ کیا تو یمن کے صدر علی عبداللہ صالح کو اپنا اقتدار چھوڑنا پڑا تھا......ان دنوں سابق صدر بھی حوثیوں کے حامی ہے......علی عبداللہ صالح کا بیٹا چونکہ ری پبلکن گارڈ کا کمانڈر رہے اس لیے اس میں حیرانی کی بات نہیں کہ موجودہ صدر کے دفاع میں یمن کی سیکورٹی فورسز نے کیوں کچھ نہ کیا اور معمولی جھڑپوں میں ہی ایوان صدر پر قبضہ ہوگیا......اس ساری صورت حال میں عالمی برادری، سلامتی کونسل اور امریکہ کا کردار خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے اور خطے میں بننے والے اس اتحاد کی طرف اشارہ کررہا ہے جو نہایت تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے......

کیا امت اس بات کی متحمل ہوسکتی ہے کہ جو کچھ اہل سنت کے ساتھ عراق اور شام میں ہوا وہ یہاں بھی ابن سبا کی اولاد کے ہاتھ دہرایا جائے......وہ عالمی برادری، اقوام متحدہ اور امریکہ جو جمہوریت کا راگ الاپتے نہیں تھکتے مصر کے معاملے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور یمن کے معاملے میں بھی یا تو نظرانداز کررہے ہیں یا حکومت پر حوثی باغیوں کے مطالبات ماننے پر زور ڈال رہے ہیں......

دیکھنا یہ ہے خلیجی ممالک اور خاص کر سعودی عرب جس کا ایک طویل بارڈر یمن کے ساتھ لگتا ہے، اس معاملے میں کیا ردعمل دکھاتا ہے......کیا امریکی تسلیوں سے یہ معاملہ نمٹ سکتا ہے......ہرگز نہیں! اور کیا اس وقت جب القاعدہ یمن میں اہل سنت کا ایرانی فنڈڈ حوثیوں سے دفاع کررہی ہوگی، سعودی حکومت امریکہ کی خوشنودی کے لیے القاعدہ کی مخالفت ویسے ہی جاری رکھے گی؟ واضح رہے کہ یمن میں امریکی ڈرون حملے سعودی سرزمین سے ہوتے رہے اس کے علاوہ یمنی مجاہدین کی کثیر تعداد بھی سعودی جیلوں میں قید ہے......

یہ بات تو طے ہے کہ ایران اور لبنان کی نام نہاد اسرائیل اور امریکہ دشمنی بے نقاب ہوچکی ہے......وہ امریکہ جو بشار کے خلاف حملوں کی صرف دھمکیاں دیتا رہا آخرکار جب حملہ کیا تو بشار کے خلاف صف آرا مجاہدین پر ہی کیا......پاکستان کا میڈیا اور صحافی یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ امریکہ شام میں جن باغیوں کی مدد کرتا رہا وہ شام کے وہ قوم پرست تھے جن سے امریکہ چاہتا تھا کہ وہ مجاہدین کو شام کی قیادت سنبھالنے سے روکیں......یہی خواہش امریکہ کی یمن کے بارے میں بھی ہے......پچھلے چند عشروں میں القاعدہ یمن میں چونکہ مضبوط ہورہی تھی لہٰذا امریکہ نے اس کا یہ حل نکالا کہ حوثی شیعوں کی مدد کی جائے تاکہ وہ یمن میں القاعدہ کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو روک سکیں......

یہاں قارئین کی خدمت میں یمن میں القاعدہ کی کاروائیوں کا خلاصہ پیش کرتا چلوں......

۱۲/اکتوبر ۲۰۰۰ء کو عدن کی بندرگاہ پر موجود امریکی بحری جنگی جہاز پر استشہادی حملہ کیا گیا جس میں ۱۷امریکی فوجی مردار ہوئے...... ۶ اکتوبر ۲۰۰۲ فرانسیسی آئل ٹینکر پر حملہ کیا گیا......شیخ ناصر الوحیشی فروری ۲۰۰۶ء میں صنعا کی مرکزی جیل پر مجاہدین نے حملہ کیا اور ۲۲ مجاہد قیدیوں کو رہا کروالیا جن شیخ ناصر الوحیشی بھی شامل تھے......۱۷ستمبر ۲۰۰۸ء کو امریکی ایمبیسی کے باہر کار بم حملہ کیا گیا جس میں ۱۹ ہلاکتیں

ہوئیں...... ۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء کو امریکی ایئرلائن پر حملے کی کوشش کی گئی......نومبر ۲۰۱۰ء کو امریکہ بھیجے جانے والے پارسل بم کی بھی ذمہ داری قبول کی گئی...... ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو القاعدہ کے مجاہدین' جو سیکڑوں کی تعداد میں تھے' نے جنوبی شہر زنجبار کا کنٹرول سنبھال لیا...... ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء کو شیخ انور العولقی رحمہ اللہ ایک امریکی ڈرون حملے میں شہید کیے گئے...... ۱۴ مارچ ۲۰۱۲ جھڑپوں کے دوران میں ۱۸۵ سرکاری اہل کاروں کو ہلاک کر دیا گیا...... ۷ اجولائی ۲۰۱۳ء کو القاعدہ فی جزیرۃ العرب نے شیخ سعید الشہری رحمہ اللہ کے امریکی ڈرون حملے میں شہید ہونے کی تصدیق کردی...... ۱۰/۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو حوثیوں پر صنعاء میں حملہ کیا گیا جو دارالحکومت پر قبضے کی کوشش کر رہے تھے...... ۱۲ فروری ۲۰۱۵ کو ہونے والے القاعدہ کے حملے میں ابیان کے ایک فوجی اڈے پر قبضہ کیا گیا یہ کیمپ فوج کی انیسویں انفنٹری بریگیڈ کا کیمپ تھا...... حملے میں ٹینک، فوجی گاڑیوں، اینٹی ایئر کرافٹ اسلحہ اور بہت سے دوسرے فوجی ساز وسامان پر بھی قبضہ کر لیا گیا...... یہ بھی اطلاعات ہیں کہ اگلے روز شابوہ سنٹرل جیل پر القاعدہ کے تیس مجاہدین نے حملہ کیا......حملوں کے دوران میں مجاہدین نے اپنے چھ ساتھیوں کو بھی چھڑوایا جن میں سے تین قیدی سزائے موت کے تھے...... ۱۴ فروری ۲۰۱۴ کو دارالحکومت صنعاء میں سنٹرل جیل پر مجاہدین نے حملہ کیا ہے اور القاعدہ مجاہدین کے ۲۹ قیدیوں کو رہا کروالیا، اس معرکے میں جھڑپوں کے دوران میں ۷ پولیس اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

واضح رہے کہ امریکہ 'تنظیم القاعدہ کی اس شاخ کو سب سے خطرناک جنگ جو گروپ قرار دیتا ہے۔ القاعدہ سے وابستہ جنگ جوؤں نے ۲۰۱۱ء میں سابق صدر علی عبداللہ صالح کے خلاف عوامی احتجاجی تحریک کے دوران میں مرکزی حکومت کی کمزوری سے خوب فائدہ اٹھایا تھا اور جنوبی صوبے ابین میں اپنی عمل داری قائم کر لی تھی۔

اگرچہ امریکی ڈرونز القاعدہ کے مجاہدین کو نشانہ بنا رہے ہیں لیکن اس حالیہ صورت حال نے نہ صرف امریکہ اور مغربی ممالک کو یمن میں اپنے سفارت خانے بند کرنے پر مجبور کیا بلکہ امریکی ذرائع کے مطابق انسداد دہشت گردی سے متعلقہ امریکی اہل کار بھی یمن چھوڑنے پر مجبور ہوئے...... بہت سے امریکی اہل کار جاتے ہوئے اپنی گاڑیاں تک ایئر پورٹ کے باہر چھوڑ گئے......ان تمام کارروائیوں سے ہٹ کر عالمی کفر کے سرداروں کے قلب پر کاری ضرب لگانے والی کارروائی جو پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے سینوں کی ٹھنڈک کا باعث بنی یعنی فرانسیسی گستاخ مجلّے 'چارلی ایبڈو' کی کارروائی کی قبولیت کا اعلان بھی یمن میں موجود القاعدہ کی شاخ کے رہنما شیخ حارث النظاری کی جانب سے سامنے آیا......شیخ حارث النظاری رحمہ اللہ کو ۳۱ جنوری ۲۰۱۵ء کو ایک امریکی ڈرون حملے میں شہید کیا گیا......

شام اور عراق کے بعد یمن میں بننے والے اس نئے گٹھ جوڑ جس میں امریکہ اور ایران براہ راست ملوث ہیں، پاکستان کی اہل سنت عوام کے لیے واضح پیغامات ہیں......صدیوں سے اپنے سینے میں اہل سنت کے خلاف بغض رکھنے والے اس رافضی ٹولے کی سازشوں کے طریقہ کار اور حکمت عملی کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے...... یہ گروہ اپنے آپ کو لبرل اور سیکولر سیاست دانوں کی صفوں میں شامل کر کے خود کو لبرل ازم کا داعی کہتا ہے، اپنے آپ کو عسکری طور پر مضبوط کرتا ہے اور فوج کے اہم عہدوں تک رسائی حاصل کرتا ہے......

شام میں یہ کام بعث پارٹی میں شامل ہو کر کیا گیا، اور پاکستان میں یہ کام پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کی صفوں میں شامل ہو کر کیا جا رہا ہے......یمن میں عجلت پسندی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے براہ راست طاقت کے استعمال کا انتخاب کیا ہے جس کی وجہ خطے میں ایران اور امریکہ کے مفادات اور مشترکہ مقاصد کا حصول ہے......ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے پھر یہ اپنا اصل چہرہ ظاہر کرتے ہوئے اصل منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہیں اور اہل سنت کی نسل کشی اس انداز میں کرتے ہیں جس میں ایک بے دین سنی اور ایک شریعت پر عمل کرنے والے سنی شخص کی کوئی تفریق نہیں ہوتی......حق و باطل کے اس عالمی معرکہ میں جہاں مجاہدین کو صلیبیوں کی کمر توڑنی مقصود ہے وہاں اس دیرینہ چھپے دشمن کا توڑ بھی ضروری ہے جو اب کھل کر ہر محاذ پر سامنے آرہا ہے......ہمیں دعوتی محاذ پر بھی امت کے سادہ اور عام مسلمانوں کو ان کفریہ سازشوں اور ہتھکنڈوں سے باخبر رکھنا ہے......

آیئے ان چند احادیث کا بھی مطالعہ کر لیا جائے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنے والے دنوں میں ان شاء اللہ یمن کا علاقہ مسلمانوں کی نصرت کا باعث بنے گا اور مجاہدین کے حلقوں کو مضبوطی اور استحکام حاصل ہوگا......حضرت کعب سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

''جب رومی جنگ عظیم (ملاحم) میں اہل شام سے جنگ کریں گے تو اللہ تعالیٰ دو لشکروں کے ذریعے ان (اہل شام) کی مدد فرمائے گا ایک مرتبہ ستر ہزار سے اور دوسری مرتبہ اسی (۸۰) ہزار اہل یمن کے ذریعے، جو اپنی بند تلواریں (یعنی بالکل نیا اسلحہ) لٹکائے ہوئے آئیں گے۔ وہ کہتے ہوں گے کہ ہم پکے سچّے اللہ کے بندے ہیں۔ ہم اللہ کے دشمنوں سے قتال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے طاعون، ہر قسم کی تکلیف (بیماری وغیرہ) اور تھکاوٹ کو اٹھالیں گے حتیٰ کہ شام سے زیادہ کوئی ملک (ان بیماریوں سے) محفوظ نہیں ہوگا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

''اے اللہ ہمارے لیے شام میں برکت دے، اے اللہ ہمارے لیے یمن میں برکت دے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد میں (بھی برکت کی دُعا کیجیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دُعا فرمائی اے اللہ ہمارے لیے شام میں برکت دے ہمارے لیے یمن میں برکت دے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے پھر فرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے نجد میں) بھی برکت کی دعا کیجئے (راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جواب میں '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا''۔
(بخاری و مسلم)

مولانا محمد بشیر احمد حامد حصاری صاحب نے بھی اپنی کتاب ظہور امام مہدی اور فتنہ دجال میں یمن کے متعلّق چند روایات بیان کی ہیں......عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب صورتحال یہ ہوجائے گی کہ تمہارے کئی منظّم لشکر ہوں گے ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک لشکر یمن میں ہوگا اور ایک لشکر عراق میں ہوگا، عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر اس وقت موجود ہوں تو میرے لیے ان میں سے ایک کی نشان دہی فرمائیں......فرمایا! تو ملک شام میں رہنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں سے پسندیدہ خطہ ہے اور اللہ کے پسندیدہ بندوں کو اسی کی طرف لایا جاتا ہے لیکن اگر تم یہ نہ کرسکو تو پھر اپنے یمن میں رہو اور اپنے تالابوں سے پیو پلاؤ......اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالی نے میرے لیے شام اور اہل شام کی کفالت اپنے ذمہ لے لی ہے''......

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک بھیڑ کا بچہ بھی نکلے گا......میں نے عرض کیا بھیڑ کے بچے کا کیا مطلب؟ فرمایا ایک شخص جس کے والدین میں سے ایک شیطان ہوگا وہ روم کا حکمران بن جائے گا اور دس لاکھ فوج لے کر آئے گا......پانچ لاکھ خشکی میں اور پانچ لاکھ سمندر میں......پھر ایسا ہوگا کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے حتی کہ عدن ابین والے بھی مدد کو آئیں گے اور مسلمان کہیں گے آؤ مجاہدین میں شامل ہوجاؤ......اور سب مل کر ایک تیغ آبدار بن جاؤ......چنانچہ ایک ماہ تک خوں ریز جنگ ہوگی خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور مومن کو اس وقت دہرا اجر ملے گا......ان تمام لوگوں کی نسبت جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں سوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم......پھر جب مہینہ کا آخری دن ہوگا تو اللہ تعالی فرمائیں گے کہ آج میں اپنی تلوار سونتا ہوں اور اپنے بندوں کی مدد کرتا ہوں......اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہوں......چنانچہ اللہ تعالی پانسہ پلٹ دیں گے اور ملت کافرہ کو شکست سے ہم کنار کردیں گے''۔(مجمع الزوائد کتاب الملاحم)

☆☆☆☆☆

''جہاد کا شوق، تڑپ اور باتیں، ہمیشہ مسلمانوں پر ظلم کی خبروں کے آنے پر زیادہ ہوتی ہیں، سو آج بھی ہو رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد ایمان کی حقیقت کے دل میں اتنا گہرا اتر جانے کے بعد آتا ہے کہ قرآن کے الفاظ میں اس میں شک کا شائبہ بھی نہ ہو اور جان و مال کو ہتھیلی پر رکھ کر خود کو سپرد خدا کردینے کی جذبہ بھی اعلیٰ ترین درجے کو چھو رہا ہو۔ سو پہلی چیز ایمان کی حقیقت کو پانا، سیکھنا اور سمجھنا......وہ 'توحید' کیا ہے جس کے عملی قیام کے لیے جہاد ہے؟؟ اسلام کا مسئلہ 'عبادت' کا مسئلہ کیا ہے؟ جس کی کوہان جہاد ہے؟؟ وہ 'کلمۃ اللہ' ہے! کیا جس کی سربلندی اتنی ہی قیمتی ہے کہ اس کے لیے سر کٹوانا معمولی بات رہ جائے! 'فی سبیل اللہ' کیا ہے؟؟ اور 'فی سبیل الطاغوت' کیا ہے؟؟؟ اندھے جھنڈے کے لیے جہاد کیا ہے اور اسلام کی راہ کیا ہے؟؟ یہ سب جاننے کے بعد بعد عبادات پر عزیمت کی راہ چلنا، کہ جہاد عزیمتوں میں سب سے بڑی عزیمت ہے۔ کوئی نماز کی پابندی میں عزیمت نہ دکھا سکے، اخلاق و اطوار میں نفس کو نہ روک سکے اور نظر سے لے کر عمل تک حرام سے اجتناب نہ ہوسکا تو جہاد کے لیے مشکوک انتخاب ہے......اس راہ میں قابلیت نہیں قبولیت کام آتی ہے، قابلیت تب قبولیت والوں کو آپ سے آپ ودیعت کردی جاتی ہے! عام زندگی میں 'سادے'، جہاد میں محض توفیق الٰہی سے ہی کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ بندہ چلتا نہیں، مالک چلاتا ہے! اور مالک چلانے کے لیے انتخاب کرتا ہے، اس کا انتخاب بننے کے لیے اس کی پسندیدگی کا ہر کام اور ناراضی کے شائبے سے بھی بچنا! تب اگلا مرحلہ ہے جو پہلے کی تیاری کے بغیر سب سے مشکل اور جو عارفین باللہ پر سب سے آسان ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ عملاً جہاد کے لیے نکلنا، راستہ تلاش کرنا اور میدان جہاد میں پہنچنے کا مرحلہ ہے۔ تو دوستو! یہ اگر پچھلا گوشوارہ درست طور پر پُر کیا ہے تو ایک جملے میں تین دفعہ باری تعالی آپ کی نسبت اپنی طرف کرکے آپ کو راستہ دکھانے، بتھانے اور پہنچانے کا کام اپنے ذمے لیتا ہے، یہ تجربے کی بات ہے! والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا'' جو لوگ ''ہمارے'' لیے کوشش کرتے ہیں، ''ہم'' ضرور بالضرور انہیں ''اپنے'' رستے کی ہدایت سے نوازیں گے''۔ انسان سوچ نہیں بھی سکتا کہ جب وہ توکل کرتا ہے تو اس کا مالک اس کے لیے کیسے کیسے تنگی سے آسانی پیدا کرتا ہے۔ (شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

23 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......مجاہدین کے حملے......2 ٹینک تباہ......10 اہل کار ہلاک اور زخمی

جہادِ شام کا نیا موڑ

جمشید خان کوہستانی

خبر ہے کہ بشار نے شام کے جنوبی علاقوں میں جاری جنگ کا مکمل اختیار ایران کی القدس بریگیڈ کے کمانڈر جرنل قاسم سلیمانی کے ہاتھ میں دے دیا ہے...... شام کی اس ۴ سالہ لڑائی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کی شام میں کسی لڑائی کی کمان کسی ایرانی فوج کو دی گئی ہے، اس کے پیچھے درج ذیل وجوہات نظر آتی ہیں...... کچھ عرصہ سے اللہ تعالی نے شام کے علاقوں درعا اور قنیطرہ میں مجاہدین کو لگاتار کافی کامیابیاں عطا کیں، درعا اور گولان کے بہت سے علاقے مجاہدین کے پاس آ گئے جن میں گولان کی سب سے بلند چوٹی 'تل الحارۃ' (۳۵ سو فٹ) بھی شامل ہے جو اپنی بلندی کی وجہ سے عسکری معاملات میں انتہائی اہم سمجھی جاتی ہے اور علاقے میں دفاعی برتری کا زیادہ انحصار اس پر ہوتا ہے......ان کامیابیوں کے نتیجے میں مجاہدین بشاری حکومت کے مرکز کے قریب آتے چلے گئے...... جو بشار کی حکومت کی بقا کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ بشار کی حکومت گرانے اور قریبی شہروں (دوما، جوبر، داریا وغیرہ) کا محاصرہ توڑنے کا سب سے موثر راستہ اس وقت مجاہدین کی درعا سے دمشق کو پیش قدمی ہے......اس خطرے کو بھانپتے ہوئے حزب لات اور عراقی و ہزارہ شیعوں پر مشتمل بڑی فوج درعا بھیجی گئی۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ بشار کی اپنی (سرین عرب آرمی) فوج یا تو بہت کم رہ گئی ہے یا اس کی فوج اس قابل نہیں رہی کہ شامی مجاہدین کا سامنا کر سکے اسی لیے اب اس جنگ میں ہزارہ، عراقی و لبنانی شیعوں کو لا کر اس جنگ کا ایندھن بنایا جا رہا ہے......درعا کی لڑائی میں شروع میں بشار کو کچھ کامیابیاں ملیں اور یہ کچھ دیہات پر قبضہ کرنے میں کامیاب رہے لیکن بعد میں مجاہدین نے ان ایرانی گماشتوں کو واپس دھکیلا اور دیر العدس تک واپس لے آئے جب کہ آخری اطلاعات کے مطابق تل فاطمہ کی قریبی چوٹی بھی جبہۃ النصرہ کے مجاہدین نے آزاد کرا لی ہے......اب اس وقت یہ محاذ کافی حد تک جمود کا شکار ہے اور بشاری حملہ مجموعی طور پہ ناکام ہوا ہے اور ہمیشہ کی طرح ناکام ہونے کے بعد اب بشاری فوج درعا کے لوگوں پہ فضائی بمباری کر کے اپنا غم غلط کر رہی ہے۔ اب تک کی صورتِ حال کے مطابق مجاہدین دیر العدس کے اندر کچھ علاقوں پہ قابض ہیں......اس کے بعد بشاری فوج نے اپنے لبنانی، عراقی اور ہزارہ شیعوں کی مدد سے شمالی حلب میں حندرات کے محاذ سے پیش قدمی کی اور ریتان، باشکوے اور حدرتنین کے ۳ دیہات پر کر لیا اور مزید پیش قدمی کی کوشش کی۔ کسی طرح مجاہدین کو اس حملے کی اطلاع ۵ گھنٹے پہلے مل چکی تھی...... مجاہدین نے بشاری فوج کو اپنے علاقے میں آنے دیا اور گھات لگا کر ان پہ حملے کیے جس کے بعد شامی جنگ میں یہ لڑائی حزب لات کے بدترین قتلِ عام کی صورت میں سامنے آئی اور مجاہدین کے میڈیا کے علاوہ تمام عالمی اور مقامی میڈیا ذرائع نے حزب لات کی نقصانات کی تصدیق کی۔ مجاہدین نے مقبوضہ علاقوں میں سے ریتان اور حدرتنین کو آزاد کرا لیا ہے، اس کے علاوہ اب تک الملاح اور دویرالزیتون کو بھی مجاہدین نے مکمل طور پہ آزاد کرایا ہے...... حندرات اور باشکوے میں لڑائی جاری ہے اور مجاہدین باشکوے میں داخل ہو چکے ہیں لیکن یہ لڑائی مجموعی طور پہ بشاریوں کا قبرستان تھا......اس لڑائی میں اب تک ۱۰۰ سے زیادہ قیدی بھی مجاہدین نے پکڑے ہیں جن کی تصاویر اور عکس بندی میڈیا پر جاری کی گئی ہیں اور زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ حلب کے جن علاقوں پر بشار الخنزیر نے حملہ کر کے کچھ دیہات پہ قبضہ کرنا چاہا اور اس حملے کے نتیجے میں اس کو اپنے سیکڑوں فوجیوں سے ہاتھ دھونا پڑے، ان علاقوں پہ حملہ اچانک نہیں تھا بلکہ یہ اس کی ایک چال تھی جس کو مجاہدین نے نا صرف ناکام بنا دیا بلکہ اب مجاہدین بشاری علاقوں میں داخل ہو کر نہ صرف اُلٹا بشاری فوج کو شدید جانی مالی نقصان پہنچا رہے ہیں اور اب بشار سے علاقے بھی آزاد کروا رہے۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اپنے ایک نمائندے ڈی مسٹرا کو شام بھیجا کہ وہاں جاؤ اور فریقین سے بات کر کے جنگ بندی کی کسی طرح کوئی راہ نکالو لیکن سلامتی کونسل کا جھکاؤ ہمیشہ کی طرح مسلمانوں کی خلاف تھا...... جب ڈیمسٹرا کو شام بھیجا گیا تا کہ وہ فریقین کو جنگ بندی پر راضی کرنے کی کوششیں کرے تو بشار نے فوراً سے بیشتر اُسے خوش آمدید کہا کیونکہ ڈیمسٹرا کو مغربی ممالک کا تعاون اور رضامندی حاصل تھی اور اُس کے کسی بھی پلان کا حصّہ بننے میں بشار کو اپنے نظام کے لیے مغربی ممالک کے اعتماد کو حاصل کرنے کی طمع تھی مجاہدین اور شامی عوام نے ڈی مسٹرا کو سرے سے ہی مسترد کر دیا اور جنگ بندی سے صاف انکار کر دیا، لیکن بشار نے اپنی کمزور پوزیشن دیکھتے ہوئے جنگ بندی پہ رضامندی ظاہر کی اور انہوں نے آپس میں ہی جنگ بندی اور 'جو جہاں ہے اسی مقام پے رہے' کی بنیاد پر حلب سے شروع کرنے کی منصوبہ بندی کی لیکن یہ سب منصوبہ بندی انہی کی حد تک تھی اور مجاہدین کسی بھی بات چیت سے انکار کر چکے تھے......اب جس دن اس ڈی مسٹرا نے سلامتی کونسل کو خفیہ بریفنگ دینی تھی ٹھیک اس دن بشار نے کمال ہوشیاری سے اچانک حندرات سے اپنی فوج کو آگے بھیجا تا کہ آگے بڑھ کر اچانک علاقوں پہ قبضہ کر لیا جائے...... اس طرح اسد کو ایک ہی وار سے بہت زیادہ فائدے ہوتے......ایک تو یہ کہ ۲۰۱۲ء سے مجاہدین قریب ہی نبل اور زہرہ کے شیعہ علاقوں کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں ان

23 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......مجاہدین کے خلاف آپریشن کے غرض سے آنے والے فوجی دستوں پر جوابی حملہ......6 فوجی ہلاک

علاقوں کا محاصرہ ختم ہو جاتا اور اسد کی ۲ فرنٹ لائنز مل کر یکجا ہو جاتیں...... اس سے مزید بڑا فائدہ ہوتا کہ اسدی فوج حلب شہر کا مکمل محاصرہ کر لیتی اور اس صورت حال میں مجاہدین کا اور خصوصاً شہر کی آبادی کا بہت جانی نقصان ہوتا اور اس صورت حال میں شاید کچھ گروپ شہر اور عوام کی جان و مال کو بچانے کے لیے جنگ بندی پہ راضی ہو جاتے...... اس طرح آپس میں بھی اختلافات ہونے کے بہت امکانات ہوتے...... اس جنگ بندی سے بشار کو ایک یہ فائدہ ہوتا کی حلب میں اس کے پاس زیادہ علاقے آجاتے اور بہترین عسکری بھی پوزیشن مل جاتی......ایک اور پہلو یہ ہونا تھا کہ حلب میں اس جنگ بندی کی بعد اس نے دمشق اور درعا میں پوری قوت لگا کر وہاں مجاہدین کا مقابلہ کرنا تھا کیونکہ دمشق اور درعا کی لڑائی شام کی جنگ میں فیصلہ کن ہو گی......یہ تو تھا بشار الخنزیر کا گھناؤنا منصوبہ جو کہ بری طرح ناکام رہا۔ان پے در پے شکستوں ہی کی وجہ سے بشار نے ان اہم علاقوں کی لڑائی کی کمان ایرانیوں کے دے دی ہے یا زیادہ بہتر الفاظ میں ایرانیوں نے اس لڑائی کی کمان بشار سے لے لی اور اب صورت حال یہ ہے کہ حلب کے محاذ کو بچانے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں ایرانی، عراقی ،افغانی اور پاکستانی شیعہ بغداد سے بذریعہ ہوائی راستے 'لتا کیہ' اُتار کر سیدھا حلب کے محاذ پہ لائے جا رہے ہیں اور بشار کے سب سے قابل کمانڈر میجر جزل سہیل کو درعا سے حلب واپس بلا لیا گیا ہے...... اس جنگ کا کنٹرول اب بلاواسطہ ایران کے پاس آ رہا ہے اور ایران اس وقت جلد سے جلد حلب فتح کرنے کی کوششوں میں ہے...... یاد رہے کہ حلب شام کا سب سے پرانا اور بڑا شہر ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ جو حلب فتح کرے گا وہی شام فتح کرے گا...... عراق میں جاری اہل سنت کے خلاف اس جنگ میں عراقی شیعہ حکومت سے امریکی تعاون اب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اور اس وقت شیعہ امریکی امداد، امریکی اسلحے،امریکی پیسے اور امریکی ٹریننگ اور امریکی فضائیہ پہ انحصار کر رہے ہیں...... یعنی اس وقت مکمل امریکی مدد اور امریکی آرزوئیں سبھی شیعوں کے ساتھ ہیں جو اس وقت عراق میں امریکی اسلحے ہی سے اہل سنت کے قتلِ عام میں مصروف ہیں...... بغداد سے ہزاروں شیعہ جنگ جوؤں کا لتا کیہ لایا جانا یہ سب امریکی ناک کے نیچے اُن کی اجازت سے ہی جاری ہے...... امریکہ اور ایرانی تعاون اس وقت عروج پہ ہے اور یہ سب مل کر اہل سنت مسلمانوں اور خصوصاً مجاہدین کو ختم کرنے کی چال چل رہے ہیں لیکن ان کافروں کو نہیں معلوم کہ اللہ بہترین مددگار ہے،اللہ مجاہدین کی ہر طرح سے مدد فرمائے...... آمین۔اس تمام صورت حال کے بعد واضح ہے کہ حلب میں مجاہدین اور شیعوں کے درمیان مزید شدید جنگیں ہوں گی...... مجاہدین وہاں کم تر ہتھیاروں اور اپنی محدود تعداد سے اپنے سے کئی گنا بڑے اور بہترین ہتھیاروں سے مسلح دشمن کا کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہیں......

؎ آئینِ جواں مرداں،حق گوئی و بے باقی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بقیہ: فضائل بحری جہاد اور عالمی پانیوں کی صورت حال

آخر میں پاکستان کی سمندری حدود کا امریکہ کی جانب سے مسخر کیے جانے کا تذکرہ شاید کچھ عجیب لگے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ۲۰۰۱ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے مبارک حملوں کے بعد مشرف کی سربراہی میں پاکستانی افواج نے ایک فون کال کے جواب میں پاکستان کو عملی طور پر امریکہ کی کالونی بنانے پر ہی اکتفا کیا۔سمندری، فضائی اور زمینی اڈے، سب کچھ ہی امریکہ کی جھولی میں ڈال کر لائسنس دیا کہ جیسے چاہے استعمال کریں۔ اسلامی تاریخ میں اس بھیانک خیانت کے بارے میں لکھتے ہوئے الفاظ ختم ہو جاتے ہیں کہ کیسے ان صلیبیوں کے ڈالر خور معاونین کے چہروں کو بے نقاب کیا جائے۔امریکی افواج کی محافظ پاکستانی افواج نے ان ۱۴ سالوں میں کیسے کراچی کی بندرگاہ سے لے کر افغانستان تک امریکی افواج کے سپلائی روٹ کو برقرار رکھا،اس میں کتنا کمایا،سلالہ چیک پوسٹ حملے کے بعد چند دن نیٹو سپلائی روک کر کیسے اس کی قیمت وصول کی......ان قصوں سے تو ملک خداداد پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔عالمی پانیوں میں ہونے والی کفر کی ان صف بندیوں سے مجاہدین اسلام بخوبی واقف ہیں جبھی تو گائیڈڈ میزائل کو تباہ کرنے والے امریکی بحری جنگی جہاز یو ایس ایس کول پر استشہادی حملہ ہوتا ہے (۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء) اور پھر حالیہ کاروائی جس میں پاکستانی جنگی بحری جہاز پی این ایس ذوالفقار پر مجاہدین قبضہ کر کے امریکی بحری بیڑے کو نشانہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں......ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ان بحری معرکوں کے شہدا کو وہ درجات نصیب فرمائے جن کی بشارتیں بیان کردہ احادیث میں موجود ہیں۔

یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ جہاں مجاہدین اپنی بساط کے مطابق ہر محاذ پر کفار کے سامنے ڈٹ کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں وہاں یہ مجاہدین اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ ان کی نصرت کی جائے چاہے وہ مالی ہو، جسمانی ہو یا معلومات کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔بلیک واٹر جیسی امریکی کمپنیوں کی شپمنٹ جب کراچی کی بندرگاہ پر آتی ہیں تو پورٹ، کسٹم،شپنگ لائن،فریٹ فارورڈر میں کام کرنے والے سیکڑوں افراد کے سامنے یہ معلومات آتی ہوں گی،ان کے ہاتھ میں ان بدنام زمانہ کمپنیوں کی شپنگ دستاویزات آتی ہوں گی۔ ایسے افراد کا ضمیر کبھی نہیں جاگا کہ ان دستاویزات کو کسی ذریعے سے میڈیا میں دے دیا جائے تاکہ پاکستان کے خفیہ اداروں کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا جا سکے جو بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی کا ہمیشہ انکار کرتے ہیں۔اسی طرح بندرگاہ پر آنے والے امریکی جنگی ساز و سامان کے متعلق دوسری اہم معلومات جو ان اداروں میں کام کرنے والے افراد مجاہدین کو پہنچا کر یقینی طور پر کفر کے خلاف اس جنگ میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

23 فروری:صوبہ ننگرہار...............اضلاع لال پور اور نازیان...............بارودی سرنگ دھماکے...............2 فوجی ٹینک تباہ...............6 اہل کار ہلاک اور ایک زخمی

قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ

مجاہد مومند خان کی لرزہ خیز داستان

دولت کے لالچ میں مخبری کرتے تھے:

میری آنکھوں کے سامنے ایسے مناظر بھی ہیں کہ جب امریکی کسی عرب یا افغان مسلمان خاتون کے دامن عصمت کو تار تار کرتے تو اس خاتون کی بے بسی پر اپنے کلمہ گو افغانی بھائی ہنستے اور امریکیوں کے ساتھ مل کر قہقہے لگاتے۔ میں بھی ان تمام گناہوں اور سیاہ کاریوں میں شامل رہا۔ میرا مقصد بھی یہ تھا کہ امریکی خوش ہو جائیں ان کی نظروں میں میرا مقام اور احترام بن جائے۔ میں نے اس مقصد کے لیے ہر وہ کام کیا جو ایک مسلمان کے مقام و احترام اور انسانیت کے منافی تھا۔ امریکی خود تسلیم کرتے ہیں کہ شمالی اتحاد کے تعاون کے بغیر عرب مجاہدین اور طالبان کا قلع قمع کرنا ممکن نہ تھا۔

یہ سب کچھ کرنے کے باوجود عرب مجاہدین و طالبان اور پاکستانیوں کے لیے تو امریکیوں کی زبان پر گالیاں تھیں لیکن اس سے کہیں زیادہ گالیاں وہ شمالی اتحاد والوں کو دیتے۔ قندھار اور بگرام میں جو قیدی رکھے گئے اور اس کے بعد کیوبا میں بھجوائے جانے والے قیدیوں سے امریکی اکثر کہتے کہ تمہارے مصائب کے ذمہ دار ہم نہیں بلکہ تمہارے بھائی یعنی اتحاد والے ہیں جنہوں نے تم پر ظلم کیا اور دولت کے لالچ میں تمہاری مخبریاں کر کے تمہیں ہمارے سپرد کیا۔

بگرام اور قندھار میں مجھے بہت سے امریکی افسروں کی خدمت کرنے، ان سے ہم کلام ہونے یا ان کی گفتگو سننے کا موقع ملا۔ میں ان کی گفتگو سن کر اکثر اس نتیجے پر پہنچا کہ امریکیوں کے ساتھ ہمارا تعاون درحقیقت ہمارے لیے ایک گالی اور باعث طعن و تشنیع ہے۔ امریکی اپنی عام گفتگو میں تعاون کرنے والے اور مسلمان بھائیوں کی جاسوسیاں کر کے انہیں پکڑوانے والوں کا اگرچہ شکریہ ادا کرتے نظر آتے ہیں لیکن وہ اکثر تعاون کرنے والوں کو لالچی جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ شروع میں میں اس طرح کی گالیوں کو اپنے لیے عزت افزا اور تمغہ خدمت سمجھتا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت آشکار ہوتی چلی گئی کہ عرب مجاہدین ہوں یا شمالی اتحاد والے امریکیوں کے نزدیک سب ایک تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔

ایک متعصب امریکی فوجی کے خیالات:

ایک امریکی شراب کے نشے میں تھا اس نے پہلے مجھے اور پھر دنیا کے مسلمانوں کو ایک موٹی سی گالی دی۔ پھر کہنے لگا: ’’جو ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے یا جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو، اس میں کہیں نہ کہیں اسلام کی رمق رہ جاتی ہے اور زندگی میں کبھی نہ کبھی وہ اس کا اظہار کر ہی ڈالتا ہے لہٰذا ہمارے نزدیک مسلمانوں کا ایک ہی علاج ہے کہ پہلے انہیں دولت کا لالچ دے کر خریدو۔ ان کے ایمان کمزور کرو اور اس کے بعد انہیں مٹا ڈالو۔ یہی کام ہم نے بوسنیا میں کیا۔ یہی کام ہم فلسطین میں کرتے چلے آرہے ہیں اور اب یہی کام ہم افغانستان و عراق میں کر رہے ہیں‘‘۔ پھر وہ مجھے نہایت رازدارانہ لہجے میں کہنے لگا: ’’مومند خان تم بوسنیا کے مسلمانوں سے زیادہ لبرل اور آزاد خیال نہیں ہو سکتے، ان کی دو تین نسلیں ہماری ہم نوالہ و ہم پیالہ تھیں، ان کے بوڑھے مساجد و قرآن کے نام سے نا آشنا ہو چکے تھے اور ان کے جوانوں کے دن رات نائٹ کلبوں میں ہمارے ساتھ گزرتے، وہ شراب بھی پیتے اور سور کا گوشت بھی کھاتے اس کے باوجود تم نے دیکھا کہ ہمارے ہم مذہبوں نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ یہ درست ہے کہ بوسنیا کے مسلمان عملاً مسلمان نہیں تھے لیکن مومند خان ان کے نام تو مسلمانوں والے تھے۔

شمالی اتحاد والوں نے جو کچھ ہمارے لیے کیا وہ بجا مگر نام تو ان کے بھی مسلمانوں والے ہیں پھر انہوں نے ہمارے لیے جو کچھ کیا وہ دل و جان سے نہیں بلکہ دولت کے لالچ میں کیا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی دو ہی قسمیں ہیں اولاً مخلص مسلمان جیسے طالبان و عرب مجاہدین، ثانیاً، لالچی جیسے شمالی اتحاد والے انہیں ہم ہڈی ڈالیں تو وفاداری کے اظہار کے لیے بھونکتے ہیں اور اپنے ہم مذہبوں کو کاٹتے ہیں۔ لالچی کتا صرف اس وقت تک وفادار ہوتا ہے جب تک اسے ہڈی ملتی رہے۔ جب ہڈی نہ ملے وہ اپنے مالک کو کاٹ کھاتا ہے لہٰذا قبل اس کے کہ یہ کتے ہمیں کاٹ کھائیں ان کا علاج بھی ہمیں کرنا ہو گا۔

پیارے دوست سنو! امریکہ میں رہنے سہنے کی جو آسائشیں و سہولتیں ہیں، افغانستان میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان نہ تو خوب صورت ملک ہے اور نہ اس میں سونے کے ذخائر ہیں اس کے باوجود ہم نے افغانستان پر حملہ کیا اور اب ہم ٹوٹی سڑکوں اور بنجر پہاڑوں والے ملک میں بیٹھے ہیں تو اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ موجودہ صدی عیسائیت و یہودیت کی بالادستی اور مسلمانوں کے خاتمہ کی صدی ہے۔ افغانستان میں طالبان و عرب مجاہدین کے خاتمہ کے بغیر اگر ہم عراق پر حملہ کرتے تو یہ منظم جنگ جو ہمارے لیے کسی بڑی پریشانی کا سبب بن سکتے تھے۔ لہٰذا عراق پر حملہ اور اس کے بعد مشرق وسطیٰ میں وسیع تر یہودی ریاست کا قیام اس کے لیے ضروری تھا کہ پہلے افغانستان میں موجود مجاہدین کی کمر توڑ دی جاتی۔

24 فروری: صوبہ سرپل.................. اضلاع سوزمہ قلعہ، شیرم اور صیاد.................. مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجیوں کے درمیان جھڑپیں.................. 2 کمانڈروں سمیت 13 اہلکار ہلاک ہو گئے۔

ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں تم جیسے لالچی اور دولت کے بھکاری موجود ہیں۔ تم جیسے لوگوں کے تعاون سے ہمیں افغانستان میں کامیابی حاصل ہوئی اس کے بعد بھی اسلامی دنیا پر ہم فتوحات اور صلیب کی بالا دستی کے جو جھنڈے گاڑنے والے ہیں اس مقدس جنگ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہمیں ہزاروں مومند خان مل جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح قربانی کو قبول کرے اور تمہیں اپنی راہ میں قبول فرما لے''۔

فرزند صلیب کی گفتگو تھی یا تیر کے تازیانے۔ اس کا ایک ایک لفظ خنجر کی طرح میرے دل و دماغ میں پیوست ہوتا چلا گیا۔ میں جس فوجی کو عام امریکی سمجھے ہوئے تھا جب اس کی پرتیں اور خول ٹوٹا تو اندر سے وہ ایک متعصب اور متشدد عیسائی نکلا۔ میں نے کہا حیرت اور تعجب ہے بظاہر تم ایک عام اور سیدھے سادے امریکی نظر آتے ہو، اپنی فوجی ذمہ داریوں سے اکتائے ہوئے اور شراب و شباب کے رسیا۔ اندر سے تم متعصب عیسائی ہو اور صلیب کی سربلندی و بالا دستی اور ہلال کو سرنگوں کر دینے کا عزم و ارادہ بھی رکھتے ہو۔

اس بسیار خور شرابی امریکی نے جو جواب دیا، اس جواب نے میرے لیے سوچ اور فکر و حیرت کے دروازے وا کر دیے، کہنے لگا: ''دوست اگر تم تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہو تو پھر یقیناً جانتے ہو گے کہ جب یورپ بھر کے عیسائیوں نے ارض فلسطین کی بازیابی اور بیت المقدس پر قبضہ کے لیے فوجی مہمات کا سلسلہ شروع کیا تو اس وقت اس مہم میں حصّہ لینے والے فوجی آج کے مقابلے میں کہیں زیادہ شراب کے نشے میں بدکار و حشی تھے۔ یہی حال ہمارے حکمرانوں اور پادریوں کا تھا۔ وہ عام حالات میں شراب و شباب کے نشے میں بدمست رہتے لیکن جب معرکہ ہلال و صلیب برپا ہوتا تو پھر وہ حریف کے لیے آتش و آہن ثابت ہوتے اور جان کی بازی لگا دیتے، شراب ہمارے مذہبی جذبات کو بھڑکاتی اور دو آتشہ کرتی ہے۔ روس کی شکست کے بعد مسلمان دنیا میں اسلام کی بالا دستی کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی ہم کریں۔ خشکی و تری پر راج ہمارا ہو۔ خلا کو فتح ہم کریں اور دنیا پر سیاسی و مذہبی اعتبار سے قبضہ اور استحکام کے خواب مسلمان دیکھیں، یہ بھلا کیسے اور کیونکر ممکن ہے؟''

اس کے بعد امریکی فوجیوں کی گفتگو دلچسپی اور غور کے ساتھ سننے لگا۔ تب مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اکثر و بیشتر امریکیوں کے خیالات، احساسات، جذبات اور عزائم ایک جیسے تھے۔ امریکیوں نے ابتدا میں افغانستان کی مہم کو ''ڈالر کی لڑائی'' کا نام دیا تھا مجھے جلد ہی احساس ہو گیا کہ ''ڈالر کی لڑائی'' کی اصطلاح محض ایک آڑ ہے۔ اصل میں امریکیوں کے نزدیک یہ ایمان و جان کا معرکہ ہے۔ اسی دوران میں قندھار کے ایئر پورٹ پر ایک واقعہ رونما ہو گیا جس نے مجھے لرزا اور کپکپا کر رکھ دیا۔ مجھے خود پر شرم آنے لگی میرے سوئے ہوئے ایمانی جذبات بھڑک اٹھے، میری ایمانی غیرت و حمیت جاگ اٹھی میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب میری گن سے کلمہ گو بھائی نہیں بلکہ امریکی فوجی واصل جہنّم ہوں گے......

''تم کہتے ہو عزت اور کامیابی دین پر عمل کرنے میں ہے داڑھیاں رکھتے ہو کہ تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے۔ صلیب کو توڑنے اور اسلام کی بالا دستی کے خواب دیکھنے والو بھلا دیکھو تو سہی تمہاری حیثیت کیا ہے۔ تمہاری حقیقت کیا ہے اور تمہاری اوقات کیا ہے؟ تم مفرور ہو تمہارا گھر نہیں کوئی وطن نہیں، تمہارے وطنوں میں پھانسی کے پھندے تمہارے منتظر ہیں افغانستان کی سرزمین ہم نے تمہارے نیچے سے کھینچ لی ہے اس وقت تمہارے لیے دنیا میں کوئی جائے پناہ نہیں وہ گھر جو تم نے افغانستان میں اپنے لیے بنائے تھے وہ مسمار اور برباد ہو گئے۔ ہم تمہیں روند دیں گے، مسل ڈالیں گے دوسرے مسلمانوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیں گے، تمہیں جہنّم کے ایسے عذاب میں دھکیلیں گے کہ تم موت کی تمنا کرو گے لیکن تمہیں موت نہیں آئے گی''۔ یہ گفتگو، یہ حملے، یہ سوچ، یہ فکر، یہ عزم اور یہ ارادے ان امریکی افسروں کے تھے جو قندھار ائر پورٹ پر عرب قیدیوں سے تفتیش کرنے کے لیے آتے۔

ایک عرب قیدی کا ولولہ انگیز خطاب:

معمول کے مطابق ایک دفعہ قندھار ایئر پورٹ پر لمبی لمبی داڑھیوں والے کچھ عرب قیدی لائے گئے تو سب سے پہلے انہیں زنجیروں میں جکڑا گیا۔ پھر ان کے سر کے بال، داڑھی، اور بھوئیں مونڈ دی گئیں پھر انہیں تشدد کے ایسے بھیانک اور ہولناک عذاب سے گزارا گیا کہ جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔

جب میں عرب اور طالبان قیدیوں پر اس طرح کے مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو میرا دل مسرت سے کھل اٹھتا اور روح خوشی سے سرشار ہو جاتی اس لیے کہ میرے نزدیک یہ لوگ واقعی دہشت گرد تھے۔ جو پہلے امریکی ڈالروں کے لالچ میں میرے وطن کو تاخت و تاراج کرتے رہے۔ روس کے جانے کے بعد بھی ان لوگوں نے آگ اور خون کا یہ کھیل جاری رکھا۔ میرے نزدیک یہ لوگ دولت اور اقتدار کے بھوکے، خون کے پیاسے، امن کے دشمن اور کرائے کے قاتل تھے۔ جو دولت کی خاطر سب کچھ کر گزرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے ان خیالات میں بڑا پکا اور پختہ تھا۔

قندھار ائر پورٹ پر لائے جانے والے عرب قیدیوں میں ایک دراز قد لمبی داڑھی اور خوب صورت چہرے والا قیدی بھی تھا۔ اس کے متعلّق خیال تھا کہ وہ اہم آدمی ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اس عرب قیدی کی وجاہت، استقامت، عزم اور حوصلے نے مجھے پہلی نظر میں ہی متاثر کر لیا۔ امریکیوں نے حسب معمول مجاہدین کو زنجیروں میں جکڑ کر اور شکنجوں میں کس کر پہلے تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر اپنے اس لیکچر کا آغاز کیا جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ امریکی کی گفتگو کے اختتام پر دراز قد عرب انگریزی میں یوں

24 فروری: صوبہ ننگرہار.................ضلع چپن.................امارتِ اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے 5 اہل کار مجاہدین سے آ ملے۔

گویا ہوا۔

’’مسٹر! قوموں کا ماضی ان کے حال کا آئینہ دار ہوتا ہے۔آؤ! میں اور تم اپنے اپنے ماضی پر نگاہ ڈالیں تم خود کو جمہوریت کا علم بردار اور انصاف پسند کہتے ہو جب کہ ہم تمہارے نزدیک دہشت گرد ہیں۔ حالانکہ دہشت گرد ہم نہیں تم ہو۔ ہم تمہارے ’’نام نہاد انصاف‘‘ کے ڈسے ہوئے ہیں، ہمارا اور تمہارا ماضی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو چکا ہے۔یہ ماضی بتاتا ہے کہ جب صلیب کے پرستاروں نے بیت المقدس فتح کیا تو مسلمانوں کے خون کے دریا بہا دیے۔گھوڑوں کے سم مسلمانوں کے خون سے تربتر ہو گئے۔حتیٰ کہ گلیوں میں پانی کی طرح مسلمانوں کا خون بہہ نکلا۔اس کے مقابلے میں جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو عیسائیوں کے ساتھ عدل وانصاف کا جو فقید المثال سلوک کیا اس کے معترف تمہارے مورخ بھی ہیں۔ذرا یاد کرو اندلس کی تاریخ کو! اندلس میں ہم نے تمہیں کیا کچھ نہیں دیا تھا۔علم، حکمت، دانائی، طب اور دولت سے ہم نے اندلس کے خزانوں کو بھر دیا۔ہم نے انگلی پکڑ کر چلنا اور ہاتھ پکڑ کر یورپ کو لکھنا سکھایا۔تمہاری یونی ورسٹیوں، تجربہ گاہوں اور دانش گاہوں میں صدیوں تک ہمارے حکماو فلاسفہ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب تمہارے پادری اور پوپ جاہل ہونا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔مسلمانوں سے متاثر ہو کر اگر تمہارا کوئی فرد علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو کلیسا کے ارباب اختیار اسے زندہ گاڑ دیتے۔مذہبی پیشوا معاشرے کا سب سے معزز فرد ہوتا ہے مگر تمہارے ہاں ولد الحرام، خائن اور ڈاکو قسم کے لوگ مسند پاپائیت پر فائز ہوتے رہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہو چکے ہیں۔اگر تم میں ہمت ہے، جرات ہے، حوصلہ ہے، تو پھر آؤ واشنگٹن کی کسی لائبریری میں چلیں، شہر تمہارا، لائبریری تمہاری اور کتابیں بھی تمہاری اس بات کا فیصلہ تمہاری کتابیں کریں گی کہ جب ہمارا عروج تھا تو ہم نے تمہیں کیا دیا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔آج تمہارا عروج ہے تو فلسطین کا چپہ چپہ چیخ چیخ کر بزبان حال بتا رہا ہے کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیا کر رہے ہو۔یہودی آج تمہاری کھونٹی پر بندھے ناچ رہے ہیں اور تمہاری شہ پر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔انہی یہودیوں کو ہم نے اندلس میں جگہ دی، پناہ دی، عزت دی اور احترام دیا۔جب اندلس میں تمہارا اقتدار آیا تو تم نے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔تب خلافت عثمانیہ نے اپنے دروازے یہودیوں کے لیے کھول دیے۔

آؤ اپنے دانش وروں، مورخوں اور اصحاب علم کی موجودگی میں میرے ساتھ گفتگو کر لو۔اگر حقائق اس کے برعکس ہوں تو پھر واقعی ہم دہشت گرد ہیں۔اگر حقائق یہی ہوں تو پھر جس طرح تمہارے ضمیر اور دل سیاہ ہیں اس طرح اپنے چہروں پر کالک مل کر انہیں بھی سیاہ کر لو اس لیے کہ کالے کرتوت کالے دل اور کالے ضمیر کے ساتھ سفید چہرے کوئی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

تم کہتے ہو ہم چور ہیں ڈاکو ہیں۔واللہ ایسی بات ہرگز نہیں۔ہم سب پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ہم میں سے کوئی انجینئر ہے تو کوئی ڈاکٹر، اگر ہم اپنے وطنوں میں ہوتے تو ماہانہ لاکھوں ڈالر کما رہے ہوتے لیکن مسلمانوں پر تمہارے ظلم اور ناانصافی نے ہمیں گھروں سے نکلنے اور ہتھیار اٹھانے پر مجبُور کر دیا۔ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کو تم دہشت گردی کہتے ہو جب کہ ہمارے نزدیک یہ جہاد ہے۔

تم کہتے ہو ہم دولت کے بھوکے ہیں اور تمہارے ڈالروں کی کشش ہمیں افغانستان میں کھینچ لائی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ جس طرح جہاد کے میدانوں میں اللہ تعالیٰ نے روسی اسلحہ بطور غنیمت ہمیں عطا کیا ایسے ہی تمہاری دولت اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے طور پر ہمارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ہمارے نزدیک یہ جہاد کی برکت ہے اور ہماری فتح کا پیش خیمہ ہے۔حق و باطل کے معرکہ ہائے عظیم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔اس معرکہ میں باطل مغلوب اور حق غالب آ کر رہے گا۔اگر حق کی فتح کا منظر ہم نہ دیکھ سکے تو ہماری آنے والی نسلیں دیکھیں گی، تم دنیا میں مسلمانوں کا جو خون بہا رہے ہو، اگر ہم اس خون کا خراج اور انتقام نہ لے سکے تو ہماری آنے والی نسلیں انتقام لیں گی۔ان شاء اللہ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

’’جہاد چاہے فاسق وفاجر کے ساتھ مل کر کرنا پڑے ایسا واجب ہے، اس سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔یہی ایک اہل سنت والجماعت کا طریقہ کار ہے کہ جہاد ہر نیک وفاجر کے ساتھ مل کر کیا جاتا ہے۔کیونکہ بعض اوقات اللہ اپنے دین کی مدد فاسق وفاجر لوگوں اور بداخلاق قوموں سے بھی کرواتا ہے۔یہی اس امت کے بہترین لوگوں کا ہمیشہ سے طریقہ کار رہا ہے اور یہی آج ہر مکلّف پر واجب ہے۔اس سلسلے کی دوسری بات یہ ہے کہ امرائے جہاد سے جنگ نہ کی جائے۔چاہے وہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہوں اور نہ ہی اسلامی کیمپ کی طرف سے لڑنے والی فوجوں سے بھڑا جائے۔چاہے ان میں کتنا ہی فسق و فجور پایا جائے۔یہ خوارج کے ایک گروہ ’حروریہ‘ کا مسلک ہے، اسی طرح جو کم علمی کی وجہ سے فاسدانہ زہد کا رویہ اختیار کریں جہاد میں ان کا ساتھ بھی اسی طرح دیا جائے گا اور اگر کم علم اور جاہل زہاد اپنے فاسدانہ زہد کے ساتھ جہاد میں اتر آئیں تو ان کا بھی پورا ساتھ دیا جائے گا‘‘۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

24 فروری: صوبہ زابل.............ضلع قلات.................ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ...............4 فوجی ہلاک

(قسط سوم)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابو محمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو نا قابلِ تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدانِ جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد...... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

همت مرداں مددخدا:

دو ماہ کی لگاتار تلاشِ بسیار کے بعد بھی جب گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آیا تو تھوڑی سی بددلی، حسرت اور مایوسی طاری ہونے لگی......آخر ہم دونوں نے اصولی فیصلہ کرلیا کہ اب ہمیں خود ہی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ بات نہ صرف لمبی ہوجائے گی بلکہ رازداری بھی نہ رہے گی...... چنانچہ خود ہی دونوں نے مل کر اندھیرے میں تیر چلانا شروع کردیے...... سچّی لگن اور کچھ پا لینے کے جذبہ سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں مختلف پرزہ جات جوڑ جوڑ کر تجربات کر کے اپنی سی کوشش کرنے لگے...... بازار میں دستیاب مواد سے بھی کام چلانا چاہا اور بنی بنائی اشیا کو بغور جائزہ بھی لیا......خاص طور پر ریموٹ کنٹرول کھلونوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی، شروع شروع میں کیا سمجھ آنا تھی، سر کھپائی ہی ہوتی رہی!

بالآخر ایک دن ایک ڈایا گرام اپنے مطلب کے لیے بنا ہی ڈالا...... پھر وہ ڈایا گرام لے کر مقامی مارکیٹ جا پہنچے، اتہ پتہ معلوم کرتے کراتے ایک pcb میکر کے پاس پہنچ کر اُسے ڈایا گرام دکھا کر pcb [پرنٹڈ سرکٹ بورڈ] ڈیزائن کروانے کی قیمت دریافت کی......اس دوکان دار نے ہم سے ۶ ہزار روپے طلب کیے، ہمارے پاس اُسے دینے کے لیے اتنی رقم نہیں تھی، دو دن بعد کچھ رقم کا انتظام ہوا تو خود ہی جوڑ توڑ شروع کردیا...... پہلے بازار جا کر چند ویرو بورڈ [پی سی بی کی ایک قسم جس پر ایک خاص ترتیب میں سوراخ ہوتے ہیں اور تجربات کے لیے ان سوراخوں میں پرزہ جات کی تاریں گزار کر آپس میں ٹانکے لگائے جاتے ہیں] خریدے گئے اور ان بورڈز پر پرزوں کو جوڑ کر آزمائش کرنے لگے......دس بارہ دن کی مسلسل محنت کے بعد ڈایا گرام کے مطابق پرزوں کو جوڑ لیا لیکن جب ان کی آزمائش کی گئی تو نتیجہ صفر نکلا...... پرزوں کو درست طریقے سے جوڑ کر خوشی سے نہال ہو رہے تھے لیکن آزمائش کے بعد وہ ساری خوشی کافور ہوگئی......اس سرکٹ کی سولڈرنگ سائیڈ کو چیک کرنا شروع کیا مبادا یہ کہ کسی کنکشن کے شارٹ ہوجانے سے خرابی آرہی ہو، لیکن اس ناکامی کی کوئی وجہ ہمارے ہاتھ نہ آئی!

ہم تھک چکے تھے لیکن ایک دوسرے کو حوصلہ دیتے رہے، اپنے اللہ سے دعا کرتے رہے اور پھر سر جوڑ کر نئے سرے سے مصروف ہوجاتے...... پہلی ناکامی کے بعد مارچ ۲۰۰۲ء میں جب کہ پہاڑوں پر ابھی برف پگھلی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دن رات کی محنت شاقہ کا مثبت نتیجہ سامنے آیا اور ایک ماہ کی مسلسل کاوشوں کے بعد ہم نے ایک مکمل ریموٹ تیار کرہی لیا......اس کی بار بار آزمائش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کر کے اپنے ذمہ داران کو کامیابی کی نوید سنا دی۔ ذمہ داران کے سامنے ریموٹ کی مکمل کارگزاری پیش کی اور پریکٹیکل کر کے دکھایا۔ اس کے علاوہ اپنے استاد صاحب کو بھی اپنی اس کامیابی کی نوید سنائی، جس سے وہ بھی بہت خوش ہوئے اور ہمیں ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ ہمارے ذمہ داران نے ہمیں فوراً ۲۰ عدد ریموٹ تیار کرنے کا آرڈر دے دیا اور ان کی تیاری کی مد میں خرچ کے لیے ۲۰ ہزار بھی دیے......رقم مل جانے کے بعد ہم نے اپنا کام شروع کردیا اور ۶ عدد ریموٹ کی تیاری کا سامان اکٹھا کیا اور پھر نہایت دل جمعی سے ریموٹ بناتے چلے گئے ......آخر کار ۶ عدد ریموٹ بنا کر اپنے ذمہ دار کے حوالے کردیے......ان تیار شدہ ریموٹس کا تذکرہ اب اونچی سطح پر ہونے لگا تھا یعنی ملا اختر عثمانی شہید رحمہ اللہ تک پہنچ چکا تھا اور وہ اس کارکردگی کے پیشِ نظر اس کام کو تحسین کی نظر سے دیکھ رہے تھے......ہم ۲۰ ہزار کی رقم سے صرف ۶ ریموٹ ہی تیار کرسکے تھے کیونکہ ہم بازار سے پرزہ جات کی خریداری کرنے والے نوآموز افراد تھے، جب کہ مقامی الیکٹرونکس مارکیٹ قدرے مہنگی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں خریداری کا بھی تجربہ ہوتا چلا گیا اور اسی طرح یہی مقامی مارکیٹ ہمارے لیے سستی ہوگئی۔ آمد ورفت اور رہائش وغیرہ پر اٹھنے والے اخراجات بھی زیادہ تھا جب کہ ہمارا کام ابھی گھٹنوں بل چلنا شروع ہوا تھا......روزانہ کوئی نہ کوئی بہتری کی صورت نکل آتی تھی اور pcb میں تبدیلی کی ضرورت پڑتی رہتی تھی...... مارکیٹ تک آنے جانے کے لیے سواری کی بھی ضرورت رہتی تھی جو کہ بہت مہنگی تھی......دیس بدیس یا دیگر علاقہ جات میں الیکٹرونکس معلومات کی روشنی میں اب ہم بڑی اور سستی الیکٹرونکس مارکیٹ تک رسائی اور بہتر رہائش و ذرائع آمد ورفت کے حصول کے لیے ایک پروگرام طے کر کے نسبتاً بڑے شہر میں آن وارد ہوئے!

پھر دروازے کھلتے چلے گئے:

ایک پرانے شناسا ''S'' سے ملنا ہوا، ان سے مذاکرہ کیا اور اپنا پروگرام کھول کر ان کے سامنے رکھا...... باتوں کے دوران میں اس کے چہرہ پر ایک عجیب مسکراہٹ کھیلنے لگی، جس سے ہم لوگ متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے...... جب اس کو اپنے ساتھ کام کرنے کی دعوت دی تو وہ اور بھی خوش ہوگیا ہم نے اس سے اس کی خوشی اور مسکراہٹ پر معنی خیز نگاہوں سے سوال کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بتانے لگا کہ ''عجب اتفاق ہے کہ اللہ پاک ہم سے ایک ہی طرح کا کام لینا چاہ رہے ہیں، کیونکہ میں نے بھی اس طرح کی سوچ کو مدنظر رکھتے ہوئے بالکل اسی طرح کا ایک پروجیکٹ شروع کروا رکھا ہے، اس

24 فروری: صوبہ کاپیسا......ضلع تگاب......راکٹ حملہ......ٹینک تباہ......3 اہل کار ہلاک

کے لیے الیکٹرونکس کے ایک ماہر کی نگرانی میں وسائل اور جگہ کا انتظام کر کے کام شروع کروا دیا گیا ہے......اس پروجیکٹ کی کامیابی اور بہتری کے لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا گو رہتا ہوں کہ کوئی ایسا سلسلہ بن جائے جس سے اس پروجیکٹ کو قبولیت کا درجہ مل جائے، ایسے قابل اعتماد اور محنتی رفقا مل جائیں جو اس ٹیکنالوجی کو سمجھ کر افغانستان کے طول و عرض میں محاذوں پر مجاہدین کو استعمال کرا سکیں اور سستی اور قابل نتائج ٹیکنالوجی کے ذریعے صلیبیوں اور اتحادیوں کے منہ توڑ کر رکھ دیں۔لگتا ہے اللہ پاک میری دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخش دیا ہے کہ آپ لوگوں سے یوں سرِ راہ ملاقات ہوگئی''......

اسی بات چیت کے دوران میں اُنہوں نے پیش کش کی کہ کیوں نہ آپ میرے پاس آجائیں تاکہ ہم لوگ مل کر اس کارخیر کو انجام تک پہنچا سکیں، میرے پاس مناسب ماحول اور وسائل بھی موجود ہیں......یہ اپریل ۲۰۰۲ء کی بات ہے، ہم بخوشی اس کام پر آمادہ ہوگئے اور ہم نے اپنے پرانے شناسا ''S'' کے ساتھ مل کر کام کرنے کی حامی بھرلی......''S'' کو افرادی قوت یعنی ہنرمند ٹیکنیکل افراد کی ضرورت تھی اور ہمیں سرمایہ اور بہتر وسائل کی فراہمی درکار تھی، لہٰذا دونوں کی دعائیں اور سوچ خالص امت مسلمہ کی فلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں اور ہم [W,K,S] نے مل کر کام شروع کر دیا۔

''S'' ہمیں اپنے خفیہ ٹھکانے پر لے گیا، جہاں ایک مکان کے اندرونی حصّہ میں ورکشاپ بنی ہوئی تھی......ٹھکانہ دیکھ لینے کے بعد ہم واپس چلے گئے اور پھر ضروری ساز و سامان لے کر ایک طویل سفر طے کر کے ''S'' کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچ گئے......

ہمارے سپنوں کی تعبیر:

ورکشاپ کیا تھی؟ ہر طرف الیکٹرونکس آلات اور سامان بڑے قرینے اور سلیقے سے سجا کر رکھا ہوا تھا......کمرے میں ایک طرف چھوٹی میز پر مختلف قسم کی مشینیں سجی ہوئی تھیں، کمرے کے درمیان میں ایک بڑی اور چوڑی میز پر ۶ تا ۸ افراد کے کام کرنے کے اوزار سجائے گئے تھے......بالفاظ دیگر یہ الیکٹرونکس لیب جدید ترین ساز و سامان سے آراستہ تھی......یہ تو ہمارے خواب اور سوچوں کی تعبیر تھی جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جاتا وہ کم تھا......چنانچہ میں نے دل ہی دل میں خداوند قدوس کی اس خاص مہربانی پر شکر ادا کیا کہ کہاں میں دور دراز قبائل کے علاقے میں فصل کاٹنے والی درانتی کو گیس سلنڈر پر گرم کر کے لگاتا رہا اور اب کہاں اللہ تعالیٰ کے فضل نے جدید ترین ورکشاپ تک پہنچا دیا۔اب آگے ہمارا کام کہ ہم کس قدر محنت کر کے اس سے کتنا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ہم تینوں نے (w,k,s) نے تفصیلی گفتگو شروع کی اور دورانِ گفتگو s سے اب تک ریموٹ کنٹرول کے بارے میں ہونے والی پیش رفت اور اخراجات کے تخمینہ کے بارے میں پوچھا تو s نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اب تک تقریباً ۴ لاکھ ۵۰ ہزار روپے تک خرچ ہو کے ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسا ریموٹ کنٹرول تیار نہ ہوسکا جسے میدانِ جنگ میں بھیجا جا سکے۔کیونکہ اب تک ہم MC (مائیکرو کنٹرولر) پر کام کرتے رہے ہیں۔ ابتدائی جانچ پڑتال میں تو ان کی کارکردگی بہتر رہی تھی لیکن عملی میدان میں نتیجہ صفر تھا، ہم اتنی کثیر لاگت کا سن کر حیران رہ گئے۔پھر s نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے اب تک کیا خرچ کیا ہے اور نتائج کیا رہے ہیں؟ جب ہم نے اُسے بتایا کہ صرف ۲۰ ہزار روپے خرچ کر کے ہم نے ۶ عدد ریموٹ کنٹرول تیار کر کے میدان جنگ روانہ کیے اور ان کے نتائج بھی شاندار رہے تو یہ سن کر وہ خوشی سے اچھل پڑا، پھر تحسین آمیز رویہ میں بولا ''بہت خوب، شاندار، ماشاءاللہ!''......ساتھ ہی ساتھ میں نے اپنے بیگ میں سے ایک عدد تیار اور آزمائش شدہ ریموٹ کنٹرول نکال کر سامنے رکھ دیا......s نے نہایت اشتیاق سے اس ریموٹ کنٹرول کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر بغور معائنہ شروع کر دیا۔چونکہ ہم تینوں نے اب اکٹھا رہنا تھا اس لیے گپ شپ اور تفصیلی تعارف کے بعد دوسری باتوں کو کل تک ملتوی کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور رات کا کھانا کھا کر عشاء کی نماز ادا کی، پھر اطمینان اور مسرت کے جذبات لیے نیند کی وادیوں میں چلے گئے۔اگلی صبح نماز فجر کے بعد پہلی گفتگو اس موضوع پر ہوئی کہ s والا ریموٹ کنٹرول سسٹم تیار کرنا ہے یا پھر w,k والا۔آخر گفت وشنید کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ فی الوقت s والے پروجیکٹ پر ہی کام شروع کیا جائے۔

ہم نے تفصیلی گفتگو کے دوران میں یہ جاننے کی کوشش کی کہ s کے ریموٹ کنٹرول سے متعلّق مذاکرہ کیا کہ آخر وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بنا پر کثیر سرمایہ اور محنت کے باوجود ناکامی کا سامنا کرنا پڑا؟ یہی سوال ہم نے s سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ کمیونیکیشن کے ایک ماہر انجینئر سے مل کر یہ ریموٹ کنٹرول تیار کیا گیا تھا اور مائیکرو کنٹرولر والا ڈی کوڈ تیار کیا گیا تھا جس میں نا صرف پرزوں کا استعمال کم تھا بلکہ IC میں پروگرام فیڈ کر کے اسے سرکٹ میں استعمال کیا جاتا تھا۔دوسرا یہ کہ ایک ہی PCB اور ڈی کوڈر بنایا گیا تھا اور یہ ٹچ ٹون پر کام کرنے والا ۳ کوڈ کا ریموٹ کنٹرول تھا۔اُس نے ۲۰۰ پیس بنانے کے لیے PCB تیار کر لیے ہیں، اس کے علاوہ رسیور بازار سے ٹیون کرائے جاتے تھے جن کی فی پیس ۳۰۰ روپے لاگت آتی تھی۔ٹیوننگ اور فریکوئنسی بھی ٹیون کرنے والا ہی بتاتا تھا۔ بقول ان کے انہیں فریکوئنسی نکالنے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔

بہرکیف ہم نے اسے دن اس مائیکرو کنٹرولر والے ریموٹ کنٹرول پر کام شروع کر دیا اور ایک سے ڈیڑھ ہفتے کے دوران میں ۲۲۰ ریموٹ کنٹرول تیار کر لیے۔ ہم نے اپنے تیار کردہ ریموٹ کنٹرول ڈیوائس کو تمام ساتھیوں کے ناموں سے منسوب کرتے ہوئے اسے WKS کا نام دے کر میدان جنگ بھجوا دیا۔لیکن اس نام کو کسی مصلحت کے تحت اس وقت عام نہ کیا گیا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

24 فروری: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ......3 اہل کار ہلاک

کھوئے ہوؤں کی جستجو

استاد مہدی معاویہ

کبھی یوں ہوتا ہے کہ انسان بیٹھے بٹھائے ماضی کے دریچوں میں جھانکنے لگتا ہے۔ یادوں کے انمول خزانے ہاتھ لگتے ہیں تو انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگتا ہے۔ وہ کچھ دیر کے لیے اپنے ماحول سے کٹ کر بے خود ہو جاتا ہے اور ایک انوکھی دنیا کا سفر شروع کر دیتا ہے......ابھی کل ہی کی بات لگتی ہے، بگرام کی پہاڑیوں پر خط اول کے مورچوں میں دنیا کے چند سر پھرے خوش وقتی میں مصروف تھے......وہ دیوانہ ابومہلہل، عراق کا مہاجر بزرگ ابوبسّام، اور وہ چھوٹے قد والا ابوایمنؒ جسے ملا بخاری کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا، کراچی سے تعلّق رکھنے والے دونو جوان ان میں سے ایک لیے دیے رہنے والا عثمان اور دوسرا...... نام یاد نہیں۔ بس اتنا یاد ہے کہ مورچے میں اکیلا بیٹھ کر بہن بھائیوں کی یاد میں کھویا رہتا۔ روزانہ کے معمولات میں نماز با جماعت کے علاوہ تعلیم، ذکر و اذکار اور اسلحہ سیکھنے سکھانے کے اسباق شامل تھے۔ کھانے پینے کے لیے وقفے وقفے سے باریاں بدلتی رہتیں، مطلب کھانا تیار اور دسترخوان پر لگانے کے لیے۔ ایک عجیب ایمانی ماحول تھا جس کی منظرکشی کرنے سے قلم قاصر ہے۔ آج ہفتہ تھا یا کوئی اور دن......قلعہ مراد بیگ سے آئے ہوئے مہمان بنگالیوں کو چند روز ہو چکے تھے۔ اس روز کھانا بنانے کی ذمہ داری بنگالی بھائیوں کے سپرد ہوئی۔ بنگالی بھائی بھی بہت خوش تھے، اس لیے کہ کئی روز سے پھیکے پھیکے کھانے کھا کر ان کی طبیعت اُوب گئی تھی۔ ان کے دہن کے کرارے پن کے لیے ہری مرچیں علیحدہ دسترخوان پر چنی جاتیں جنہیں وہ ہر لقمۂ روٹی کے ساتھ مزے لے کر چبا جاتے۔ مگر آج تو ان کے لیے عید کا دن تھا، خوب مصالحے اور حسب خواہش مرچیں ڈالیں۔ رات آئی، دسترخوان لگا، کھانا چن دیا گیا۔ دن بھر کی بھوک زوروں پر تھی، سب نے مزے لے کر کھایا۔ رات سونے کے لیے لیٹے تو مرچوں نے آہستہ آہستہ رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ ''اہل ایمان'' یکے بعد دیگرے اٹھتے گئے اور پانی کا لوٹا بھر کر خفیہ مقام کا رخ کرنے لگے۔ باقی تو چلو سب جوان تھے مگر پچاس پچپن سالہ عراقی بزرگ شیخ ابوبسّام جو پہلے بھی کچھ مریض تھے، ان کے لیے سخت امتحان آ گیا، بار بار دست آنے لگے بلکہ بقول ہمارے ایک بزرگ کے دست بدست جنگ چھڑ گئی۔ شیخ ابوبسّام ساری رات اسی دست بدست جنگ میں نبرد آزما رہے۔ صبح ہوئی تو کچھ سکون ہوا، مگر اضمحلال بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اب خط اول پر کہاں دوا اور ڈاکٹر، پھر دشمن کی طرف سے معمول کی فائرنگ کے تبادلے نے اطمینان سے بیٹھنا دشوار کر رکھا تھا۔ بس اس کیفیت کو دیکھ کر ساتھی بنگالی بھائیوں پر چڑھ دوڑے اور انہیں بے نقط سنا دیں، جواب میں وہ بھی چپ نہ رہے۔ یوں خط کی فضا آپس میں تکدر کی وجہ سے خاصی بوجھل ہو گئی۔ سب ایک دوسرے سے بدظن اپنی اپنی ڈیوٹی انجام دینے لگے۔ ظاہر ہے خط اول پر یہ کیفیت بہت خطرناک اور جہاد جیسے عظیم عمل کی ادائیگی میں بے برکتی کا سبب بنتی ہے۔ آپس کی سرپھٹول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کا نزول بند ہو جاتا ہے۔ شیخ ابومہلہل جو کسی کام کی وجہ سے رات سے کہیں گئے ہوئے تھے دوپہر کے قریب واپس پلٹے تو انہیں ساری صورت حال معلوم ہوئی۔ تفصیلات سن کر بہت ملول ہوئے اور رنج و غم کی کیفیت میں بوجھل دل لیے مجلس سے اٹھ گئے۔ دوپہر کا کھانا انہی نے تیار کیا، ظہر کی نماز پڑھی،، اس کے بعد تعلیم ہوئی، تعلیم کے بعد کھانا لگا دیا گیا۔ ایک ہوشیار ساتھی کو مناسب مقام پر دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کی ذمہ داری لگا کر باقی تمام ساتھیوں کو بلا لیا گیا۔ ہمارے لیے یہ ایک حیران کن بات تھی مگر ابومہلہل نے یہ خطرہ مول لیا تھا۔ کھانے سے پہلے اعلان کر دیا گیا کہ کوئی ساتھی کھانے سے فراغت کے بعد کہیں نہ جائے بلکہ اپنی جگہ بیٹھا رہے۔

آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ ساتھیوں کو یہ تو اندازہ تھا کہ رات والے واقعے پر ہی کوئی بات ہوگی مگر کیا بات ہوگی اس کا اندازہ بالکل نہیں تھا۔ بہر حال اسی کشمکش میں کھانا کھایا گیا۔ فراغت کے بعد سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر موجود رہے اور شیخ ابومہلہل دھیرے دھیرے گویا ہوئے۔ خطبہ پڑھا، جہاد کی فضیلت بیان ہوئی، راہِ جہاد میں نکلنے کے آداب اور ثبات و استقامت کے واقعات بیان کیے۔ جوں جوں بات آگے بڑھتی جا رہی تھی جذبات کا تلاطم طوفان کی صورت اختیار کیے جا رہا تھا۔ شیخ ابومہلہل کی آواز میں درد اور دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی باتیں ہر شخص کے دل پر اثر انداز ہو رہی تھیں۔ گفتگو کا رخ اچانک ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کی طرف مڑ گیا۔ اثنائے گفتگو میں مواخات کا ذکر بھی آیا، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ یہ بھائی چارہ نام کا نہ تھا بلکہ ایسا کہ اس پر سگے بھائیوں کا والہانہ تعلّق بھی شرماتا تھا۔ ابومہلہل نے اچانک ہی گفتگو کا رخ موڑا اور کہنے لگے:

''میں جزیرہ (سرزمین حجاز) سے اس ارضِ جہاد افغانستان میں آیا ہوں اور اے فلاں! تم لبنان سے آئے ہو، اور اے فلاں! تم الجزائر سے آئے ہو اور اے فلاں! تم یمن سے آئے، اور یہ بھائی بنگلہ دیش سے آئے ہیں اور یہ بھائی پاکستان سے آئے ہیں۔ مختلف علاقوں سے تعلّق رکھنے والے اس مٹی پر کیوں اکٹھے ہوئے ہیں؟ صرف ایک بات نے اکٹھا کیا ہے اور وہ ہے کلمۂ توحید! لا الہ الا اللہ محمد رسول

اللہ۔شیطان کو یہ بات ناپسند ہے کہ لوگ کلمہ توحید پر اکٹھے ہوں اور وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔وہ ان میں رخنہ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔وہ ہر ایسی جگہ اپنے لشکر بھیجتا ہے جہاں اسلام کی سربلندی کے لیے لوگ جمع ہوں،ان میں پھوٹ ڈالتا ہے،انہیں منتشر کرتا ہے اور ان کے رعب کو ختم کرتا ہے''۔

ابومہلہل گفتگو کر رہے تھے اور حاضرین سسکیاں لے لے کر رو رہے تھے،وہ دل ہی دل میں نادم اور ملول ہو رہے تھے کہ انہوں نے کیوں اخلاص کا مظاہرہ نہ کیا اور ایک دوسرے سے اپنے دل کیوں میلے کیے۔تب یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دلوں کی میل قطرہ قطرہ اتر رہی ہے اور ایمان و اخلاص کے تر و تازہ پھول کھِل رہے ہیں۔ابھی ہم لوگ اسی کیفیت میں کھوئے ہوئے تھے کہ اچانک ابومہلہل کی آواز گونجی،کہنے لگے:

''آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں نادر موقع دیا ہے کہ ہم اس سنت پر عمل کریں جس کا نمونہ چودہ سو سال پہلے سامنے آیا تھا۔سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔اپنے آپ کو اور اپنے اسباب کو اپنے بھائی کے لیے اس طرح پیش کر دیں جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پیش کر دیے تھے''۔

یہ کہہ کر انہوں نے کہا کہ تمام ساتھی اپنے سامنے والے بھائی سے گلے مل لیں اور اسے اپنا بھائی بنالیں۔اس وقت کی کیفیت کو آج برسوں بعد لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔کچھ اس وجہ سے بھی یہ میرے سینے میں دفن یاد تھی جس سے میں اپنے دل کو کبھی کبھی بہلایا کرتا تھا۔مجھے نہیں معلوم کہ آج یہ سطور کیوں لکھنے جا رہا ہوں۔مگر اُس وقت میری کیفیت اِس وقت سے مختلف نہیں۔کیا بتاؤں کہ ساتھی جب ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے،سسکیاں بلند آوازوں میں بدل گئی تھیں اور سب ایک دوسرے سے یوں معافی تلافی کر رہے تھے جیسے سعادت مند شاگرد اپنے استاد سے اور مرید اپنے شیخ سے معافی تلافی کرتا ہے۔منٹوں تک یہی کیفیت رہی،لگ رہا تھا کہ کوئی بھی اپنے حواس میں نہیں،دیوانہ بن گیا ہے دیوانہ۔خیال ہوا کہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ میں مواخات فرمائی تھی تو کیا یہی کیفیت ہوتی ہوگی؟......یقیناً،اس سے بھی دو چند،ہماری ان قدسیوں سے کیا نسبت؟ان کے قدموں پر لگی گرد ہماری ہزار پاکیوں سے افضل ہے۔دور چلا گیا،مزے کی بات یہ ہوئی کہ شیخ ابوبسّام کے بھائی وہ بنے جنہوں نے رات مرچوں بھرا سالن تیار کیا تھا،اور اس حقیر کے حصّے میں ابوایمن آئے جن سے پہلے بھی ہماری محبتوں بھری نوک جھونک چلتی رہتی تھی۔ان کا قد چھوٹا سا تھا اور اسی وجہ سے سب کو محبُوب تھے۔الشیخ ابوعبداللہ کو تو اور بھی زیادہ محبُوب تھے۔جب ذرا تھوڑی دیر گزری اور آج کی اس تقریب کے اختتام پر ٹافیوں کی تقسیم بھی ہو چکی (جو نہ جانے شیخ ابومہلہل نے کہاں سے حاصل کر لی تھیں) تو اچانک ہی ابوایمن،راقم کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہنے لگے:

انت اطول و انا اقصی ، کیف بیننا اخوہ

''تم اتنے لمبے اور میں اتنا چھوٹا تو ہمارے درمیان یہ بھائی چارہ کیسے چلے گا؟''

بس یہ سننا تھا کہ تمام ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اس جملے پر شیخ ابوایمن کو زبردست داد ملی۔چھوٹے قد کو اللہ تعالیٰ نے ابوایمن کے لیے نعمت بنا دیا تھا۔دشمن سے چھپنا آسان اور ایک مورچے سے دوسرے مورچے تک جانا بھی آسان تھا۔پورے قد سے کھڑے ہو کر چلنے پھرنے جھکنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔جلال آباد میں روسیوں کے خلاف عربوں کی مشہور جنگ ہوئی تھی۔اس جنگ کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عرب مجاہدین کے کئی بڑے بڑے کمانڈر اور دلیر شاہین صفت نوجوان بڑی تعداد میں شہید ہوئے۔ابوایمن آسانی سے اس جنگ میں موو کرتے رہے۔ایک موقع پر ایک ٹینک ان کے پیچھے لگ گیا۔گولے پر گولہ برسانے لگا مگر تمام گولے ان کے سر کے اوپر سے گذرتے رہے۔بہت زندہ دل آدمی تھے،ایک دوست بتانے لگے کہ کچھ دنوں کے لیے پشاور مرکز میں آئے ہوئے تھے،ایک دن ڈیپ فریزر سے کچھ نکالنے لگے،اب ڈیپ فریزر بھی ان کے قد کے برابر ہی تھا۔اچھل کر فریزر میں جھانکا،مطلوبہ چیز فریزر میں موجود تھی مگر بالکل نچلی سطح پر،ان پر بھی دھن سوار کہ وہ مطلوبہ چیز نکال کر رہیں گے۔انہوں نے مزید جو جھانکا تو اس تگ و دو میں غڑم سے فریزر میں گر گئے۔اوپر سے کسی ساتھی نے مزاح میں فریزر بند کر دیا تو پکارنے لگے......اتق اللہ یا رجل،اتق اللہ یا رجل!!! بہرحال اچھا مذاق رہا۔وہ بھی برا نہیں مناتے تھے۔بس وقتی طور پر تھوڑا ناراض ہو جاتے تھے لیکن جلد ہی راضی بھی ہو جاتے......ایک اندھیری رات میں راقم پہرے پر کھڑا تھا،دھیان سامنے تھا،پیچھے کی خبر نہ تھی،جانے وہ کس قوت آئے اور قریب ہی کھڑے ہو گئے۔کافی وقت گزر گیا لیکن راقم کو احساس نہ ہوا۔انہوں نے کھنکارا ابھرا،پاؤں سے کھٹکا کیا تاکہ میں ان کی طرف متوجہ ہو جاؤں مگر شاید میں نہ سن سکا۔اچانک ہی ہاتھ سے ہلا کر متوجہ کیا اور کہنے لگے:

انتَ خفاًمِنّی؟!میں نے کہا......لا واللہ تو کہنے لگے......لا......لا انت خفا منی

پھر بتانے لگے کہ میں اتنی دیر سے کھڑا ہوں اور تمہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی مگر تم نے توجہ نہیں کی۔میں نے انہیں بتایا کہ مجھے بالکل معلوم نہیں ہوا تھا کہ آپ آئے ہیں۔انہیں یقین نہ آیا،راقم نے اپنی گن مورچے کی دیوار کے ساتھ رکھی اور انہیں گود میں اٹھا لیا اور کہا کہ بتاؤ یقین آیا کہ نہیں؟......اس پر پھر وہی تکرار......اتق اللہ ......اتق اللہ یا رجل!......گردشِ ایام نے ہمارے درمیان جدائی کی گھاٹیاں حائل کر دیں۔ایک عرصے تک ان کا حال بالکل معلوم نہ ہو سکا۔بعد میں پتہ چلا کہ میرا یہ بھائی امریکی حملے کے بعد قلعہ جنگی میں اپنی مراد کو پا گیا تھا اور جس قبائے شہادت کے انتظار میں اس نے برسوں گزار دیے تھے اور افغانستان کے میدانوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی خاک چھانتا رہا تھا،قلعہ جنگی کے مشہور معرکے میں اس خلعت سے سرفراز ہو گیا تھا۔ (بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

25 فروری:صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......ریموٹ کنٹرول بم دھماکے......6 فوجی اہل کار ہلاک

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

19 فروری

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والی کٹھ پتلی فوج پر شدید جوابی حملہ کیا جس میں 11 اہل کار ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ زخمیوں میں کمانڈر دلاور خان بھی شامل ہے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوگیا اور اس میں سوار کمانڈر بشرک سمیت 6 فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں ایف سی چوکی پر حملہ میں ایک اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون میں مجاہدین نے فوجی چیک پوسٹ پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کر کے اسے فتح کرلیا۔ پوسٹ پر تعینات اہل کار فرار ہوگئے۔ مقامی لوگوں نے مجاہدین کا بھرپور استقبال کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں آرمی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن گیا جس سے اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع امام صاحب میں مجاہدین کا پولیس و مقامی جنگ جوؤں پر حملہ میں 2 اہل کار ہلاک۔

☆بولدک میں پولیس اور ایف سی پر امارت کے فدائین کے حملوں میں 30 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ لغمان ضلع بادپش میں مجاہدین کے مختلف حملوں میں ایک ٹینک تباہ ہوگیا اور 5 اہل کار ہلاک۔

☆صوبہ بلخ، روزگان اور ننگرہار میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 9 جنگ جو اور فوجی مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ بلخ کے صدر مقام مزار شریف شہر کے قریب اپیل کورٹ سربراہ بشیر کی گاڑی پر ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور بشیر محافظ سمیت موقع پر ہلاک ہوا۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں پولیس اہل کاروں کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 پولیس اہل کار اور ایک فوجی ہلاک ہوا۔

☆صوبہ خوست کے صدر مقام خوست پر پولیس اہل کاروں پر تین بم دھماکوں میں 2 افسروں سمیت 3 اہل کار ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی ضلع گیزاب میں بم دھماکہ میں 2 کٹھ پتلی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

20 فروری

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کی چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجہ میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی بھی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے شہر قندوز اور قلعہ زال و خان آباد اضلاع میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کو نشانہ بنایا جس میں 4 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ غزنی کے اضلاع قرہ باغ اور دہ یک میں کٹھ پتلی فوج اور جنگ جوؤں پر حملہ میں 3 اہل کار ہلاک ہوگئے، جب کہ اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں نظم عامہ کے اہل کاروں کی بکتر بند گاڑی پر مجاہدین کے حملہ میں گاڑی مکمل تباہ ہوگئی اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں کٹھ پتلی فوج کو مجاہدین کی کمین کا سامنا ہوا، جس میں 5 فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع ناڑا میں مجاہدین نے ایف سی اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں پر حملہ جس میں ایک اہل کار ہلاک اور دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات میں مجاہدین کے حملہ میں کٹھ پتلی فوج کے 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں پر حملہ کیا جس سے 2 شرپسند ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع شکین میں ایف سی اہل کاروں پر بم حملہ میں 2 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ ایک شدید زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ میں کٹھ پتلی فوج پر مجاہدین کے حملہ میں ایک اہل کار ہلاک ہوگیا، جب کہ باقی فرار ہوگئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع چک میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں پر حملہ کیا جس میں ایک جنگ جو ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ بادغیس میں مجاہدین کے سپلائی گاڑیوں کے قافلہ پر حملہ میں 2 گاڑیاں نذر آتش کردی گئیں۔

☆صوبہ اروزگان کے ضلع چارچینہ میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے دھماکہ میں ایک فوجی ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوگیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کٹھ پتلی انتظامیہ پر مجاہدین کے حملوں اور شدید جھڑپوں میں 10 اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے اضلاع واشیر اور گریشک میں مجاہدین کا کٹھ پتلی فوج کو سنائپر گن، بارودی سرنگ اور حملوں سے نشانہ بنانے کی ئیوں میں 7 فوجی ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے نوزاد اور ناوہ اضلاع میں نظم عامہ کے اہل کاروں کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن گیا جس سے اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوج پر حملہ کیا جو آدھا گھنٹہ جاری رہا۔حملہ میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ اور 5 اہل کا ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں مجاہدین کی گھات کی زد میں آ کر ایک نائب کمانڈر محافظ سمیت ہلاک ہوگیا۔
☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں پولیس اہل کاروں کو دھماکہ کا نشانہ بنایا گیا جس میں 2 اہل کار زخمی ہوگئے۔

21 فروری

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع تگاب میں مجاہدین اور ایف سی اہل کاروں کے درمیان شدید لڑائی میں ایف سی کمانڈر سمیت 8 اہل کار ہلاک اور 12 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز میں کٹھ پتلی فوج کی گشتی پارٹی پر بم حملہ میں 2 اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں مجاہدین کے فوجی مرکز اور گشتی پارٹی میں حملہ میں 2 اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ لغمان کے اضلاع علینگار اور قرغئی میں مجاہدین کے حملہ میں 2 فوجی اور ایک مقامی جنگ جو زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ میں کٹھ پتلی فوج کے کاررواں پر مجاہدین کا ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ میں ایک سپلائی اور دو فوجی رینجرز گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔دو گھنٹہ تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 10 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز میں مجاہدین نے گھات لگا کر سیکورٹی افسر کرنل رحیم کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کٹھ پتلی فوج نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا جسے پسپا کر دیا گیا۔شدید لڑائی میں ایک فوجی ٹینک تباہ اور 5 فوجی ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں پولیس اہل کاروں کی رینجرز گاڑی پر حملہ کیا گیا جس سے گاڑی تباہ ہوگئی اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع میوند میں مجاہدین نے گھات لگا کر فوجی گاڑی پر حملہ کیا جس سے گاڑی تباہ جب کہ 2 فوجی ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری میں فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ کے نتیجہ میں 2 فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوج پر حملہ کیا۔2 کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔
☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں مجاہدین نے ایک مقامی جنگ جو کو سنائپر گن سے ہلاک کر دیا۔
☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج میں پولیس اہل کاروں کی دو رینجرز گاڑیاں تباہ ہو گئیں، 3 اہل کار ہلاک اور 5 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں فوجی بیس پر میزائیل حملہ میں 3 فوجی ہلاک جب کہ دو زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں پولیس کی گشتی پارٹی پر حملہ میں 3 اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں انٹیلی جنس اہل کاروں پر حملہ میں ایک اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔
☆صوبہ ننگرہار میں مجاہدین نے ایک پولیس اہل کار کو سنائپر کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔

22 فروری

☆صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ اور پچیر آ گام میں مجاہدین کے حملوں میں 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوگئے۔ضلع اچین میں 12 فوجی مجاہدین سے آ ملے۔
☆صوبہ سرپل کے سوزمہ قلعہ اور شیرم اضلاع میں مجاہدین اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جنگ جو کمانڈر میرآغا سمیت پانچ زخمی اور ایک فوجی ٹینک تباہ جس میں سوار 3 اہل کار ہلاک جب کہ 34 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے اضلاع گریشک اور موسیٰ قلعہ میں فوجی کاررواں اور رینجرز کی گاڑی پر مجاہدین کے حملوں میں 5,5 فوجی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں پولیس اہل کاروں پر ہونے والی 2 مختلف کارروائیوں میں ایک ٹینک تباہ جب کہ 6 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔
☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں بارودی سرنگ کے پھٹنے سے پانچ اہل کار ہلاک ہو گئے۔مجاہدین کے دیگر حملوں میں 10 مزید اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر 3 ٹینک تباہ ہوگئے جس میں سوار دس اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں رینجر گاڑی پر حملے، اور مجاہدین کے حملوں میں کمانڈر سمیت 4اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات میں مقامی جنگ جوؤں پر بم حملہ میں 2 جنگ جو ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کے مرکز پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔حملہ کے نتیجہ میں 4اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے اضلاع سنگین وگریشک میں مجاہدین کے حملہ میں 2 کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ اروزگان کے ضلع اروزگان میں بم دھماکہ میں ایک فوجی اہل کار ہلاک ہو گیا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز اور ضلع امام صاحب میں مجاہدین نے دو گاؤں فتح کر لیے، جب کہ مجاہدین کے حملوں میں 10 جنگ جو ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع چک میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کی چیک پوسٹ کو فتح کر لیا۔لڑائی کے دوران 8 جنگ جو مارے گئے۔ہیوی مشین گن سمیت دیگر سامان غنیمت میں حاصل ہوا۔

☆صوبہ ننگر ہار کے سرحدی شہر طورخم میں فوجی مرکز میں مجاہدین کے نصب کردہ بم حملہ میں 3اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز میں گھات اور سنائپر گن کے حملوں میں 3 فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ کنڑ کے صدر مقام اسعد آباد اور ضلع سرکانو میں مجاہدین کے گشتی پارٹی اور چوکی پر حملہ میں 3 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوج کے درمیان جھڑپوں میں دو فوجی اہل کار زخمی۔

23 فروری

☆صوبہ ننگر ہار ضلع بہسود میں مجاہدین کے نصب کردہ بم کی زد میں آ کر پولیس افسروں اور اہل کاروں کی دو گاڑیاں مکمل تباہ اور اس میں سوار تمام اہل کار ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں مجاہدین نے خفیہ ادارے کے اہل کار جان محمد ولد عبدالرحیم کو گرفتار کر کے شرعی عدالت کے حوالہ کر دیا۔جاسوس کو شرعی عدالت کے فیصلہ کے مطابق موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع سیورئے اور شاہ جوئے اضلاع میں مجاہدین کے حملہ اور نصب شدہ بموں کی زد میں آ کر پانچ اہل کار ہلاک ہو گئے۔دشمن کی جوابی کارروائی سے دو مجاہدین بھی شہید ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے پولیس چوکی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔مجاہدین نے ملا مالک نامی چوکی پر اللہ کی نصرت سے قبضہ کر لیا ہے۔اور وہاں موجود 3 سپاہیوں کو ہلاک اور ایک کو گرفتار کر لیا۔کارروائی میں دو موٹر سائیکل اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی غنیمت کر لیا گیا۔

☆صوبہ غور کے ضلع بساہسند میں مجاہدین نے خفیہ ادارے کے جاسوس عادل کو گرفتار کر کے اس کا مقدمہ شرعی عدالت کے حوالہ کر دیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں مجاہدین نے فیض گاؤں، تازلقی اور گجر کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیے۔شام تک جاری رہنے والی لڑائی میں 11 فوجی ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگر ہار کے ضلع پچیر آ گام میں کٹھ پتلی فوجوں پر بارودی سرنگ کے دھماکوں کے علاوہ شدید حملے بھی کئے گئے جس میں چھ اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع چک میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوج اور مقامی جنگ جوؤں کے مشترکہ کاروان پر حملہ کیا۔حملہ میں ایک بکتر بند گاڑی تباہ، 6 اہل کار ہلاک جب کہ پانچ زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں فوجی بکتر بند ٹینک پر ہونے والے دھماکہ میں ٹینک مکمل تباہ اور اس میں موجود 6اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع البرز میں مجاہدین نے گھات لگا کر مقامی جنگ جوؤں کی گاڑی کو نشانہ بنایا۔حملہ میں 2 جنگ جو ہلاک جب کہ گاڑی تباہ ہو گئی۔مجاہدین نے ایک کلاشنکوف غنیمت بھی کی۔

☆صوبہ ننگر ہار کے ضلع اچین میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کے ٹینک کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنایا جس سے ایک اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ میں پولیس اہل کار کی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا جس میں سوار ایک اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہو گیا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں مجاہدین کے حملوں میں 10 اہل کار ہلاک و زخمی جب کہ دو ٹینک تباہ ہوئے۔بزدل فوج نے چرخکیان ماندہ، فیروز، میرحمزہ اور گارو کو سنگین سے ملانے والی شاہراہ پر مقامی آبادی کے ساٹھ مکان مسمار کر دیے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین پر آپریشن کے لیے آنے والے اہل کاروں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں 6 فوجی ہلاک جب کہ ایک مجاہد زخمی ہوا۔

☆صوبہ ننگر ہار کے اضلاع لال پور اور نازیان میں دو آرمی ٹینکوں کو بارودی سرنگوں کے ذریعہ تباہ کر دیا گیا جس میں 6اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ کنڑ کے سرکانو،شیگل اور مرورہ اضلاع میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملے ہوئے جن میں 3اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی میں دھماکہ سے ایک اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ نورستان کے ضلع کمدیش میں بم کو ناکارہ بناتے ہوئے ایک کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگیا۔

24فروری

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجیوں کے قافلہ پر حملہ کیا جس میں 3اہل کار زخمی ہوئے۔
☆صوبہ پکتیکا کے ضلع رزمت میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوج پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں ایک فوجی ہلاک اور دو زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ سرپل کے اضلاع سوزمہ قلعہ، شیرم اور صیاد میں خیبر عملیات کے سلسلہ میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجیوں کے درمیان ہونے والی جھڑپوں میں دو کمانڈروں سمیت 13 اہل کار ہلاک ہوگئے۔ضلع صیاد میں جنگ جو کمانڈر غلام سخی کو محافظ سمیت قتل کر کے کلاشنکوف غنیمت کر لی گئی۔
☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجیوں کو ہتھیاروں اور دستی بموں سے نشانہ بنایا۔ایک گھنٹہ جاری رہنے والے مقابلہ میں 4اہل کار ہلاک اور 2زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترین کوٹ اور ضلع دہراود میں دو مختلف کارروائیوں میں 3اہل کار ہلاک،دو موٹر سائیکل غنیمت اور ایک گاڑی تباہ کر دی گئی۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا جس کے نتیجہ میں ایک گاڑی تباہ اور 3 سیکورٹی اہل کار مارے گئے۔صوبائی صدر مقام پل عالم میں بم دھماکہ میں ایک فوجی اہل کار ہلاک۔
☆صوبہ زابل کے اضلاع میزان اور شینکئی میں مجاہدین کی دو مختلف کارروائیوں میں 2اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ پکتیکا کے ضلع زیڑوک میں پولیس اہل کاروں کی چوکی پر مجاہدین کے حملہ میں 2اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوگیا۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع اچین میں امارتِ اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے 5اہل کار مجاہدین سے آملے۔مجاہدین کی کارروائیوں میں ایک اہل کار ہلاک اور چار زخمی ہوئے۔
☆صوبہ زابل کے ضلع قلات میں مجاہدین کے نصب کردہ بم کی زد میں آکر 4فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں مجاہدین نے دشمن کے ٹینک کو راکٹ کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا،اور اس میں سوار 3اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کے نصب کردہ بم کا نشانہ بن گئے۔اس دھماکہ میں 3اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ کنڑ کے اضلاع سرکانو،وٹہ پور اور دانگام اضلاع میں فوجی بیس،ایف سی یونٹ اور پولیس چوکی میں مجاہدین کے حملہ میں ایک اہل کار ہلاک اور 2زخمی ہوگئے۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں مجاہدین نے گھات لگا کر ایک اہل کار کو ہلاک کر دیا۔
☆صوبہ پکتیکا کے ضلع تروہ میں ایف سی اہل کار کے موٹر سائیکل پر بم دھماکہ سے ایک اہل کار ہلاک ہوگیا۔

25فروری

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں فوجی بکتر بند گاڑی بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوگئی جس کے نتیجہ میں ایک افسر سمیت 5اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔
☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں پیروزئی اور عیدگاہ میں مجاہدین کے نصب کیے گئے بموں کی زد میں آکر 6فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے
☆صوبہ اروزگان ضلع چنار میں گرم آب کے علاقہ میں بم دھماکہ کے نتیجہ میں 2اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر حملہ کیا۔حملہ کے نتیجہ میں گاڑی تباہ اور 3اہل کار ہلاک ہوگئے۔
☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے حملہ میں 3اہل کار ہلاک ہوگئے۔اس حملہ میں ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔
☆صوبہ ننگرہار ضلع اچین میں امارتِ اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے 5فوجی مجاہدین سے آملے
☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو اور وٹہ پور میں مجاہدین نے گشتی پارٹیوں پر حملے اور فوجی یونٹ کو میزائیلوں کا نشانہ بنایا جس سے 3فوجی اہل کار ہلاک،جب کے تین زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں چوکی کے ٹاور پر پہرہ دینے والے دو فوجی اہل کاروں کو مجاہدین نے امریکی ہیوی مشین گن سے نشانہ بنایا۔اس حملہ کے نتیجہ میں دونوں اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۱۸ دسمبر ۲۰۱۴ء: باجوڑ ایجنسی کے علاقے ڈمہ ڈولا چینہ میں ریموٹ کنڑول بم دھماکے کے نتیجے میں ایف سی کے ۱۳ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۹ دسمبر: ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈی ایس پی کلاچی کی گاڑی پر حملے میں ۳ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۰ دسمبر: شب قدر میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک پولیس اہل کار اور ایک ایف سی اہل کار کی ہلاکت اور ۲ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۰ دسمبر: پشاور کے نواحی علاقے مچنی پل پر مجاہدین سے جھڑپ میں ایس ایچ او متھرا تھانہ کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶ دسمبر: ہنگو کے علاقے سرکی پیالہ میں مجاہدین کے پولیس موبائل پر حملے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ۲ کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۹ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل حلیم زئی میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۳ فوجی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳۰ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے قندھارو میں بارودی سرنگ دھماکہ میں ایک ایف سی اہل کار کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۰ دسمبر: سوات و بونیر کی سرحد پر واقع ایلم پہاڑی پر سرچ آپریشن کرتے پولیس اہل کاروں پر مجاہدین کے حملے میں ایس ایچ او سمیت ۷ پولیس اہل کاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

۴ جنوری ۲۰۱۵ء: بلوچستان کے ضلع ژوب میں مرکزی شاہراہ پر مجاہدین نے ناکہ لگا کر ایف آئی اے کے ایک اعلیٰ افسر سمیت ۱۹ اہل کاروں کو گرفتار کر لیا۔ ایف آئی اے افسر کو اہم معلومات لینے کے بعد قتل کر دیا گیا جب کہ مزید اہل کاروں سے تفتیش جاری ہے۔

۸ جنوری: کرم ایجنسی کے گاؤں شہید انو اور شبل میں بارودی سرنگوں کے دو حملوں میں سیکورٹی فورسز کی دو گاڑیاں تباہ کی گئیں، جن میں سوار تمام فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۱ جنوری: سوات کے علاقے مینگورہ کے رنگ محلّہ میں وی ڈی سی ممبر فضل کریم کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔

۱۲ جنوری: بلوچستان کے ضلع لورالائی میں چچلو چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ایف سی کے ۱۰ اہل کار اور متعدد زخمی ہو گئے، جب کہ کئی اہل کاروں کو مجاہدین نے گرفتار بھی کیا۔

۱۳ جنوری: لوئر کرم ایجنسی میں نواب شہید چیک پوسٹ کے قریب فوجی گاڑی بارودی سرنگ دھماکے میں تباہ، ۲ فوجی اہل کار ہلاک، ۳ زخمی، سیکورٹی ذرائع کی تصدیق۔

۱۴ جنوری: ڈیرہ اسماعیل خان میں اے ایس آئی قیصر جہاں کے گھر پر بم حملے میں قیصر جہاں ۱۳ اہل کاروں سمیت مارا گیا۔

۱۵ جنوری: ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے کلاچی میں گرہ مستان کے مقام پر پولیس موبائل پر حملے میں اے ایس آئی سمیت ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ جنوری: باجوڑ کے علاقے ماموند میں امن لشکر کے سربراہ ملک درویش کی گاڑی کو بارودی سرنگ دھماکہ کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کارروائی میں ملک درویش شدید زخمی ہو گیا۔

۱۷ جنوری: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے شبک میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۹ جنوری: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سلارزئی میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے درمیان جھڑپ میں سرکاری ذرائع نے ایک کیپٹن اور نائب صوبے دار سمیت ۶ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۲ زخمی ہوئے۔

۲۱ جنوری: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند میں مجاہدین کی فائرنگ، ایک لیویز اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۲۴ جنوری: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ کے علاقے نری بابا میں بارودی سرنگ دھماکہ میں امن لشکر کے ۱۲ اہل کاروں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی

۲ فروری: مانسہرہ میں لاری اڈہ کے قریب پولیس موبائل کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا، ایڈیشنل ایس ایچ او سمیت ۲ پولیس اہل کار ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا۔

۲ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ کے علاقے نری بابا میں بارودی سرنگ دھماکہ میں امن لشکر کے ۶ اہل کاروں کی ہلاکت کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ فروری: کوہاٹ میں ہنگو روڈ پر کسٹمز کی گاڑی پر فائرنگ کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے کسٹم کے انسپکٹر اور ۲ سپاہیوں سمیت ۱۴ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۳ فروری: کرم ایجنسی کے علاقے درمائی میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں تباہ ہو گئی۔ سیکورٹی ذرائع نے ۴ فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۶ فروری: ٹانک کے علاقے کوٹ مرتضیٰ میں اے این پی ولی گروپ کے ضلعی جنرل سیکرٹری پیاؤ میر کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۸ فروری: خیبر ایجنسی کی وادی تیرہ کے علاقے نری بابا میں امن لشکر کے مرکز میں دھماکے کے نتیجے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۵ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔ امن لشکر کا مرکز مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔

۹ فروری: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے بیزوسر میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۹ فروری: مہمند ایجنسی کے علاقے شندرہ بائیزئی میں امن لشکر کے سربراہ صنوبر عیسیٰ خیل کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔ صنوبر اپنے ۳ ساتھیوں سمیت شدید زخمی ہو گیا۔

۱۰ فروری: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے شہیدانوں ڈنڈ میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے:

۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ء: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے لواڑہ منڈی میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۶ افراد شہید ہو گئے

۲۶ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے کنڈغر میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۴ افراد شہید ہو گئے۔

۲۶ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے منگروٹی میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۳ افراد شہید ہو گئے۔

۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۷ افراد شہید ہو گئے۔

۱۵ جنوری: جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۶ افراد شہید ہو گئے۔

۱۹ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۴ افراد شہید اور ۶ زخمی ہو گئے۔

۲۸ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۷ افراد شہید اور ۲ زخمی ہو گئے۔

بقیہ: کھوئے ہوؤں کی جستجو

ابو ایمن یقیناً جنت کی قندیلوں میں محو آرام ہوں گے۔ جنت کا رزق نوش جاں کرتے اور مزے مزے کے میووں سے دل بہلا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائیں اور اپنے اس بھائی کی سفارش کرنے کی توفیق عطا فرمائیں...... ابو مہلہل کا ذکر تو رہا ہی جاتا ہے۔ آپ بھی بور ہو رہے ہوں گے کہ یہ کیا ذکر لے کر بیٹھ گیا۔ بھائی! آپ کو کیا معلوم کہ مجھے ان بھائیوں کا تذکرہ کتنا محبوب ہے۔ یقین جانیں شہد سے زیادہ میٹھا ان کا تذکرہ ہے۔

ابو مہلہل کو پہلی مرتبہ دیکھا تو لگا کہ کوئی مجنوں دیوانہ ادھر آ نکلا ہے۔ میلی جیکٹ، مٹی سے اٹے ہوئے کپڑے، سر پر جگہ جگہ سے پھٹا ہوا بوسیدہ اور میلا سا رومال سر پر پگڑی کی طرح بندھا ہوا۔ مگر دیکھنے میں بدنما نہ لگتے، کوئی بو نہیں اور ان کے لیے دل میں کسی قسم کا انقباض نہیں ہوتا تھا۔ بیداری کا بیشتر حصہ ٹینک کی دیکھ بھال اور صفائی کے علاوہ ساتھیوں کو اس کے اسرار و رموز سے آگاہ کرنے میں گزرتا۔ فراغت ہوتی تو وضو کر کے جیبی سائز کا قرآن مجید لے کر اگلے موروچوں میں بیٹھ جاتے اور تاثیر بھرے لہجے میں دیر تک تلاوت کرتے رہتے۔ خدمت میں سب آگے ہوتے۔ ریا، تکبر، خودستائی کی معمولی رمق بھی تلاش کرنا عبث تھا۔ روح کی یہ بیماریاں تو ان کے قریب سے بھی نہیں گزری تھیں۔ وقوعہ والے دن پتا چلا کہ وہ اس خط پر ہمارے امیر ہیں۔ راقم دھک سے رہ گیا، جب انہوں نے بیان کیا تھا تو واللہ یا سبحان کے نعرے دل میں اٹھتے رہے، کبھی وجد میں ہوئے تو کلاشنکوف کو کندھے پر یوں رکھتے جیسے کوئی دیہاتی کسّی اٹھائے ہوتا ہے۔ اور پھر دشمن کے موروچوں کے عین سامنے یوں ٹہلنا شروع کر دیتے جیسے شیر اپنی کچھار کے باہر ٹہلتا ہے۔ ہمارا اور اُن کا چند مہینوں کا ساتھ رہا اور پھر بالآخر وقت نے ہمارے درمیان جدائی کے پردے حائل کر دیے۔ مدت بعد معلوم ہوا کہ وہ چیچنیا چلے گئے تھے جہاں روسیوں سے زبردست مقابلے کے بعد شہید ہو گئے تھے۔ بتانے والوں نے بتایا کہ ابو مہلہل روسیوں کے عین مورچے پر پہنچ گئے تھے، ان کی بہادری کو دیکھ کر اندر موجود روسی فوراً تسلیم ہو گئے مگر اسی اثنا میں ان پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور انہوں نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ جانے وہاں کس نام سے معروف ہوں گے، ناموں میں رکھا بھی کیا ہے؟ انسان کے ساتھ تو اعمال جائیں گے، ناموری تو یہیں رہ جائے گی۔ انہیں بے نام رہنا پسند تھا، وہ اپنے اجر کو ناموری کی بھول بھلیوں میں ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ راقم نے ایک مرتبہ ان کے سامنے اپنی ڈائری رکھ دی کہ کوئی نصیحت لکھ کر اپنے آٹوگراف دے دیں...... ڈائری لی اور لکھا:

یا بخت عرق من	جاهدو هو مجهول
واستشهدو هو مجهول	ودفن و هو مجهول
	المهلهل

انہوں نے بالکل سچ لکھا۔ وہ دنیا میں بھی غریب و عابر سبیل بن کر رہے اور اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے مرقد کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کی اربوں کھربوں رحمتیں ان پاکیزہ نفس شہدا پر نازل ہوں اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆

آؤ جوانو! چلنا ہے
راہِ خدا میں لڑنا ہے

موت سے ڈرنا ٹھیک نہیں
آخر اک دن مرنا ہے

ہار کے ہمت بیٹھیں کیوں
دوڑ کے آگے بڑھنا ہے

چھوڑ کے طور وطرزِ عدو
سنت میں بس ڈھلنا ہے

کھیلیں گے تلواروں سے
گھوڑوں کی باگ پکڑنا ہے

کُشتی بھی ہم سیکھیں گے
کفر کی ناک رگڑنا ہے

پہنیں گے بارودی قبا
ہتھیاروں سے سنورنا ہے

علم نبوت سیکھ کے پھر
کارِ نبوت کرنا ہے

یَسِّرُ لا تُعَسِّرُ اب
شروعِ جہاد میں پڑھنا ہے

اِضرِبُ کی گردانوں کو
کُلَّ بَنان پہ جڑنا ہے

نوکِ سناں ظلمات کا حل
جلسہ، جلوس نہ دھرنا ہے

تھام کے پرچمِ غزوۂ ہند
گنگا پار اُترنا ہے

تیرا ملک یہ میرا ملک
اب نہ اِس پہ جھگڑنا ہے

ساری دھرتی رب کی ہے
قرآن کا سکہ چلنا ہے

کہف کی ڈھال اور خَود لیے
ہر گھاٹی سے گزرنا ہے

باطل ننگا ناچ چکا
اسلام نے پھولنا پھلنا ہے

وسیم حجازی

اسلام نے پھولنا پھلنا ہے

احمقانہ سوچ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' بعض لوگوں کو یہ حماقت سوجھی کہ وہ جمہوری سلطنت کو اسلام میں ٹھونسنا چاہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں اسلام میں جمہوریت ہی کی تعلیم ہے اور استدلال میں یہ آیت پیش کرتے ہیں ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' [اور تم معاملات میں ان سے مشورہ کرو]......مگر یہ صریحاً غلط استدلال ہے......ان لوگوں نے مشورہ کی دفعات ہی کو دفع کر دیا ہے، اسلام میں جو مشورہ کا درجہ ہے اس کو بالکل نہیں سمجھا......جس آیت سے یہ جمہوریت کا استدلال کرتے ہیں اس کا اخیر جزو خود ان کے دعویٰ کی تردید کر رہا ہے ... مگر ان کی حالت یہ ہے کہ ایک جزو کو دیکھتے ہیں اور دوسرے جزو سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں......

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ O فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ O اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (آل عمران: ۱۵۹)

''اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے۔ پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیجیے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں''۔

تفسیر: یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے تو مراد ان سے وہ امور ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہ ہوئی، ورنہ بعد وحی کے پھر مشوروں کی کوئی گنجائش نہیں۔ لفظ 'عزم' میں کوئی قید نہیں لگائی، اس سے معلوم ہوا کہ امورِ انتظامیہ متعلقہ بالرائے میں کثرت رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں 'عزم' میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرتِ رائے کے خلاف نہ ہو۔ اور مشورہ وعزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہیں توکل کے کیونکہ مشورہ وعزم کا داخلِ تدبیر ہونا ظاہر ہے اور جاننا چاہیے کہ مرتبۂ توکل کا کہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض ہے اور توکل بمعنی ترک تدبیر کے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اس کا ترک مذموم۔ اور اگر دنیوی یقینی عادۃ ہے تو اس کا ترک بھی ناجائز اور اگر ظنی ہے تو قوی القلب کو جائز اور اگر وہمی ہے تو اس کا ترک مامور بہ ہے''۔

(تفسیر بیان القرآن)